سندھی "رسالو سلوک جوت" کا منظوم ترجمہ مع تفہیم

رسالۂ سلوک

تصنیف:

حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق قادری قدس سرہٗ

منظوم اُردو ترجمہ و تشریح

میر حسان الحیدری سہروردی

Scanned with CamScanner

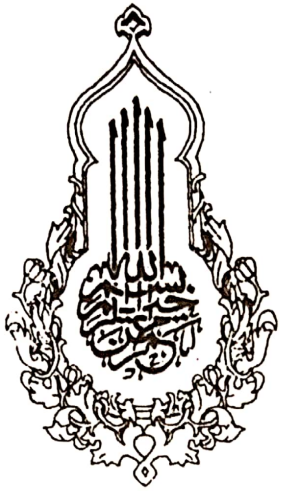

حضرت حافظ الملتؒ کی مہر کا نشان جس پر 1287 ہجری سن لکھا ہے جب انہوں نے جامع
مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو کر خانقاہِ عالیہ بھرچونڈی شریف کی بنیاد رکھی تھی

Scanned with CamScanner

حرکتِ اشجار ہو یا اُن کے پتوں کی صدا
حرکتِ اشیائے موجودات و جُملہ کوہ ہا
طالبِ حق کو یہ آوازیں لگیں ذِکرِ خُدا
بلکہ طالب خود بھی ہو اس ذِکر میں محو و فنا
محو ہو جائے لطافت سے وجود اس عبد کا
ذاتِ بے ہمتا میں لائق جذب کے ہو بے خطا

(ترجمۂ ابیات 207 تا 209)

Scanned with CamScanner

رسالۂ سلوک

(سندھی "رسالو سلوک جو" کا منظوم اردو ترجمہ مع تفہیم)

Scanned with CamScanner

حق کی جانب سے کشش ہے برگزیدہ کا صلہ
ملتا ہے عاشق کو بھی معشوق سے ہی حوصلہ
سعی بے حاصل ہو اُس کی، آہ اُس کی نارسا
جانبِ محبوب سے جب تک کشش نہ ہو ذرا
کوششِ عاشق سے مل سکتا نہیں ہے مُدعا
تِنکا اُڑ سکتا نہیں صحرا سے خود سُوئے سما
جب تلک اُس کو بگولا لے کے اونچا نہ چلا
آ کے اِس منزل پہ سالک بارِ ہستی سے چُھٹا
ہستیٔ موہوم بے بُنیاد ہے اور بے بقا
اس کو لے جاتا ہے قُربِ حق سوئے عرشِ عُلا

(ترجمۂ ابیات 229 تا 233)

Scanned with CamScanner

رسالۂ سلوک

(سندھی "رسالو سلوک جو" کا منظوم اردو ترجمہ مع تفہیم)

تصنیفِ لطیف

حافظُ المِلت سیّدُ العارفین جُنیدِ وقت شیخ المشائخ

حضرت حافظ محمد صدّیقؒ القادری النّقشبندی السُّہروَردی قُدس سرہٗ

منظوم و منثور ترجمہ و تشریح

میر حسّانُ الحیدری السُّہروَردی القادری النّقشبندی

حافظ الملتؒ اکیڈمی

خانقاہِ عالیہ بھرچونڈی شریف ڈہرکی (سندھ)

Scanned with CamScanner

ضابطہ

کتاب: رسالۂ سلوک

مصنف: حافظُ المِلت حضرت حافظ مُحمد صدّیقؒ قادری قُدس سرہٗ

منظوم ترجمہ و تفہیم: میر حسّانُ الحیدری سُہروَردی

کمپوزنگ و تزئین: خالد حسان چانڈیو ایڈووکیٹ نے درگاہِ عالیہ کی نذر کی

ٹائیٹل:

پبلشر: حافظ الملتؒ اکیڈمی، خانقاہِ عالیہ بھرچونڈی شریف، ڈہرکی (سندھ)

پرنٹر: سانجھ پبلی کیشنز لاہور

قیمت: 450 روپے

(جملہ حقوق فقرأ درگاہِ عالیہ بھرچونڈی شریف اور سالکانِ راہِ حق کے لیے عام ہیں)

Scanned with CamScanner

انتساب

حافظ الملتؒ کی بارگاہِ فلک پناہ میں
ایک بے مایہ انسان اپنی یہ "بضاعتِ مزجات"
"رسالۂ سلوک" (منظوم ترجمہ بمع تفہیمات)
بامیدِ قبول پیش کرتا ہے

خاکِ آستان
میر حسّان الحیدری سہروردی غفرلہ

Scanned with CamScanner

فہرست

مقدمہ: صفحہ 9 تا 38

رسالۂ سلوک: صفحہ 39 تا 228

Scanned with CamScanner

حافظ الملّتؒ اوران کے سندھی رسالہ سلوک پر ایک نظر

شیرین تر از حکایت ما نیست قصۂ
تاریخ روزگار، سراپا نوشتہ ایم

(ہماری داستان سے زیادہ دلچسپ کوئی داستان نہیں۔ داستان کیا ہم نے اپنے عہد کی مکمل تاریخ لکھ دی ہے۔ نظیری نیشاپوری)

بلا مبالغہ حافظ الملت محی السّنت، پیشوائے ارباب سلوک و معرفت، وحید العصر، رُکن رکین صدیقانِ اُمّت، مجدد تصوف و روحانیت، حضرت الشیخ حافظ محمد صدیق القادری النقشبندی السّہروردی علیہ الرحمۃ کی ذات و شخصیت پر کچھ لکھنا کسی ایک خانقاہ نشین بزرگ کی داستان ہی نہیں بلکہ ایک عہد، ایک زمانے، اور ایک قرن کی تاریخ دعوت و عزیمت لکھنے کے برابر ہے۔ آپ جس عہد میں ظہور پذیر ہوئے دین حق، ملت اسلامیہ اور اسلامیان ہند و پاک کیلئے مشکلات، مصائب، اور مایوسیوں کا دور تھا، وہ دور اعلائے کلمۃ اللہ، اصلاح امت اور تجدید نظام خانقاہی کے لئے انتہائی نازک پیچیدہ اور پر خطر تھا، گویا حضرت شیخ فخر الدین عراقی سُہروردی (خلیفہ حضرت شیخ الاسلام بہاالدین ذکریاملتانیؒ) کی زبان میں:

Scanned with CamScanner

بہ عالم ہر کجا دردوغمے بُود
بہم کردندو عشقش نام کردند

(دنیا میں جہاں کہیں بھی درد، غم اور دکھ تھا۔ اُسے جمع کر کے عشق کا نام دے دیا) جی ہاں عاشقی ایک طُرفہ تماشا ہے۔ بلکہ بقول حضرت مولانا رومی علیہ الرحمہ ؎ عاشقان را مذہب وملت جداست

عراقی و رومی کے نغموں کی گونج کانوں میں ابھی آرہی تھی کہ نظیری نیشاپوری بول اُٹھے:

ذکر طوبیٰ وجنان در ورع عشق خطا است
ہرچہ در شرع مُباح است حرام است اینجا

(طوبیٰ اور بہشت کی باتیں تقوائے عشق میں روا نہیں (کیونکہ) جو شرع میں جائز ہے وہ مذہب عشق میں حرام ہے۔) مذہبی، روحانی، علمی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی طور پر خدا کی زمین کا تقریباً ہر گوشہ اہل اسلام کے لئے تنگ ہو چکا تھا۔ برّاعظم ایشیا بالخصوص موجودہ خطہ پاک وہند اسلامی اقدار وعلوم کے احیاء کے لحاظ سے زوال پذیر کمزور اور بے جان ہو چکا تھا۔ تاریخ کا طالب علم ان حقائق سے انکار نہیں کر سکتا کہ موجودہ خطہ پاکستان کا کونہ کونہ، قریہ قریہ اور شہر شہر بے دینی یا دین سے دوری، الحاد، جہالت، مذہبی تعصبات اور فتنوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ مدارس و مکاتب میں ماضی کی رونقیں مفقود اور اکثر و بیشتر خانقاہوں کی روحانیت غتر بُود، بقول حکیم الامت علامہ اقبالؒ اُس دور کا صوفی وملّا ابلیس کے نغمے کی زبان میں ؎ تو فقط اللہ ھُو اللہ ھُو اللہ ھُو!

اُس دور کے مدارس وجامعات، خانقاہوں اور مزارات، خلوت کدوں اور تکیوں کو دیکھ کر اور جانچ کر ہی تو علاّمہؒ نے فرمایا تھا کہ:

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ زندگی نہ محبت، نہ معرفت نہ نگاہ

Scanned with CamScanner

ایسے حالات میں دینی علوم کے نام نہاد علمبرداروں اور روح عمل وجہاد سے کھوکھلے خانقاہ نشینوں کے مواعظ وتقاریر یا طلسماتی کرامات سے خطہ ہندوپاک کی تقدیر کیسے اور کیونکر بدل سکتی تھی؟

شاید تاریخ کے ان مشکل مراحل اور موڑوں کو دیکھ کر غلام قادر گرامی جالندھریؒ نے کہا تھا کہ:

عُمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا زبزم عشق یک دانائے راز آید بُرون

(حیات کائنات کو کعبہ اور بتخانہ میں نالہ وگریہ کرتے عمریں اور صدیاں بیت جاتی ہیں تب کہیں جاکر بزم عشق سے کوئی دانائے راز پیدا ہوتا ہے)

یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ان حالات میں، جن کا کچھ ذکر اوپر ہو چکا ہے، حیات وکائنات خطہ پاک وہند کا گریہ ونالہ کام آگیا اور اِس خطہ کے اولیا کرام کی بزم عشق سے ایک دانائے راز حافظ الملت صدیق الامت علیہ الرحمہ کی شکل میں نمودار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس خطے کے باسیوں کو وحدانیت خالص کے راز ورموز، عشق مصطفیٰؐ کے نِکات واسرار اور روح جہاد کی للکار سے سرمست اور سرشار بلکہ باطل سے برسرپیکار کردیا۔

طلوع بدرِ سلوک ومعرفت: یکم رمضان المبارک 1234ھ/1819ء کو بوقت سحر خاک پاک سندھ کے ایک گمنام قریہ "بھرچونڈی شریف" میں ایک خدارسیدہ درویش سادہ دل میاں محمد ملوک سمیجہ علیہ الرحمہ کے خاروخس سے تعمیر شدہ سادہ سے گھر میں حضرت حافظ الملّت کا ورود ہوا، اور یوں اس نور دیدہ کے انوار سے نہ صرف میاں محمد ملوک کا گھر بلکہ پورے خطہ پاک (سندھ، پنجاب، بلوچستان اور سرحد) کا چپہ چپہ جگمگا اٹھا! اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے عالم پر چھا گیا عاجز خاکسار مترجم رسالۂ ہذا نے عرض کیا ہے:

خاک سندھ و ہند ازاں پر نور شد
ارض بھَر چونڈی ازان کہہ طور شد

Scanned with CamScanner

(خطہ سندھ وہندان سے روشن ہو گیااور بھر چونڈی شریف کی زمین کوہ طور بن گئی۔)

وادی سندھ کی ایک گمنام اور غیر معروف بستی بھر چونڈی شریف کے صحرا سے ایک ایسا لالۂ صحرائی اٹھا کہ اسکے شگوفوں، غنچوں اور پھولوں نے عالم بہار کو بھی مات کر دیا جس کی روحانی اور علمی خوشبو نے چار دانگ عالم کو معطر کر دیا۔ مولانا رومی علیہ الرحمتہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

چمنے کہ تاقیامت گل اُو بہار بادا
صنمے کہ برجمالش دو جہاں نثار بادا

(وہ ایک ایسا چمن کہ اس کی سدا بہار خوشبو قیامت تک رہے۔ وہ ایک ایسا محبوب کہ دونو جہان اس پر قربان)

وہ ایک ایسی انقلابی شخصیت کے مالک تھے کہ ان کی ایک نگاہ سے کئی انقلاب برپا ہوئے اُن کے انقلابی پروگرام سے نہ صرف مدارس اور خانقاہوں میں نئی روح پھونکی گئی بلکہ تمام مذہبی، علمی، ادبی اور معاشرتی اکائیوں میں ایک عظیم انقلاب رُونما ہوا۔ وہ اپنے حلقہ ارادت کے تمام افراد میں ایک عقابی روح پھونکنا چاہتے تھے اور ایسا کر کے دکھایا۔

حضرت حافظ الملّت سے وابستہ صرف افراد واشخاص ہی نہیں بلکہ علمی، مذہبی اور روحانی ادارے بھی ایک ایسی انقلابی ڈگر پر چل پڑے جس سے اس مرد صحرا، مرد تنہا اور مرد حق کی آواز صدا بہ صحرا نہیں بلکہ آواز ابراھیم خلیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام "یَأْتُوْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ" (تمہاری آواز پر ہر وادی ہر گھاٹی، ہر کشادہ اور تنگ راستے سے لوگ دوڑے آئینگے) ثابت ہوئی اور سندھ پنجاب بلوچستان، سرحد، افغانستان اور عرب تک کے لوگ اس چشمہ شیریں سے سیراب ہونے کے لئے ٹولے کے ٹولے، گروہ کے گروہ جوق در جوق آنے لگے، حضرت حافظ الملت علیہ الرحمہ کی حیات اور ان کے افکار واحوال کا گہرا مطالعہ کریں تو آپکے سامنے ان کی شخصیت ایک گوشہ نشین درویش یا زیب سجادہ پیر ومرشد کی نہیں بلکہ ایک مجتہد العصر، مجدد طریقت اور مجاہد اعظم مبلغ کی حیثیت سے ابھر کر آئیگی۔

Scanned with CamScanner

حضرت حافظ الملّت علیہ الرحمہ اپنے تجدیدی کارناموں امور خانقاہی میں اجتہادی بصیرت اور مذہبی وروحانی انقلاب کی وجہ سے ایک منفرد مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے ہمہ وقت کمربستہ دل بیدار اور روح مُضطرب کے ساتھ مصروف جہد و عمل نظر آتے ہیں۔ دینی اصلاحی اور تبلیغی کاموں میں ان کا حوصلہ پہاڑوں سے بلند، چٹانوں سے مضبوط، اور ان کی وسعت نظری سمندروں کی طرح وسیع، گہری اور بیکران تھی۔ احیائے کتاب وسنت ہو یا منہاج سلوک و معرفت وہ ایک کرم کتابی، لکیر کے فقیر یا خلوت نشین درویش نہیں بلکہ ایک مجدد، مُجتہد، مُدبّر اور عظیم رہنما کی حیثیت سے قائدانہ صلاحیتوں کے مالک نظر آتے ہیں:

نگہ بلند، سخن دلنواز جان پُرسوز
یہی ہے رخت سفر میرِ کارواں کے لئے

یہ کُلاہ پوش فقرا۔۔۔! : حافظ الملت علیہ الرحمہ ایک ایسی انقلاب آفرین شخصیت کے مالک تھے جن کی نگاہ مومنانہ کے فیض سے گُدڑی کے لعل کلاہ پوش فقرا نے انگریزی حکومت کی نخوت وسطوت کو خاک میں ملا دیا۔ ذرا ماضی قریب کی تاریخ کے ورق الٹیئے تو معلوم ہوگا کہ بھرچونڈی شریف کے روحانی کارخانے میں کیسے کیسے لوگ تیار کئے گئے۔ یہ ہیں تاج الفقرا تاج محمود امروٹیؒ جن کی للکار سے لندن میں بھونچال آجاتا تھا۔ یہ ہیں فخر غلامانِ محمد جنہوں نے الحاد و بے دینی کی سینکڑوں بستیوں کو دین پُر بنا دیا اور یہ ہیں آتشِ زیر پا، سراپا انقلاب عبید اللہ سندھی جنہوں نے انگریزی حکومت کی بے پناہ طاقت، مشرق تا مغرب وسیع سلطنت اور حیرت انگیز شوکت کے باوجود اس کے خلاف انقلابی جال افغانستان سے ماسکو تک اور تُرکی سے حجاز و جاپان تک بچھا دیا تھا اور پھر اپنے وطن عزیز میں اُس وقت وارد ہوئے جب سیاہ دل گورا ہماری سرزمین چھوڑ کر لندن جا چکا تھا۔ یہ ہیں اُستاد کل، شارح حدیث و قرآن مخزن العلوم فخر الفقرا فخر سندھ حضرت خلیفہ عبدالغفار قادری خانگڑھیؒ جنہوں نے اپنے علمی روحانی کارناموں کے علاوہ حضرت احمد سائیںؒ جیسا فرزند جنم دیا جس نے سندھ کی کُلاہ فقر کو

Scanned with CamScanner

آسمان کی چوٹی تک پہنچادیا۔ یہ ہیں مراد مرشد خلیفہ دِل مراد کھوسو علیہ الرحمہ جن کے قدموں میں خود انکی اپنی قوم کے سردار غلطان رہتے تھے۔ ذرا ایک اور نگینے کی چمک دمک بھی دیکھ لیجئے، جی ہاں یہ ہیں عزیز اہل دل، محبوب خلائق خلیفہ عبدالعزیز کالا باغویؒ جن کی قدم بوسی کو نوابان کالا باغ بھی اپنا شرف اور فخر سمجھتے تھے، سچ کہا ہے کسی نیک دل شاعر نے:

کامل اِ س فرقہ زُہّاد سے اُٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

حافظ الملت اور مریدین کی تربیت

قارئین گرامی قدر! پیش نظر کتاب "رسالۂ سلوک" میں حضرت حافظ الملّت تمام طالبان سلوک اور بالخصوص اپنے مریدین کو بار بار تلقین فرماتے ہیں کہ سستی، کاہلی، غفلت بے ہمتی اور کم حوصلگی کو ترک کر کے تمام دینی و دنیاوی اور ظاہری و باطنی کاموں میں ہمت بلند اور عالی حوصلہ سے کام لیں ورنہ میرے مدرسہ، خانقاہ، اور حجروں یا خلوت کدوں سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نکل جائیں فقیر کے جھونپڑے میں ایسے عُضوِ معطل درویشوں کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ "رسالۂ سلوک" میں آپ فرماتے ہیں کے میرے پیر و مرشد اَحسَنُ المشائخ حضرت السیّد حسن شاہ الجیلانی علیہ الرحمہ مجلس فقرا میں عموماً شاہ کریم سُہروردی بُلڑی والے (جدامجد شاہ عبداللّطیف بھٹائیؒ) کا ایک سندھی بیت ارشاد فرمایا کرتے تھے، پیش نظر "رسالۂ سلوک" سے اس کا اردو ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

کیچ کی منزل ہے کافی دور، مشکل مرحلے
تیز رَو ہو کر یہ منزل شوق سے طے کیجئے

حضرت شاہ کریم سُہروردیؒ سسی کے نام کو بطور استعارہ استعمال کرتے ہوئے طالب سلوک کو فرماتے ہیں کہ سسی نے ایک کمزور اور ناتواں عورت ہوتے ہوئے اگر عشق مجازی کی بے خودی اور دُھن میں کیچ کے سنگلاخ ریگستانی اور صحرائی راستوں کی پروا نہیں

Scanned with CamScanner

کی تھی تو پھر تو راہ خدا کی منزلوں کو طے کرنے میں غفلت اور سُستی کیوں دکھاتا ہے: ع
اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے؟

قارئین عزیز! تصوف کا یہ نکتہ پیش نظر رکھئے گا کہ جس طرح عربی و فارسی شعرا نے لیلیٰ عامریہؒ، بی بی رابعہ بصریہؒ اور تحفہؒ خاتون کو اولیاء خواتین میں شمار کیا ہے بالکل اسی طرح ارضِ پاک و ہند کے شعرا نے بھی سسّیؒ، ہیرؒ اور سوہنی وغیرہ کو عشق مجازی کے سخت مرحلوں سے گزر کر عشق الٰہی یا عشق حقیقی تک پہنچنے اور اس کی لذت و سرور حاصل کرنے کی وجہ سے اولیاء خواتین میں ان کا شمار کیا ہے چنانچہ شاہ حُسینؒ، بلھے شاہؒ، خواجہ فریدؒ، مخدوم الملک سیّدؒ اُچوی نے اور اُدھر سچل سرمستؒ اور شاہ لطیفؒ نے ان خواتین کو انتہائی خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

آگے چل کر حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ، ایسے کم ہمت اور بے حوصلہ طالب سلوک کو، ایک بزرگ کے فارسی شعر سے مہمیز کرتے ہوئے اسے تنبیہ کرتے ہیں کہ اگر یہ کاہلی اور سستی ترک نہ کی تو ہمارے مدرسہ اور خانقاہ سے کنارہ کشی کر لو تاکہ دوسرے طالبان سلوک کی راہ کھوٹی نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا کہ (سندھی بیت کا اردو منظوم ترجمہ)

اک بزرگ اس باب میں کیا خوب تر فرما گئے
ہمت عالی بناں ہوتی نہیں یہ راہ طے

اور یہ بزرگ حضرت صدرالدین راجو قتال سہروردی اُچویؒ (از اولاد حضرت شیخ الاسلام جلال الدین سرخ میر بخاری جد اعلیٰ سادات بخاریان پاک و ہند مدفون اُچ شریف) ہیں۔ حضرت راجو قتال صاحب دیوان شاعر تھے راجو اور قتال تخلص فرماتے تھے۔ حضرت حافظ الملت ان کی ایک مشہور غزل کا یہ شعر بطور حوالہ رسالۂ سلوک میں پیش فرماتے ہیں:

ہمت بلند باید عشاق مست مئے را
مرد خسیس ہمت درعاشقان نہ گنجد

اس کا اردو منظوم ترجمہ بحوالہ "رسالۂ سلوک" ملاحظہ فرمائیے:

Scanned with CamScanner

ہمت بلند رکھتے ہیں عشاق مست مئے
مرد خسیس ہمت اس صف سے پرے رہے

گویا راہ سلوک اور انقلاب نظام خانقاہی میں حضرت حافظ الملت کا مسلک عشق وہی تھا جسکی ترجمانی نظیری نیشاپوری نے اس شعر میں کی ہے۔

گریزد از صفِ ما ہر کہ مردِ غوغا نیست
کسے کہ کشتہ نشد از قبیلۂ مانیست

(جو شخص (جہاد اکبر یا جہاد اصغر میں) اپنی غوغا آرائی ہمہمہ اور طنطنہ سے طاغوتی طاقتوں اور دشمن کی صفوں کو الٹ کر نہیں رکھ سکتا وہ ہماری صف (صف عاشقان) سے بھاگ جائے یا نکل جائے، کیونکہ جو شریک جنگ نہ مر سکتا ہے اور نہ مار سکتا ہے وہ ہمارے قبیلہ (قبیلہ عشاق) سے نہیں ہے۔ غرض حضرت حافظ الملت کی حیات و سیرت اعمال و اشغال اور علمی و روحانی کردار پر گہری نظر ڈالی جائے تو وہ سراپا انقلاب نظر آتے ہیں۔ وہ اپنی زیر نظر تصنیف "رسالۂ سلوک" اور "ملفوظاتِ مالکان" کی ہر سطر سے ایک متحرک فعال اور ایسے انقلابی نظر آتے ہیں جو ہر ادارے (مدرسہ، خانقاہ، مراکز وعظ و تبلیغ) میں ایک انقلابی روح پھونکنا چاہتے تھے۔ تاریخ تصوف و روحانیت کا جو بھی باب پڑھیں تو آپ کو کچھ لوگ اربابِ عزیمت نظر آئیں گے اور کچھ اصحابِ رخصت، کچھ اہلِ حال اور کچھ اہلِ قال۔ مگر حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ کی زندگی ظاہر و باطن، شریعت و طریقت کی منازل میں یا خلوت کدۂ تصوف اور میدان جہاد میں ہر جگہ مصروف عمل اور دست بکار نظر آئے گی۔ وہ محض صاحب کمال ہی نہیں بلکہ جامع کمالات اور مجموعہ خوبی تھے بقول شاعر:

آنکہ می گویند "آں" بہتر ز حسن
یار ما آں دارد و ایں نیز ہم

(کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حسن کی خوبی یہ ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ حسن کی خوبی وہ ہے، مگر میرا محبوب ایسا ہے جو "یہ" بھی رکھتا ہے اور "وہ" بھی۔)

Scanned with CamScanner

حضرت حافظ الملت مجمع البحرین تھے ایک طرف اگر علما و صلحا و زہاد میں منفرد تھے تو دوسری طرف متحرک اور فعال انقلابی صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کی صف میں بھی یکتا اور بے مثال تھے۔ اسی مقام پر ایک اور فارسی شعر نوک قلم پر آگیا ہے:

تُرک من! اے مہ غلام روئے تو
جملہ ترکانِ جہاں ہندوئے تو

(اے میرا محبوب نہ صرف چاند آپکے نورانی چہرہ کا خانہ زاد غلام ہے بلکہ جہان بھر کے معشوق آپکی غلامی کا دم بھرتے ہیں۔)

قارئین عزیز! حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ کے دور میں ہر چہار سو سینکڑوں مدارس اور بیشمار خانقاہیں نہ صرف موجود تھیں بلکہ عوام و خواص کا مرکز بنی ہوئی تھیں تسبیح و مصلیٰ و دلق اور قال اللہ و قال الرسول کے غلغلے پورے براعظم ہندو پاک میں سنائی دیتے تھے۔ مگر بہ قول علامہ اقبالؒ

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی!

ان علمی مکاتب و مدارس، روحانی مراکز اور خانقاہوں کی اکثریت میں نہ تو انقلابی روح تھی نہ کوئی نظام اور نہ ہی نسل جدید کے لئے کوئی علمی و روحانی ترقی کا پیغام یا منصوبہ بلکہ باہمی تضادات اور مذہبی و مسلکی اور خانقاہی تعصبات کی وجہ سے ان کے طالبان اصل راہ سے یعنی صراط مستقیم سے ہٹ کر مجادلوں مناظروں اور مناقشوں میں ہمہ تن مصروف نظر آتے ہیں۔ اس دور کی تاریخ پر نظر ڈالیے تو حضرت شیخ فخر الدین عراقی سہروردیؒ کا یہ شعر اکثر و بیشتر علماء و صوفیا یعنی اہل مدارس و مکاتب اور سجادگان طریقت پر منطبق نظر آتا ہے۔

ہر زماں جائے دگر پے گم کنی
تا عراقی رہ نیاید سوئے تو

(اے محبوب! تو ہر وقت اپنے قدموں کے نشان مٹاتا رہتا ہے تاکہ عراقی تجھ تک نہ پہنچ سکے)

Scanned with CamScanner

یہ لوگ (نام نہاد علمائے سُو اور صوفیانِ خرقہ پوش) بھی اپنے شاگردوں اور مریدوں کو علم بے مقصد اور بے روح تصوف کی بھول بھلیوں میں ایسا گھماتے رہتے تھے کہ زندگی بھر انہیں نہ تو حقیقی علم حاصل ہو سکتا تھا اور نہ ہی خدا اور رسول تک رسائی ہو سکتی تھی۔ اس موقع پر پھر مجھے نظیری نیشاپوری یاد آرہا ہے جو ان حضرات کو یوں آئینہ دکھاتا ہے:

توبہ خویشتن چہ کردی !کہ بما کنی نظیری
بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

(اے نظیری تونے اپنے ساتھ کیا سلوک کیا جواب ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہو! خدا کی قسم تجھ جیسے خود کش سے تو دور بھاگنا واجب ہے) چنانچہ جب بھرچونڈی شریف کے پیر مغان نے میخانۂ وحدت کھولا تو ایسے مدارس و مکاتب اور ایسی خانقاہوں، درباروں اور چلہ گاہوں کے پنجرے سے نکل کر طالبان علم سلوک نے اس میخانہ وحدت کی طرف رخ کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے کوئی تاج محمود امروٹی سے تاج الاصفیاء اور کوئی غلام محمد بلوچ (مرشدِ عبدالقادر رائے پوری و حسین احمد مدنی) سے خلیفۂ دین پور اور مجاہد اعظم بن گیا۔ کوئی بوٹا سنگھ سے امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی اور کوئی مولوی عبدالغفار سے پیر کامل زُبدۃ الاصفیاء شارح قرآن و حدیث علامہ عبدالغفار قادریؒ بن گیا۔

غرض سندھ، پنجاب، بلوچستان کے صرف مدارس و مکاتب میں ہی نہیں بلکہ خانقاہوں اور زاویوں میں بھی ایک عظیم علمی و روحانی انقلاب آگیا۔ بقول علامہ اقبال:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

علم و عمل کا پیکر: حضرت حافظ الملت کے بارے میں آج سے نصف یا پون صدی قبل عوام الناس ہی نہیں پڑھے لکھے طبقے میں بھی یہ غلط تاثر پھیلا ہوا تھا اور ان کے ذہنوں میں جاگزین ہو چکا تھا کہ حضرت حافظ الملت باقاعدہ عالم فاضل نہیں تھے بلکہ صرف قرآن مجید کے حافظ تھے یعنی میانجی تھے اور اللہ اللہ کرنے والے ایک درویش تھے مگر

Scanned with CamScanner

1960 کی دہائی میں سب سے پہلے میرے ایک علمی و روحانی ہم ذوق، ہمنوا، دوست محب مکرم حضرت سید مغفور القادری علیہ الرحمۃ نے مشائخ بھرچونڈی شریف کا تذکرہ عبادالرحمن کے نام سے لکھ کر اس غلط تاثر کو زائل کیا مگر چونکہ اس وقت تک ملفوظات مالکان اور رسالۂ سلوک (منظوم سندھی) کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا تھا۔ حافظ الملت کی ان تصانیف کا علم خود صاحبان سجاہ کو بھی نہیں تھا چہ جائیکہ خلفاء یا عام مریدوں کو ہوتا چنانچہ 1981ء کی دہائی میں جب موجودہ صاحب سجادہ محب مکرم حضرت پیر عبدالخالق قادری (مرکزی امیر جماعت اہلسنت پاکستان و سرپرست اعلیٰ حافظ الملت اکادمی) اپنے والد کی شہادت پر زیب سجادہ ہوئے تو خاکسار (مترجم رسالۂ سلوک) سے ان کی علمی صحبتوں کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل خاکسار کے تعلق کا آغاز خانقاہ عالیہ بھرچونڈی شریف سے موجودہ صاحب سجادہ کے جد امجد مجاہد ملت ناصر تحریک پاکستان حضرت الشیخ پیر عبدالرحمن عرف بھورل سائیں (شیخ ثالث) علیہ الرحمۃ کی صحبت و محبت سے ہوا۔ یہ زمانہ خاکسار کی طالب علمی کا دور تھا اور سال 1950ء کا زمانہ تھا جب حضرت بھورل سائیںؒ نے اپنے صاحبزادگان میاں عبدالحق عرف میاں مٹھا، میاں عبدالقیوم اور میاں پیر عبدالحلیم مرحوم کو مدرسہ جامعہ محمدیہ رضویہ عیدگاہ رحیم یار خان میں داخل کرایا۔ یہی زمانہ تھا جب خاکسار کے دوستانہ و محبانہ تعلقات "عبادالرحمن" کے مصنف حضرت سید مغفور القادری سے قائم ہوئے چونکہ وہ بھی اس مدرسے میں فارسی کتب کے اُستاد تھے اور پھر یہ تعلقات ان کے وصال مبارک تک قائم رہے، اسی مدرسہ جامعہ محمدیہ میں خاکسار بھی کچھ عرصہ عربی کی متوسط کتب (کافیہ، قدوری، کنز وغیرہ) کا اُستاد رہا اور نامور عالم مفتی عبدالمجید علی پوری، شیخ الحدیث حافظ اللہ بخش اویسی مرحوم (مدرسہ قمرالاسلام کراچی)، مولانا غلام حسین جماعتی متہم و صدر مدرس مدرسہ اہلسنت جماعتیہ (لیاقت پور)، مولانا غلام سیرانی اویسی متہم مدرسہ جامعہ محمدیہ رضویہ (موجودہ) رحیم یار خان اور کچھ دیگر طلباء خاکسار سے عربی کی متوسط درجہ کی کتب پڑھتے تھے اور

Scanned with CamScanner

خاکسار کی نگرانی میں 1954ء میں جامعہ عباسیہ بہاولپور (موجودہ اسلامیہ یونیورسٹی) سے فاضل عربی کا امتحان بھی دیا۔

اسی مدرسہ جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان کے توسط سے مجھے یہ سعادت بھی ملی کہ حکیم الامت مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ (تلمیذ خاص مولانا نعیم الدین مراد آبادی خلیفہ اعلحضرت) کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کئے اور رحیم یار خان ہی میں اُن کی صدر مدرسی کے دوران ان سے ھدایہ اولین اور آخرین، بخاری شریف، ترمذی شریف اور اصول فقہ کی کچھ کتب پڑھیں ان کتب میں قبلہ مفتی صاحب مرحوم کا فرزند اکبر مفتی مختار احمد نعیمی مرحوم بھی میرا شریک درس تھا۔ جس کی وجہ سے مفتی صاحب قبلہ مجھے اپنے وطن گجرات ساتھ لے گئے اور باقی اسباق وہاں مکمل کرائے۔ اللہ اللہ وہ زمانہ یاد کر کے دل خون کے آنسو روتا ہے۔ کہاں گئے وہ پیارے لوگ اور کہاں گیا وہ محبتوں کا زمانہ۔

باز گو از نجد و از یاران نجد
تا در و دیوار را آری بہ وجد

پھر نظیری یاد آرہا ہے کیا غضب کا شعر ہے۔

نہ رحم ماند نہ شفقت نہ دوستی نہ وفا
دریں دیار نظیری دگرچہ کار مرا

(اس دیس میں نہ تو رحم رہا نہ مہربانی، نہ دوستی اور نہ ہی وفا، نظیری پھر یہاں میرا کیا کام)

اسی جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان میں مولانا عبدالکریم چشتی فیض شاہ جمالوی علیہ الرحمہ بھی اُستاد تھے اور ہم نے شرح ملا جامی، نخبتہ الفکر، سلم العلوم، ھدایہ اولین کے کچھ اسباق بھی پڑھے۔ میرے ساتھ ان اسباق میں مشہور مصنف کتب کثیرہ علامہ فیض احمد اویسی (مدفون بہاولپور) بھی ہم سبق تھے۔ پھر وہ مولانا سردار احمد محدث کبیر کے مدرسہ میں لائلپور چلے گئے اور ہم نے حکیم الامت مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی علیہ الرحمہ کے صاحبزادہ مفتی مختار احمد نعیمی کے ساتھ ان کی

Scanned with CamScanner

شاگردی قبول کرلی۔ بہر حال ان لوگوں نے جو میرے ہم سبق تھے علم، فتوی، تصنیف وتالیف اور خطابت و مواعظ میں عالمی شہرت حاصل کی اور ہم صرف ان یادوں کے مجاور بن کر رہ گئے۔ ہمارے اس حال کو کسی دل جلے فارسی شاعر نے کیا ہی خوب بیان کیا ہے:

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بہ صحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم

(مکتب عشق میں ہم بھی مجنوں علیہ الرحمہ کے ہم سبق تھے مگر اُسے وحشت عشق صحرا کی طرف لے چلی اور ہم عشق و حسن کے کوچوں میں محض رسوائی کے لئے رہ گئے)

رسالۂ سلوک پر کام کا آغاز: بات ہو رہی تھی حضرت حافظ الملت کے علم و فضل کی تو حقیقت یہ ہے کہ (1) ملفوظات مالکان (2) رسالۂ سلوک (3) مجموعہ احادیث (قلمی) کی دریافت سے پہلے خواص و عوام میں یہ تاثر تھا کہ حضرت حافظ الملت علیہ الرحمہ صرف حافظ القرآن تھے اور اپنے دور کے ایک مقبول و مشہور پیرِ طریقت تھے۔ شاید علم و فضل کے کوچہ سے ان کا گزر ہی نہ ہو سکا تھا۔ مگر جب موجودہ صاحب سجادہ محب مکرم پیر عبدالخالق قادری سلمہ اللہ تعالیٰ ودامت برکاتہ کا دور آیا تو کچھ انقلاب آفرین قدم اٹھنے لگے جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اپنے والد مرحوم اور اپنے جد امجد حضرت پیر عبدالرحیم شہید (شیر خدا) علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خاکسار کو زیادہ تر اپنی صحبت میں رکھنے لگے۔ سفر ہو یا حضر دونوں ایک دوسرے کے ردیف بنے ہوئے تھے نظیری نیشاپوری نے کیا ہی خوب کہا ہے:

نہ عیب تست کہ بیگانہ وار می گزری
کسے کہ زود گسل نیست دیر پیوند است

(ترجمہ: جو لوگ گھلنے ملنے میں دیر کرتے ہیں وہ اپنے تعلقات کو مضبوط رکھنے میں مستحکم اور مستقل ہوتے ہیں۔)

Scanned with CamScanner

انہی صحبتوں اور مجلسوں کے دوران خاکسار نے اُن کے گوش گزار کیا کہ خانقاہ بھرچونڈی شریف کے بانی ایک ہمہ گیر اور جامع شخصیت کے مالک تھے مگر ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود ان کا نام نامی اور اسم گرامی کسی انقلابی تحریکی مرشد کی حیثیت سے نہیں بلکہ محض ایک عام خانقاہ نشین فقیر کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اہل علم اور ارباب تاریخ تصوف ان کی ذات قدسی صفات کی حقیقت اور ان کے ہمہ گیر انقلابی کارناموں سے ابھی تک بے خبر ہیں اسلئے ہمیں پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ حضرت حافظ الملت کے سالانہ عرس مبارک کو مولویانہ اور صوفیانہ وعظ و نصیحت اور نعت و مولود تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اسے کانفرنس اور سیمینار کی شکل میں تبدیل کر کے ملک کے چاروں صوبوں سے ارباب علم و فضل کے علاوہ محققین، مورخین، اصحاب فکر و نظر اور جدید دور کے اسکالرز کو بھی مدعو کرنا چاہیے۔ چنانچہ میری اس گزارش پر پیر صاحب قبلہ نے کمر ہمت کس لی اور غالباً 1992ء میں پہلی مرتبہ ایک عظیم الشان علمی ادبی تحقیقی اور روحانی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا اور یوں یہ سلسلہ چل پڑا۔ جس نے آج بھرچونڈی شریف کو ایک رسمی خانقاہ سے اٹھا کر بین الاقوامی علمی، ادبی اور تحقیقی ادارہ بنا دیا ہے۔ 1992ء والی پہلی کانفرنس میں علما و فضلا، محققین مورخین اور جدید علم کے ماہر اسکالرز کے خیالات سن کر پیر صاحب قبلہ میں انقلابی تبدیلیاں آنا شروع ہو گئیں چنانچہ انہوں نے اپنا پہلا ہدف یہ مقرر کیا کہ حضرت حافظ الملت کے تمام اہل علم خلفا کے ورثا اور سجادگان کے ذریعہ حضرت حافظ الملت کی کوئی تصنیف یا تالیف یا بیاض تلاش کرنی چاہیے چنانچہ حضرت حافظ الملت کے ایک نامور خلیفہ حضرت مولانا تاج محمود امروٹی (جو علامہ، ادیب، شاعر اور مصنف بھی تھے) کے ایک خلیفہ میاں محمد صالح دھاریجو (بائجی شریف پنوعاقل، سندھ) کے صاحب سجادہ میاں عبدالستار مرحوم کے ہاں ایک قلمی کتاب اور قلمی ملفوظات کی خبر پیر صاحب قبلہ کے کانوں میں پڑی۔ بس پھر تو پیر صاحب اپنے ذوق و شوق کی وجہ سے دیوانہ وار اور بار بار میاں عبدالستار بائیجوی کے ہاں جانے لگے۔ قصہ کوتاہ قلمی ملفوظات کا نسخہ عزیز

Scanned with CamScanner

مکرم سید فاروق القادری زید عمرہ وعلمہ ترجمہ کے لئے لے گئے جواب " جام عرفان" کے نام سے اردو میں دو بار چھپ چکا ہے۔ باقی رہا سندھی قدیم طویل اور مختصر بحروں میں لکھا ہوا رسالۂ سلوک تو اس کے لئے بقول حافظ شیرازیؒ ؏

قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ:

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

خاکسار نہ تو سندھی زبان کا ماہر ہے اور نہ ہی سندھی میں کبھی کچھ لکھنے یا ترجمہ کرنے کا موقعہ ملا۔ تاہم اس چاہ کنعان اور بحر بیکراں میں اترنا ہی پڑا کیونکہ گوہر مقصود (یوسف کنعان) اس عمیق چاہ اور بحر بیکراں میں غواصی کئے بغیر ہاتھ آنا ممکن نہیں تھا چنانچہ خاکسار نے مورخہ 21 دسمبر 1990ء بروز جمعۃ المبارک اسے سندھی نظم سے اردو نظم میں منتقل کر لیا۔ بعد ازاں مورخہ 4 جنوری 1991ء بروز جمعۃ المبارک تکمیل مسودہ وبیضہ اس رسالۂ منظومہ کی ہو گئی، اور خاکسار نے اس کا مسودہ پیر صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کیا تو پیر صاحب نے فرمائش کی کہ فی الحال اردو ترجمہ کو رہنے دیجئے اور سندھی تشریح و ترجمہ شروع کیجئے کیونکہ ہماری جماعت کے 99 فیصد لوگ سندھی ہیں اور وہ اردو ترجمہ سے اس قدر فیضیاب نہیں ہو سکیں گے جس قدر سندھی ترجمہ سے انہیں علم و معرفت حاصل ہو سکے گی۔

مرتا کیا نہ کرتا بہر حال خاکسار نے اس منظوم اردو ترجمہ کو کتب خانہ کے کسی نا معلوم گوشے میں ایک لحاظ سے دفن کر دیا اور رسالۂ سلوک کا سندھی نثری ترجمہ اور اس کی تشریحات لکھنے میں مصروف ہو گیا جب یہ مکمل ہو گیا تو میرے فرزندانِ گرامی (پروفیسر ڈاکٹر جاوید چانڈیو (چیئرمین شعبہ سرائیکی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور عزیزی خالد حسان چانڈیو ایڈووکیٹ ہائی کورٹ سندھ/پنجاب) نے اس کی کمپوزنگ اور پروف کرا کے حافظ الملت اکیڈمی (بھرچونڈی شریف) کی طرف سے شائع کرا

Scanned with CamScanner

دیا۔ جس کا پہلا ایڈیشن چار پانچ سال سے ختم ہو چکا ہے۔ اب گزشتہ دو سال سے پیر صاحب قبلہ کو پھر وہی بھولی بسری بات یاد آگئی کہ رسالۂ سلوک کا منظوم اردو ترجمہ کہاں ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ حضور وہ تو ملک عدم کو چلا گیا اور ظاہر ہے کہ اس ملک کو جانے والے واپس کب آتے ہیں؟ بہر حال جب پیر صاحب قبلہ نے زیادہ اصرار کیا تو خاکسار نے رسالۂ سلوک کا وہ منظوم اردو ترجمہ ڈھونڈھ نکالا اور اس پر کام شروع کر دیا۔ چونکہ سال 1990 میں خاکسار نے رسالۂ سلوک (سندھی) کا صرف منظوم ترجمہ کیا تھا مگر تشریحات اور تفہیمات کے بغیر یہ طالبان سلوک اور اہل علم و عرفان کے لئے زیادہ مفید نہ ہوتا۔ چنانچہ گذشتہ سال کے سالانہ عرس حضرت حافظ الملت علیہ ارحمۃ کے بعد سے خاکسار نے ان اردو اشعار کی تشریح پر کام شروع کر دیا تھا۔ خدا خدا کر کے تشریح و تفہیم کا یہ مرحلہ تو طے ہو گیا مگر جب بھر چونڈی شریف (ڈہر کی) اباوڑو میں کوئی ماہر کمپوزر ہاتھ نہ آسکا تو جیسے تیسے کر کے اسی بندۂ خدا فرزند عزیز خالد حسان چانڈیو (ایم اے ایل ایل بی) ایڈووکیٹ ہائی کورٹ سندھ/پنجاب نے ہی اس کام کا بیڑا اٹھایا اور پورا رسالۂ کمپوز کیا مگر چونکہ دیر بہت ہو گئی اور ادھر سالانہ عرس مبارک حضرت حافظ الملت بھی سر پر آگیا ہے اس مرحلہ پر بس میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ: پیر صاحب قبلہ نے مجھ غریب و ناتواں کے ساتھ وہی کام کیا ہے جو حافظ شیرازی علیہ الرحمہ نے اپنی زبان میں یوں بیان فرمایا ہے

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

(مجھ عاجز کو ایک ٹوٹے پھوٹے تختے کے ساتھ باندھ کر دریا کے بھنور میں ڈال دیا اور پھر یہ حکم بھی دے دیا کہ خبردار دامن بھیگنے نہ پائے) بہر حال میں وہی ایک غیر مانوس خط میں کمپوز شدہ مسودہ لے کر آج مورخہ 25 جنوری 2020ء کو اپنے فرزند عزیز پروفیسر جاوید چانڈیو کے پاس بہاولپور پہنچا تو طرفہ تماشا یہ دیکھا کہ وہ یونیورسٹی احباب کے ایک ایسے سخت کام میں مصروف تھے کہ " نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن " بہر حال جوں

Scanned with CamScanner

توں کر کے یہ مرحلہ بڑی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے فرزند عزیز پروفیسر ڈاکٹر جاوید چانڈیو سلمہٗ نے طے کر ہی لیا اور اب "رسالۂ سلوک" (منظوم اردو ترجمہ) کا مُبیضہ پریس کو جارہا ہے انشاءاللہ یہ مرحلہ بھی مکمل ہو جائے گا اور یہ "تحفۂ سالکان" خانقاہ بھرچونڈی شریف کے معتقدین مریدین اور عوام و خواص اہل علم و فضل کے ہاتھوں میں بروقت یعنی 10 جمادی الثانی 1440ھ کو انشاءاللہ پہنچ ہی جائے گا۔ خاکسار اس داستان کو طول نہیں دینا چاہتا تھا مگر شاید خاکسار کے ذہن و خیال کے کسی گوشے میں نظیری کا یہ شعر گشت کر رہا تھا:

چہ خوش است از دو یکدل سرِ حرف باز کردن
سخن گذشتہ گفتن ، گلہ را دراز کردن

(کیا ہی خوب بات ہے کہ مدت کے بچھڑے ہوئے دو دلی دوست گفتگو کے آغاز میں گذری ہوئی شیریں باتیں دھراتے رہیں اور پھر شکایت کا دفتر کھول کر بیٹھ جائیں) مگر خاکسار نے نہ تو شکایت کا انداز اختیار کیا ہے اور نہ ہی ایام گذشتہ کی داستان کو طول دیا ہے بلکہ کچھ حقائق تھے جو قارئین رسالۂ سلوک تک پہنچانا تاریخ کا ایک حصہ تھے۔ خاکسار کو اس بات کا سخت افسوس بھی ہے کہ قلت وقت اور ناگزیر حالات کی وجہ سے "رسالۂ سلوک" (منظوم اردو ترجمہ) پر کوئی بھرپور مقدمہ پیش نہیں کر سکا حالانکہ میں ایک مدت سے اس کا ایک خاکہ بھی بنا چکا تھا اور پیر صاحب قبلہ کی بھی یہی خواہش اور تمنا تھی مگر "تدبیر کند بندہ، تقدیر زند خندہ" ایک اٹل حقیقت ہے۔ انشاءاللہ "رسالۂ سلوک" (منظوم اردو ترجمہ) کے بعد حضرت حافظ الملت کے احوال و آثار اور افکار و نظریات پر ایک بھرپور کتاب لانے کا مصمم ارادہ ہے جس میں یہ ساری کسریں پوری کی جائیں گی اور حضرت حافظ الملت کا اصل چہرہ، نظر و فکر، افکار و نظریات، انقلابی اقدام، اعمال واوراد، علمی وادبی مقام اور معاصر شخصیات کی روشنی میں واضح کیا جائیگا۔

رسالۂ سلوک کا مقام: یہ امر اہل علم و فضل پر مخفی نہیں کہ تصوف کے صدر اول سے ہی طالبان سلوک مریدوں اور معتقدوں کی تعلیم و تربیت کیلئے طبقہ اول سے لیکر پانچویں

Scanned with CamScanner

طبقہ تک اکثر و بیشتر اکابر مشائخ و صوفیاء نے ضخیم متوسّط اور مختصر کتب اور رسالے لکھے ہیں۔ کچھ حضرات نے انہی تحریروں کو کتاب کا نام دیا اور کچھ نے "رسالہ" کے نام سے لکھا اور کچھ نے "اوراد" کا نام دے کر سلوک، اعمال، اشغال اور اذکار اپنے طالبین کے لئے قلمبند فرمائے۔ جیسا کہ رسائل میں سے "رسالہ قشیریہ" کا تصوف کی امہات الکتب میں شمار ہوتا ہے اور کتب میں سے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین ابو حفص عُمر سہر وردی علیہ الرحمہ کی "عوارف المعارف" عرب و عجم کے اکابر صوفیاء کی خانقاہوں میں بطور نصاب پڑھائی جاتی تھی۔ قطب الاقطاب، غوث الاغواث سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی علیہ الرحمہ کی "غُنیتہ الطالبین" اور "فتح الربانی" بھی تمام عالم اسلام کے خانقاہ نشینوں کے نصابی درس میں شامل تھیں ان کے ساتھ ساتھ شیخ ابوالنجیب عبدالقاھر السہر وردی علیہ الرحمتہ کی "الاوراد" اور غوث العالمین شیخ الاسلام شیخ بہاءالدین ابو محمد زکریا سہر وردی ملتانی علیہ الرحمتہ کی "کتاب الاوراد" بھی بر عظیم پاک وہند کے تمام سلاسل کی خانقاہوں میں بطور نصاب درس میں شامل تھیں۔ واضح ہو کہ خاکسار نے شیخ الاسلام زکریا ملتانیؒ کی کتاب الاوراد کی مفصل اور مبسوط شرح کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا تھا جو خاکسار کی زیرادارت شائع ہونیوالے ماہانہ رسالہ "آستانہء زکریا" (ملتان) میں کئی سال تک قسط وار چھپتا رہا۔ سطور بالا سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت حافظ الملّت علیہ الرحمتہ نے بھی اکابر صوفیہ کے ان رسائل کتب اور اوراد کو سامنے رکھ کر "رسالۂ سلوک" قلمبند فرمایا ہو گا۔ تاکہ اپنی انقلابی خانقاہ میں تمام اشغال افکار و اذکار کی بھرپور اور کامل تعلیم اپنے طالبان سلوک کو دے سکیں۔

قارئین کو، پیش نظر "رسالۂ سلوک" کے مضامین پڑھ کر یہ واضح ہو جائے گا کہ حضرت حافظ الملّت علیہ الرحمتہ نے "رسالۂ سلوک" خانقاہی نظام سے منسلک ہو جانے والے طالبان سلوک کی روحانی تعلیم و تربیت کے لئے مرتب فرمایا ہو گا۔ یہ امر بھی قرین قیاس ہے کہ حضرت حافظ الملت نے اپنے تمام خلفاء کو "رسالۂ سلوک" زبانی حفظ کرا کے "رسالۂ سلوک" کے مطابق اشغال و اذکار اور لطائف ستہ میں مشغول رکھ

Scanned with CamScanner

کر حبسِ دم علی الدوام اور مراقبات کے مراحل طے کراتے تھے۔ تب کہیں جا کر انہیں دستار خلافت اور اجازت بیعت نصیب ہوتی تھی (ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یّشاءُ)۔

خاکسار نے خدا کے فضل و کرم سے تصوف کی اکثر اُمہات الکتب کا مطالعہ کیا ہے۔ "کتاب اللمع" ہو یا "التعرف"، "رسالۂ قشیریہ" ہو یا "آدابُ المریدین" "غنیتہ الطالبین" ہو یا "الفتح الربانی"، "کشف المحجوب" ہو یا "عوارفُ المعارف"، "تحفہ مرسلہ" ہو یا غوث العلمین شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمتہ کی "کتاب الاوراد" خاکسار اکثر و بیشتر ان میں سے کسی نہ کسی کتاب کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا ہے مگر جب فقیرِ راہ ہیچمدان خاکسار نے حضرت حافظ الملت علیہ الرحمتہ کا مختصر رسالہ سندھی زبان میں بنام "رسالو سلوک جو" (رسالۂ سلوک) پڑھا جو محض (264) اشعار پر مشتمل ہے تو حیرت ہوئی کہ اس فقیر گوشہ نشین نے جو کسی بڑے دارالعلوم یا جامعہ میں نہیں بلکہ بھرچونڈی شریف ایسے صحرائی بے آب و گیاہ قریہ میں یا پھر پندرہ بیس میل کے فاصلے پر واقع متوسط تعلیم کے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے تصوف اور سلوک کے وہ اسرار و رموز اس رسالہ میں کھولے ہیں جو مذکورہ بالا اہم اور بنیادی کتب تصوف میں بھی خال خال نظر آتے ہیں اس موقعہ پر مجھے لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی کا ایک زندہ شعر یاد آرہا ہے آپ بھی لطف اٹھایئے:

نگار من کہ بہ مکتب نہ رفت و خط نہ نوشت
بہ غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

(میرا محبوب جو نہ کبھی مکتب میں گیا نہ تختی لکھی نہ جانے کیسے اشاروں ہی اشاروں میں سینکڑوں مدرّسوں اور مفتیوں کے لاینحل مسئلے حل فرما دیئے۔)

خاکسار کا ذوق مطالعہ کہتا ہے کہ حضرت حافظ شیرازی کا یہ شعر اگر حافظ الملتؒ پر منطبق نہیں ہو سکتا تو پھر اس دور میں اسے کسی پر بھی منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا میرا یہ اشارہ "حق بحقدار رسید" کے برابر ہے۔

Scanned with CamScanner

رسالۂ سلوک کے مضامین: "رسالۂ سلوک" دو سو پینسٹھ (265) اشعار پر مشتمل ایک مختصر سا منظوم رسالہ ہے مگر اس کے اندر ایک جہان معنی پنہاں ہے۔ اسے تصوف کی امہات الکتب (بنیادی کتابوں) کا لب لباب کہیں یا خلاصۃ المعارف بہر حال یہ مختصر سا رسالہ سلوک و تصوف کے طالبین کے لئے تمام اسباق و مقامات تصوف کے لئے کافی اور وافی ہے۔ اس میں تصوف کے وہ تمام مضامین، افادات، افاضات اور اذکار و اشغال طالب سلوک کو یکجا مل سکتے ہیں جو تصوف کی بڑی بڑی کتابوں میں جا بہ جا بکھرے پڑے ہیں۔ آپ اگر "رسالۂ سلوک" کے مندرجات اور مضامین پر ایک نظر ڈالیں گے تو آپ کو اس کی جامعیت اکملیت اور افادیت کا اندازہ ہو جائے گا۔

لیجئے مختصر فہرست مضامین و افادات حاضر ہے:

1) تعارف سلسلۂ قادریہ
2) سلوک قادریہ میں ذکر اسم ذات کا طریقہ
3) ذکر چہار تسبیح یا ذکر چہار ضربی کا طریقہ، تعداد و دیگر شرائط بمع ہدایات تصورِ شیخ
4) خطرات قلب و نفس کے لئے اسم "یا فتّاحُ" کی اہمیت اور طریقِ ورد
5) ذکر کی چہار تسبیحات کے تعداد اور اجتماعی حلقۂ ذکر میں لطیفۂ قلب پر ذکر کی تشریح
6) ذکر اسم ذات "اللہ" کے دوران آثارِ قبض و بسط کا ظہور اور اسم "یا قابضُ یا باسطُ" پر نفیس بحث
7) سالک پر قبضِ روحانی کی دفعیہ کے لئے حضرت حافظ الملت اور ان کے مرشد طریقت کے فرمودات و ہدایات روحانی
8) ذکر نفی لَااِلٰہ کے سلسلہ میں وحدت الوجود اور فنا و بقا کے موضوع پر قابل دید بحث
9) ربطِ مرشد اور تصور شیخ پر نادر و نایاب معلومات اور انوکھا نظریہ (پورا رسالۂ سلوک چھ مشاغل پر مشتمل ہے اور ہر شغل میں اس کی تعریف، اعمال، اشغال مجاہدات، مراقبات اور طریق شغل کی تفصیل بیان کی گئی ہے)

Scanned with CamScanner

10) شغل اول: تصفیۂ قلب اور تزکیہ نفس کا طریقہ اعمال واشغال اور افکار بیان کئے گئے ہیں۔

11) شغل دویم: ذکر "یااللہ یاھُو" اس کا طریقہ شرائط اور دیگر تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔

12) شغل سویم: ذکر "پاس انفاس" طریق کار، اشغال واعمال اور افکار پر بحث، اس میں تصور شیخ کو بھی واضح کیا ہے۔

13) شغل چہارم: لطائف ستہ: (لطائف کے ضمن میں مقام بقاوفنا، لطیفۂ نفسی میں شیخ آدم بنوری اور دیگر مشائخ نقشبندیہ میں اختلافِ نظریہ، لطائف ستہ کے بارے میں شیخ آدم بنوریؒ کی تحقیقات اور علمی مباحث، تفصیل سے بیان ہوئی ہیں)

14) سالک کا ارتقاء وعروج روحانی اور قلب وحواس میں خطرات کا در آنا

15) ذکر حبسِ دم علی الدوام اور مراقبات لطائف خمسہ

16) عروجِ سالک اور تجلیاتِ فعلی ذاتی اور صفاتی کا سالک پر ظہور ہونا بمع دیگر فوائد

17) شغل پنجم: ذکر سلطانی یاسلطان الاذکار کے اعمال واشغال اور مراقبات کی تفصیلات

18) شغل ششم: نفی واثبات کے تمام مراحل اور اعمال واشغال ضروری فوائد و مباحث کے ساتھ

اسرار و معارف حافظ الملت: قارئین کرام پیشِ نظر رسالۂ سلوک میں حضرت حافظ الملت علیہ الرحمہ نے تصوف اور سلوک کی جو اصطلاحات اور مقامات بیان فرمائے ہیں اگر ان کی کچھ تشریح بھی ہو جائے تو قارئین اہل ذوق کے لئے بہتر اور مفید ہو گا۔

1) ذات بحت: ذات حق مبرا از صفات یعنی ذات باری تعالیٰ خالص طور پر بغیر ملاحظۂ صفات مراقبہ کرنا

2) ھوُیت: تمام تعینات سے پاک ذات احدیت

3) مکاشفہ: صفاتِ پروردگار کی تجلیات کا مکاشفہ ہونا یعنی ظاہر ہونا

4) مشاہدہ: تجلیاتِ ذات کا شہود حب ذات کے وسیلہ سے

Scanned with CamScanner

5) جذبہ: لطائف کی کشش اپنے اصول اور اصل الاصول کی طرف یعنی ظاہری وجود کے پانچوں لطائف (آب و آتش خاک و نفس) کا اپنے اصلی مقامات یا اصول یعنی قلب، روح، سرّ، خفی، اور اخفیٰ کی طرف کشش کرنا

6) واردات: قلب پر فیضانِ الٰہی کا وارد ہونا۔ اسے عدم اور وجود عدم بھی کہتے ہیں۔

7) جمعیت: قلب کی وہ حالت جس میں وسوسوں کی کوئی جگہ نہ ہو بلکہ صاحب اطمینان ہو۔

8) حضور: وہ احوال و کیفیات کہ قلب ہر وقت حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔

9) فنا: فنا اس حالت کو کہتے ہیں کہ سالک کے لئے آگاہی و حضوری ہمیشہ برابر رہے۔ اس حالت میں سالک کے دل میں کوئی چیز خلل انداز نہیں ہو سکتی اور اسے اپنے وجود کی خبر بھی نہیں رہتی۔

10) فنا الفناء: سالک کو اپنی بے شعوری کا بھی احساس نہ رہے اسے جمع الجمع اور عین الیقین بھی کہتے ہیں۔

11) جمع و قبول: سالک کی وہ حالت جس میں اطمینان اور جمع خاطر کا اسے دوام حاصل ہو جائے۔

12) شہود: وہ حالت جس میں سالک کا دل واقف و آگاہ رہے اور حق تعالیٰ کی طرف ناظر و نگران ہو۔

13) پرداخت: ذکر اسم ذات "اللہ" کے وقت لفظ "اللہ" کا مفہوم قلب و ذہن میں ملحوظ رکھے۔ یعنی ذکر اسم ذات کے دوران یقین کامل کے ساتھ یہ معنی خیال میں رکھے کہ ذات حق تمام صفات کمال سے موصوف ہے اور یہ کہ وہ ہر طرح کے نقص اور کمی سے مبّرا پاک اور منزّہ ہے۔

14) کمالات اولوالعزم: یہ مرتبہ دائرہ تجلیات ذاتیہ کے مراقبہ سے عطا ہوتا ہے اور اس کا منشا و فیض ذات بحت ہے اور اس کا مقام ورودِ فیض "ہیئت وحدانی"

Scanned with CamScanner

ہے(جب سارے لطائف عشرہ صفائی اور جلا پا کر متحد ہو جاتے ہیں تو اس حالت کو "ہیئت وحدانی" کہتے ہیں گویا دریا، ندیاں اور نالے اپنا وجود محو کر کے سمندر میں گم ہو گئے ہیں تو اس حالت کو ہیئت وحدانی کہتے ہیں۔)

15) بقاء یا بقا باللہ: جب سالک کے چھ لطائف ظاہری اس کے جسم سے الگ ہو کر مقام قدس میں داخل ہو جائیں اور وہاں سے صِبْغَۃُ اللہ (اللہ کے رنگ) میں رنگین و مزین ہو کر پھر قالب (جسم انسان) کی طرف واپس ہوں تو اس وقت وہ ایک خاص تجلی سے جلوہ گر ہو کر ایک نئی زندگی پاتے ہیں اور اس زندگی کو بقا باللہ یا باقی باللہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ مقام، مقام بقا باللہ ہے اس مقام پر پہنچ کر سالک کے لطائف خلق الٰہی سے آراستہ و پیراستہ ہو جاتے ہیں اور اس مقام پر پہنچا ہوا سالک "صاحب ارشاد" کہلاتا ہے جو غوث و اقطاب کا مقام ہے۔

امام رشد و ہدایت نبی الانبیاء خاتم الرسل محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ علیہ و علی آلہ الصلواۃ والسلام نے غالباً اسی مقام کے حصول کے لئے صحابہ کرام اور علماء و صلحاء امت کو یہ حکم فرمایا کہ :تَخَلَّقُوْا بِاَ خْلاقِ اللہ (او کما قال) یعنی اللہ کے اخلاق میں گم ہو جاؤ تاکہ تم صاحب ارشاد بن جاؤ

16) باطن: کسی چیز کے اندورنی اور مخفی حصے کو باطن کہا جاتا ہے۔ عَالم امر کے اجزاء یا انسانی عناصر یعنی قلب، روح، سرّ، خفی اور اخفٰی کے مجموعے کو انسان کا باطن کہتے ہیں۔

17) تہذیبِ لطائف: اس کا مطلب ہے لطیفوں کو سنوارنا، سدھانا، تاکہ اپنے سابقہ احوال و کیفیات کو پہنچ کر اپنی اس نورانیت کو جو مادی قالب میں آنے کے بعد ماند پڑ گئی ہے دوبارہ حاصل کر کے اپنے باطن کو روشن اور منور کر سکیں۔

Scanned with CamScanner

18) ذات مطلق یا حضرت اطلاق: اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جسے " لَاتعیُّن" بھی کہتے ہیں۔

19) دائرہ: عالم امکان یا پوری کائنات کو دائرہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے برابر ہے۔

20) دائرہ امکان: ساری کائنات جسے عالم کبیر بھی کہتے ہیں۔

21) سَیُر: سلوک میں روحانی مقامات طے کرنے کو سَیُر کہتے ہیں۔اور اس کے کئی اقسام ہیں مثلاً(1)سَیُر الی اللہ (2) سیر فی اللہ (3) سیر عن اللہ (4) سیر آفاق (5) سیر انفُس

(الف) ولایت صغریٰ۔(جسے دائرہ امکان یا دائرہ ظلال کہتے ہیں) میں سیر روحانی کرنے کو سیر الی اللہ کہتے ہیں۔(ب) ولایت کبریٰ۔مبدأتعین کی اصل کو کہتے ہیں اور اس کی سیر کو سیر فی اللہ کہتے ہیں۔(ج) سَیر عن اللہ: ولایت کبریٰ کی سیر سے رجوع کرنے کو یعنی واپسی کو سیر عن اللہ کہتے ہیں۔(د) سیر آفاق: لطائف کا قالب سے نکل کر اپنے اصول کے پہنچنے تک اور اپنے اصول یعنی اصلی وطن (مواطن) میں قیام تک کے زمانے میں طالب سلوک اپنے لطائف کے انوار اور تجلیات کا جو مشاہدہ کرتا ہے اسے سیر آفاقی یا سیر آفاق کہتے ہیں۔(ھ) سَیر انفُسی۔جب لطائف اپنے اصول (یعنی اصل وطن) تک پہنچ جاتے ہیں اور وہاں قیام کر لیتے ہیں تو اس زمانۂ قیام میں طالب سلوک اپنے سینے کے اندر انوار و تجلیات اور اسرار بھی دیکھتا ہے اس مشاہدہ کو سیر انفُسی کہتے ہیں

22) شیون یا شیونات ذاتیہ: تجلیات الٰہی کا وہ مقام جو صفات ثبوتیہ سے بلند ہے

23) صفت ثبوتیہ: اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے اس درجہ کو کہتے ہیں جو صفت اضافیہ یعنی صفت تکوین سے بلند تر ہے۔

24) صفت تکوین: اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو کہتے ہیں جس سے فعل، خلق، تخلیق، ایجاد اور اختراع وابداع وجود پاتے ہیں یعنی جس صفت کے ذریعے عالم کن فیکون وجود میں آیا۔

Scanned with CamScanner

25) صفت اضافیہ: اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین کو کہتے ہیں۔

26) اصول: عالم خلق کی اصلیں یا جڑیں جو عالم امر میں ہوتی ہیں انہیں اصول کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا ہے:

ہر کسے کو دُور شد از اصلِ خویش
باز جوید روزگار وصلِ خویش

ترجمہ: جو شخص بھی عالم بالا یا عالم ارواح سے اپنی اصل اور جڑ سے کٹ کر اس عالم خلق یا عالم خاکی میں دھکیل دیا گیا ہے وہ پھر اپنی اصل اور جڑ تک پہنچنے کی یعنی ملاپ اور وصل کی کوشش کرتا ہے۔

27) ظاہر: عالم خلق کے اجزاء یا عناصر خمسہ ((1) نفس (2) آگ (3) پانی (4) ہوا (5) مٹی) کے مجموعے کو انسان کا ظاہر کہتے ہیں اور یہی عالم ظاہر ہے۔

28) ظلال: جمع ہے ظل کی یعنی عکس، سایہ یا پرچھائیں۔ اصطلاح تصوف اور سلوک میں تجلیات الہٰی کے اثرات یا احساس انوار کو کہتے ہیں۔ کوئی مخلوق ذات باری کو تو دیکھ نہیں سکتی، البتہ مقربان بارگاہِ الہٰی حسبِ مراتب تجلیات الہٰی کے ظلال وعکوس (سائے اور پرچھائیں) کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

29) عالم: ایک طرح کی نوعیت، کیفیت یا تخلیقات کی ایک حیثیت کو ایک عالم کہتے ہیں۔ جیسے (1) عالم کبیر ساری کائنات مادی و غیر مادی کو کہتے ہیں۔ (2) عالم صغیر، جسم انسان کو کہتے ہیں چونکہ خلاصہ کائنات ہے۔ (3) عالم ملک: عالم خلق کا وہ حصہ جو تحت الثریٰ (انتہائی زیریں) سے آسمان دنیا تک ہے (4) عالم ملکوت: عالم خلق کا وہ حصہ جو آسمانِ دنیا سے انتہائے عرش مجید تک ہے (5) عالم خلق: یہ عالم اجسام ہے یعنی دائرہ امکان کا نصف زیریں عالم خلق ہے۔ جس کی تخلیق اسباب و علل کے قانون کے تحت رکھی گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

30) فتح باب: ذکر حق کے اثر سے غفلت کی تاریکی قلب سے جب دور ہو جاتی ہے تو سالک کو ایک نورانی منارہ سا چشم بصیرت میں محسوس ہوتا ہے مشائخ کرام اسے فتح باب (دروازہ کھلنا) کہتے ہیں۔ کیونکہ اس دریچہ سے وصول الی اللہ کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

31) مشرب: کسی اولوالعزم نبی کا وصول الی اللہ جس لطیفے کی راہ سے ہوتا ہے اس لطیفے کے شغل میں مصروف کار سالک کا وصول بھی اسی نبی کے مشرب سے موسوم ہوتا ہے جیسے مشرب موسوی، مشرب عیسوی یا مشرب محمدی علیہم الصلواۃ والسلام۔

32) مسلک: عالم امر کے لطائف خمسہ یعنی قلب، روح، سرّ، خفی اور اخفیٰ کے ذریعے جب سالک سلوک راہِ طریقت طے کرتا ہے تو جس لطیفے کے طفیل اسے کامیابی نصیب ہوتی ہے وہ طالب سلوک اسی لطیفے کے مسلک کے نام سے موسوم ہو جاتا ہے۔

33) مراقبہ: اصطلاح صوفیہ میں مراقبہ اسے کہتے ہیں کہ طالب سلوک آنکھیں بند کر کے حضرت مبداء فیاض (ذات الٰہی) کی طرف سے کسی لطیفے پر فیوضات کے وارد اور نازل ہونے کا انتظار کرتا رہے اور مشغول ذکر و فکر ہو۔

جیسا کہ میں اس سے قبل بھی عرض کر چکا ہوں کہ حضرت حافظ الملت کی منزلِ عرفان اور روحانی اڑان بہت ہی بلند اور اونچی ہے کیونکہ وہ آشیانۂ قدس کے طائر لاہوتی تھے چنانچہ انہوں نے سلوک و معرفت اور تصوف و روحانیت کے جو رموز و نکات اپنے اس مختصر سے رسالۂ سلوک میں بیان فرمائے جب تک قاری کو ان کی تفہیمات، توضیحات اور تشریحات بیان نہ کی جائیں اس کی تشنگی دور نہیں ہو سکے گی۔ پیشِ نظر رسالۂ سلوک کے سندھی ایڈیشن میں اگرچہ خاکسار راقم الحروف نے بھرپور مقدمہ کے ساتھ ساتھ ہر سندھی شعر کی مکمل تشریح پیش کی تھی لیکن قلتِ وقت اور کچھ دیگر عوامل کی وجہ سے پیش نظر منظوم اردو ترجمہ میں نہ تو اشعار

Scanned with CamScanner

کی پوری توضیح و تشریح کی جا سکی ہے اور نہ ہی موجودہ مقدمہ میں ان مسائل کو کھل کر بیان کیا جا سکا ہے اس لئے میں اس مختصر مقدمہ یا پیش لفظ میں مقالات و ملفوظات رسالۂ سلوک کی کچھ مزید تفہیمات پیش کر رہا ہوں تاکہ قاری اس چشمۂ آبحیات سے باالکل تشنہ نہ رہ جائے۔

عالم خلق وامر: یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ خلاصہ مخلوقات انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت و آمد عالم خلق سے تعلق رکھتی ہے اور حضرات انبیاء و رسل عالم خلق و امر کے درمیان ایک برزخ کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ گویا بقول اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

جس طرح ادائے فرائض، واجبات اور سنن کا تعلق قالب سے اور اجزاء عالم خلق سے ہے اسی طرح تمام اعمال نافلہ کا تعلق عالم امر کے اجزاء سے ہے یہی وجہ ہے کہ بقول مخبر صادق علیہ الصلواۃ والسلام بندہ قرب نوافل سے اس انتہائی مقام تک جا پہنچتا ہے کہ بندہ کی تمام صفات ظاہری سمع، بصر، قوت آخذہ وغیرہ ذات الٰہی کی مظہر بن جاتی ہیں۔ وہ ظاہری طور پر زمین پر چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا نظر آتا ہے مگر اس حیات میں بھی اس کا آشیانہ عرش الٰہی ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دائرۂ امکان اور دائرۂ ظلال (عکوس) کو ولایت صغریٰ کہتے ہیں اور دائرۂ ولایت کبریٰ کی تجلیات اسماء و صفات سے لے کر تجلیات ذات اور حضور احدیتِ مجرد تک کی سیرِ روحانی کو "سیرِ فی اللہ" کہتے ہیں اور وہاں سے پھر عالم خلق میں واپسی یا رجوع کو "سیرِ عَنِ اللہ" کہتے ہیں۔ گویا بقول قلندر لاہوری علامہ اقبال علیہ الرحمۃ: ع اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

لطائف سے تعلق خاص: واضح ہو کہ ہر سالک لطائف خمسہ یا ستہ میں سے اپنی پسند اور ذوق روحانی کے لیے کسی ایک لطیفہ (یعنی لطیفہ قلب یا لطیفہ روح یا لطیفہ سرّ وغیرہ) کو منتخب کر لیتا ہے جیسا کہ سلاسل اربعہ میں سے ہر طالب سلوک کسی ایک سلسلہ مثلاً (قادری، سہروردی، نقشبندی، چشتی) کو منتخب کر کے اسی سلسلہ کے شیخ کا بیعت ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اسی طرح طالب سلوک بھی کسی ایک لطیفہ کو اپنے لیے مخصوص کر کے اس کی تہذیب و تزکیہ و تصفیہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کو جو لذت، حلاوت اور سکون و طمانیت اس لطیفہ کے اشغال و اذکار سے حاصل ہوتی ہے وہ کسی دوسرے لطیفہ سے نہیں ہوتی اور باری تعالیٰ سے فیضان و تجلیات کا ورود بھی اس خاص لطیفہ پر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سالک کو وصول الی اللہ بھی اسی لطیفہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

تہذیب لطائف: تہذیب لطائف کا معنی یہ ہے کہ طالب سلوک اپنے لطائف کی کسی باغ کے مالی کی طرح کانٹ چھانٹ کرے، صفائی ستھرائی کرے اور ان کو اس قدر سنوار کر اجلا کرے کہ وہ اپنی سابقہ کیفیات و احوال کو پالیں جو ان کو عالم امر میں حاصل تھے مگر ان سب کی تہذیب لطیفۂ قلب سے شروع ہوتی ہے۔ جب کوئی بھی لطیفہ اپنی اصل سے آگاہ ہوتا ہے تو اس میں آتشِ شوق وصال الٰہی بھڑک اٹھتی ہے اور وہ اپنے اصل مقام کی طرف پرواز کرتا ہے تاکہ اپنی اصل سے جا ملے۔ اس مقام پر حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید ، روزگار وصل خویش

(جو بھی اپنی اصل (یعنی عالم امر والے مقام) سے کٹ کر رہ گیا یا دور ہو گیا وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے وطن کو پرواز کرے اور جام وصال سے سیراب ہو)

سیر النفس و آفاق کے ذریعے ہی طالب سلوک پہلے اپنے سینے کے باہر اور پھر اندر انوار و اسرار الٰہی کا مشاہدہ اور معائنہ کرتا ہے۔ اسے ہی "سیر آفاقی" اور " سیر انفسی" کہتے ہیں جس کے لئے ہمیں آیۃ کریمہ "سَنُرِيْهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمْ"(سورۃ حٰمٓ سجدہ آیہ نمبر 53) پر غور کرنا پڑے گا۔

مقاماتِ لطائف کا فلسفہ: قلب کا تعلق اگرچہ عالم امر سے ہے مگر اسے عالم خلق کے ساتھ محبت عشق اور زیادہ لگاؤ ہے اور ہمیشہ عالم خلق کی مخلوق اور دنیوی ترغیبات سے زیادہ مانوس رہتا ہے اور جب تک فساد قلب سے صاف ہو کر خالق کی طرف توجہ نہ

Scanned with CamScanner

کرے عشق مجازی میں گرفتار رہتا ہے اور کچھ صوفیاء کرام تو عشق مجازی کو حقیقت کی پل بھی کہتے ہیں۔ "اَلمجازُ قَنطَرَۃُ الْحقیقَۃِ" یا بقول غالب:

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر

لطیفۂ روح جو قلب سے زیادہ لطیف ہے وہ اصحاب یمین میں داخل ہے۔ بقیہ تینوں لطائف (سر، خفی، اخفیٰ) جو لطیفہ روح سے اوپر ہیں۔ وہ بہترین مقامات پر واقع ہیں کیونکہ جو چیز جس قدر زیادہ لطیف ہے وہ مقام وسط کے زیادہ مناسب ہوتی ہے چنانچہ لطیفہ سرّ اور خفیٰ، اخفیٰ کے دائیں اور بائیں جانب واقع ہیں اور لطیفہ اخفیٰ گویا ان دونوں کے درمیان واقع ہے جو کہ انسان کے سینہ میں سب سے اعلیٰ ترین مقام ہے۔

واضح ہو کہ لطیفۂ نفس، حواس خمسہ کا مجاور اور نگران ہے۔ تمام مشائخ نقشبند علیہم الرحمہ کے نزدیک لطیفۂ نفسی کا تعلق دماغ سے ہے مگر حضرت آدم بنوری علیہ الرحمہ (خلیفہ اکبر مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ) نے اسے ناف کے نیچے دو انگل کے فاصلے پر دریافت فرمایا ہے۔ نفس کی ترقی یہ ہے کہ ابتداء میں اپنے احوال درست کر کے مقام قلب میں پہنچے اور پھر تزکیہ و تصفیہ کے بعد مقام انتہا تک جا پہنچے۔

یہ لطائف ستہ بمع نفس ترقی حاصل کر کے مقام اخفیٰ تک جا پہنچتے ہیں۔ گویا ؏

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

لطائف کی پرواز: یہ لطائف جب اپنے آپ کو زندہ کر کے اس خاکدان عالم سے جدائی اور علیحدگی اختیار کرتے ہیں تو عالم امر (اصلی وطن) کی طرف ان کی پرواز شروع ہو جاتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ: "یہ ضروری نہیں ہے کہ سارے لطائف کسی ایک مقام پر جمع ہو کر وہاں سے پرواز کریں، بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قلب و روح ایک ساتھ ہی پرواز کرتے ہیں اور کبھی تینوں اور کبھی چاروں مل کر بھی مائل پرواز ہوتے ہیں۔ لیکن صحیح ترین اور اتم و اکمل حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے لطیفے یکجا ہو کر عالم امر (عرش بریں) کا سفر کرتے ہیں۔ جب یہ لطائف ستہ عروج

Scanned with CamScanner

روحانی کی منازل طے کر کے عالم امر کے مکین بن جاتے ہیں تو عالم خلق میں ان کا خلیفہ اور نائب انسان کا قالب (بدن یا جسم) رہ جاتا ہے۔

لطائف عشرہ کی حقیقت: انسان کے خمیر کی تخلیق دونوں عالم (عالم امر و خلق) کے اجزاء سے مرکب ہو کر عالم وجود میں آئی ہے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں صوفیاء کرام علیہم الرضوان نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انسان دس اجزاء کا مرکب ہے اور ان اجزاء کو لطائف عشرہ کہتے ہیں ان میں سے پانچ عالم امر سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں قلب، روح، سرّ، خفی اور اخفیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور پانچ عالم خلق سے وابستہ ہیں جن کے نام یہ ہیں: نفس، ہوا، آگ، پانی اور مٹی۔ پہلے پانچ لطیفے انسان کا باطن ہے اور دوسرے پانچ لطیفے انسان کا ظاہر ہے گویا انسان "هُوَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنْ" کا مظہر اور مجموعہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان اول کو خلیفہ منتخب فرمایا تو اس کمزور و ناتواں انسان کے عالم خلق والے عناصر خمسہ (نفس، باد، آتش، خاک، آب) کو عالم امر کے لطائف (قلب، روح، سرّ، خفی، اخفیٰ) کے شرف اور قوت سے معزز و مشرف اور مستحکم و قوی بنا دیا۔

اعترافِ تشکر: آج مجھے انتہائی مسرت ہے کہ عرفانِ حافظ الملتؒ (رسالۂ سلوک سندھی) کے میخانۂ وحدت سے پوری دنیا کے اردو دان و اردو خوان تشنہ لب طبقے کی تشنگی کو دور کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ میں اپنے کرم فرما حبیب محترم و محب مکرم صاحب مجد و کرم پیر عبد الخالق القادری (صاحب سجادۂ بھرچونڈی شریف) کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ اس کارِ خیر کے تمام مراحل اور مشکلات میں وہ فقیر کی رہنمائی اور دستگیری کرتے رہے۔ فجزاہُ اللہ عنّی خیر الجزاء

اللہ کریم اس عاجزانہ تحفے کو قبول و منظور فرمائے اور قبولِ عام کی سند عطا فرمائے، آمین۔

29 جنوری 2020ء

ہیچمدان: میر حسّان الحیدری سُہروردی غفرلہ

(چانڈیہ ہاؤس۔ اباوڑو۔ سندھ)

Scanned with CamScanner

لاحول ولاقوة الا بالله

الحمد لله رب العلمين والصلوة على سيد المرسلين

(جو هي)

رسالو
سلوک
جو

سنه ۱۳۰۵ م محرم

(جڙيل)

جناب قطب الاوليا حافظ صاحب پڙچهنڊي شريف جو ڪناڻ

هڻ ناقص ناچيز نور محمد بن حاجي ابراهيم جي بکجي پورو ٿيو

از محبان طمع دعا دارم ٭ زانکه من بنده گنه گارم

سپردم بتو مايه خويش را ٭ تو داني حساب کم و بيش را

رسالۂ سلوک قلمی کے اندرونی سرورق کا عکس

رسالۂ سلوک قلمی کے متن کے صفحۂ اول کا عکس

Scanned with CamScanner

(1)

گھٹو مشهور ملڪ ۾ جو آهي طريقو مرشدن
سو آهي طريقو قادري سين ۾ شغلن

ہے بہت مشہور ملکوں میں جو مسلک یارِ مَن
قادری مسلک ہے جس کا نام مقبولِ زمن

تفہیم: (ہمارے) مرشدوں کا جو روحانی طریقہ ملک میں بہت مشہور ہے، سو وہ اپنے روحانی مشاغل کے لحاظ سے قادری طریقہ ہے۔ اور یہ طریقۂ روحانیت پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔

Scanned with CamScanner

(2)

ء ابتدا ان طريقي سڳوري جي ذڪر ظاهر ڪن
جو پڇاڻان نماز سانجهي جي هميشہ ٿا پڙهن

ابتدا ہے اس طریقِ پاک کی ذکرِ عَلَن
جو ہمیشہ کرتے ہیں بعد از عشاء در انجمن

تفہیم : حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ طریقہء قادریہ میں روحانی اشغال کی ابتدا ذکرِ جہر سے ہوتی ہے جو اکیلے میں یا حلقہء ذکر میں بلند آواز سے کیا جاتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ ذکر ہمیشہ نمازِ عشاء کے بعد کیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(3)

طرح تنهنجي اهڙي سٹي ياد رکن
جو پهريائين وضو ڪري گوڏا جوڙي قبلي سامهون ويهن

طرزِ ذکرِ جہر سن کر یاد رکھو یہ سخن
قبلہ رخ دو زانو ہو بیٹھو وضو ہو اوّلاً

تفہیم: طالب کو چاہیئے کہ قادری بزرگوں کے ذکر کرنے کا یہ خوبصورت اور دلچسپ طریقہ یادرکھیں ذکر سے پہلے وضو کریں اور پھر التحیات میں بیٹھنے کی طرز پر گھٹنے ٹیک کر اور قبلہ کی طرف منہ کر کے انتہائی ادب اور عاجزی سے ذکر شروع کریں۔

Scanned with CamScanner

(4)

يارهن ييرا قُل پڑهي سين اَعُوذ ۽ بِسمِلَن

يعني پهريان شروع ڪري اعوذ سين بسم الله هر ييري تي پڑهن

گیارہ دفعہ قُل ھو اللہ ساتھ اَعُوذ اور بِسملاً

بعد میں ہر بار بسم اللہ پڑھیں بس مخلصاً

تفہیم: حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے ساتھ گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص یعنی سورۂ قل ھواللہ احد پوری پڑھے اور تعوذ ومع تسمیہ صرف پہلی بار پڑھے بعد میں سورۂ شریف کو صرف بسم اللہ شریف کے ساتھ دہراتا رہے۔

Scanned with CamScanner

(5)

پوءِ روح سڳوري حضرت پير جي جو مرشد آ پيرن
ميران محي الدين سيد عبد القادرجيلاني کي بخش سيئي ڪن

فاتحہ بخشیں بروح پیر پیرانِ زمن
شیخ محی الدین عبد القادرِ عالی سخن

تفہیم: (گیارہ مرتبہ قُل ھواللہ پڑھ کر) اس کی فاتحہ سب پڑھنے والے جو حلقہءِ ذکر میں بیٹھے ہیں پیرانِ پیر حضرت میراں محی الدین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت روح کو بخشیں۔

Scanned with CamScanner

(6)

پوءِ اڳيون ويهي صورت مرشد جي تصور دل ۾ ڪن
هزار ڀيري سين حضور دل جي لااله الا الله پڙهن

سامنے ہو شکلِ مرشد دل تصور میں مگن
لا الٰہ الا للہ پڑھ اک ھزار اے جانِ من

تفہیم: (حضرت پیران پیر کی روحِ پاک کو فاتحہ بخشنے کے بعد حلقہ ءذکر کے شرکاء مراقبے کی شکل میں بیٹھیں) پھر اپنے مرشد کی صورت پاک (شکل، شبیہ) کا دل میں تصور کریں اور اپنے دل کو حاضر رکھ کر (پوری توجہ کے ساتھ) ایک ہزار مرتبہ لاالٰہ الااللہ کا ذکر کریں۔

Scanned with CamScanner

(7)

سي ڪنهن سو تي محمد رسول الله (ﷺ) مرتہ چون
۽ وقت پڑھڻ ڪلمہ شريف جي دل ۾ اهو ڄاڻن

ہو محمّد رَّسُولُّ اللہ ہر سو پہ ختم
کلمہ پڑھتے وقت ہو یہ خیال دل میں خیمہ زن

تفہیم: لَااِلٰہ اِلَّااللہ کی تسبیح جب سو(100) مرتبہ پوری ہو جائے تو مُحمّدرَّسُولُّ اللہ ملا کر پورا کلمہ طیبہ پڑھیں اور پڑھتے وقت اپنے دل میں یہ یقین کرلیں (کہ اللہ عزوجل ایک ہے)۔

Scanned with CamScanner

(8)

تہ آهي الله جل شانہ هڪڙو ڪو نہ ٻيو ري ان
اچڻ ڪنان خطرن جي دل ڪي صاف رکن

یہ کہ ہے اللہ واحد پاک بے فرزند و زن
صاف رکھ دل اپنا سب خطرات سے اے جان من

تفہیم: یہ خیال دل میں جا گزیں رہے کہ اللہ جل شانہ کی ذات ایک ہے اس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالی کی یکتائی (وحدت) کے خلاف دل میں آنے والے ہر شک وہم اور گمان سے اپنے آپ کو دور اور اپنے دل کو صاف رکھیں۔

Scanned with CamScanner

(9)

جي اچي دل ۾ خطرو ته وري چوي هن حرفن
ٽني ڀيرا اسم يا فعّال جو حاضر ڪري من

وسوسے گھر آئیں دل میں تو پڑھے وہ دفعۃً
تین دفعہ ورد یا فعّالُ حاضر کر کے من

تفہیم: طالب کو کلمہء طیّبہ کا ذکر کرتے وقت اگر دل میں کوئی وسوسہ، وہم، شک ،شبہ یا گمان آجائے تو وہ پوری ہمت اور توجہ کے ساتھ اپنے دل کو حاضر کر کے تین مرتبہ اسم باری تعالیٰ "یافعّالُ" پڑھے۔

Scanned with CamScanner

(10)

تہ وري نہ ايندس خطرو قادر جي ڪرمن
جي موٽي اچي خطرو منجھہ قلب مُبتَدِيَن

لُطفِ قادر سے نہ ہوں گے وسوسے پھر شعلہ زن
مبتدی کے دل میں گر پھر بھی ہوں یہ سایہ فگن

تفہیم: اس عمل میں یعنی دورانِ ذکر غلط خیالات، وساوس اور اوہام کو دور کرنے کیلئے تین بار اسمِ "یافعال" پڑھنے کی برکت سے اور قادرِ مطلق کے کرم سے کوئی وسوسہ، خطرہ، شک، وہم اور گمان طالب کے دل میں دوبارہ پلٹ کر نہیں آئے گا انشاءاللہ تعالیٰ اس کے باوجود اگر کسی مبتدی (نئے طالب سلوک) کے دل میں ایسے خطرات بار بار پلٹ کر آنے لگیں (تو اس کا علاج اگلے بیت میں آرہا ہے)۔

Scanned with CamScanner

(11)

ته اسم مبارک کي انهي طرح پڑهن
ته برکت اسم مبارک جي خطرا قطع ٿين

تو اسی اسم مبارک کو پڑھے وہ برکتہً
وسوسے کٹ جائیں گے برکت سے اس کی دائماً

تفہیم: تو پھر وہ مبتدی طالب اسم مبارک " یافعّال " کو پہلے کی طرح (یعنی تین مرتبہ) پڑھتا رہے تاکہ اسم کی برکت سے تمام خطرات کٹ جائیں اور وہم و گمان ختم ہو جائیں۔

Scanned with CamScanner

(12)

جئين آهي اسم سڳورو وڃڻ لئي خطرن
جئين دفع ٿيڻ خطرن جي امر ڪيو شيخن

دافع خطرات ہے یہ اسمِ پاکِ ذو المنن
ہے یہی حکم مشائخ ، عَمَلِ پیران زمن

تفہیم: کیونکہ بہ حکم مشائخ و تجربہ بُزرگان اکابر علیہم الرحمۃ اسم مبارک "یافعال" دل میں آنے والے وسوسے، خطرات، اوہام اور شکوک و شبہات کے مٹانے اور گم کرنے کیلئے اکسیر کی حثیت رکھتا ہے اسی لیے ہمارے مشائخ کرام نے بھی ایسا حکم فرماتے ہوئے ہمیں بتایا کہ یہ اسم مبارک دل کے خطرات کو دفع کرنے کیلئے حد سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

Scanned with CamScanner

(13)

ء مرشد هن فقير جي امر ڪيو سين ان
پوءِ جي وقت پڙهڻ ذڪر جي ٿيو ظهورو وسوسن

حکمِ مرشد تھا یہی بہرِ فقیرِ خاک تن
وقتِ ذکرِ حق گر آئیں وسوسے اور شکّ و ظن

ترجمہ: اس فقیر (حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق رحمہ اللہ علیہ) کو جب مرشد نے شغل ذکر کی اجازت عطا فرمائی تو اس اسم مبارک کے پڑھنے کا حکم دینے کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر کسی وقت ذکر کرتے ہوئے خطرات اور وسوسے ظاہر ہونے لگیں تو اس اسم مبارک کا ورد کرنے سے سارے وسوسے اور خطرات ختم ہو جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

(14)

تہ ساڻ پڑھڻ ان اسم جي پاڙ پٽجي خطرن
موٽي نہ اچن مورهم تنهنجي خاصِيَتَن

ورد یا فعّال سب خطرات کا ہے بیخ کن
اس کے پڑھنے سے نہ ہوں گے وسوسے پھر دائماً

تفہیم: حضرت حافظ الملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس اسم مبارک "یافعال" کے پڑھنے سے تمام خطرات، وسوسے اور شکوک کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے اس اسم مبارک "یافعال" کی یہ خصوصیات ہیں کہ اس کے پڑھنے کے ساتھ دوبارہ خطرات اور وسوسے لوٹ کر پھر نہیں آتے۔

Scanned with CamScanner

(15)

پوءِ اِلَّا اللّٰہ، الا اللّٰہ ٻیو گھمرو هزار پورو ڪن
تنهن تان هزار ٻیڑا اللّٰہُ جَلَ جَلالہٗ چون

وِردِ "اِلّا اللّٰہ" پڑھ پھر اک ہزار اے پاک تن
بعد اس کے اک ہزار "اللّٰہ" کہہ اے خوش سُخن

تفہیم: پھر دوسری مرتبہ یعنی ذکر کی دوسری تسبیح میں " الااللّٰہ" کی ایک ہزار تسبیح پوری کریں اور اس کے بعد یعنی تیسری تسبیح میں ایک ہزار مرتبہ "اللّٰہ جل جلالہ" پڑھیں۔

Scanned with CamScanner

(16)

تنهن تان هزار ڀيرو "هو هو" کي پڙهن
جڏهن چار هزار ڀيرا پورا ڪن

پھر پڑھیں گے اسمِ "ھو ھو" اک ہزار اب آخراً
پورے کر چالیس سو اے ذاکرِ شیریں دہن

تفہیم: حضرت حافظ الملت علیہ الرحمہ اس بیت میں طریقہء قادریہ کے ذکر کی تسبیحات کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "لَااِلٰہ اِلَّا اللہُ" "اِلَّااللہُ" "اللہُ جل جلالہ" کی تین ہزار تسبیحات مکمل ہونے کے بعد ایک ہزار دفعہ "ھو ھو" کی تسبیح پڑھ کر ذکر کی چار ہزار (4000) تسبیحات کو مکمل کریں۔

Scanned with CamScanner

(17)

تڈھن مُتَوَجّہ ٿي دل ڈانھن مُراقِب طريق ويھن
ء دل آھيَ ڈائي بُبي هيٺ بہ آگر چَوَن

پھر توجہ کر سوئے دل ہو مراقب بے سخن
بائیں پستان سے ہے دوانگشت نیچے دل کہ من

تفہیم: ذکر کی چاروں تسبیحات پوری کرنے کے بعد طالب سلوک کو چاہیئے کہ مراقبہ کی صورت میں بیٹھ کر اپنی پوری توجہ اور دھیان دل یعنی من کی طرف رکھے اور یہ جان لے کہ ہر انسان کا دل بائیں پستان کے نیچے دو اُنگشت کے فاصلے پر ہے جو صنوبری شکل کا ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(18)

ع سيئي همت پنهنجي اسم الله منجهه رکن
ع گهٽو سعيو دل ڏانهن، سين سرت سپ ڪن

اسمِ اللہ میں ، توجہ رکھیں سارے حلقہ زن
پوری ہمت سے کریں کوشش کہ دل ہو ذاکراً

تفہیم: حلقہءذکر میں بیٹھا ہوا ہر طالب اور فقیر اپنی توجہ اسمِ مبارک "اللہ" میں رکھے اور پورے ہوش و حواس، باخبری ہمت دھیان اور توجہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اپنے خیال اور کوشش کو اپنے دل پر متوجہ رکھے یاد رہے کہ ذکر کی وجہ سے دل کے اندر جو ہلچل جوش و خروش اور حرکت پیدا ہو اس پر خاص خیال اور نظر رکھنی چاہیئے۔

Scanned with CamScanner

(19)

تہ مکان قلب جو چرڙ ڪري معلوم ٿئي تن
پوءِ اسم مبارڪ الله جو سين خيال ان چوڻ

دل کی جنبش سے مکانِ دل کو پا لے دفعتاً
اور خیالِ اسمِ اللہ سے کرے جُنبِش بدن

تفہیم: حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب اس قدر توجہ اور خیال سے ذکر کرے کہ اس کی برکت اور اثر سے نہ صرف قلب کی حرکات بلکہ اس کا مقام یا مکان بھی محسوس اور معلوم ہو پھر خیال کی طاقت سے یہ سمجھے کہ اس کا دل "اللہ" "اللہ" کرنے سے جوش میں آکر حرکت بھی کر رہا ہے اور ذکر میں بھی مگن ہے۔

Scanned with CamScanner

(20)

سين قوت يادگيري جي ضبط تنهن کي ڪن
جو ڪڍهين وجي ڪين کي نقش متي پهٽن

حافظہ سے دل میں رکھ محفوظ اسم ذوالمنن
جیسے پتھر سے نہیں مٹتا کبھی نقشِ کُہن

تفہیم: حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یاد داشت اور حافظہ کی قوت، طاقت اور زور سے ذکرِ قلبی کو اس طرح محفوظ اور مضبوط کریں جس طرح پتھر پر کوئی چیز نقش ہو جاتی ہے اور پتھر کے نقش کو کوئی بھی مٹا نہیں سکتا گویا ذکر اسم اللہ طالب سلوک کے دل پر النقش فی الحجر پتھر کی لکیر کی طرح نقش اور ثبت ہو جائے اور تادمِ واپسیں طالب کا دل اللہ اللہ کرتا رہے۔

Scanned with CamScanner

(21)

ۼ ساڻ تکرار ان جي سعيو گھٽو ڪن
ۼ خطرن ۽ وسوسن کي دل ۾ اچڻ ڪين ڏين

کوشش کامل سے کر تکرارِ ذکر اے جانِ مَن
وسوسوں کا دل کے سورج میں نہ آنے دیں گہن

تفہیم: طالب اس عمل کا بار بار تکرار کرے اور اس میں کسی کوشش سے دریغ نہ کرے لیکن یہ بھی دھیان میں رہے کہ ذکر کے اس عمل کے دوران خطرات اور وسوسوں یا اوہام اور شکوک کو کسی صورت بھی دل میں نہ آنے دے۔

Scanned with CamScanner

(22)

ء موجب جمعيّت پنهنجي منجهه مراقب وهن
پوءِ اٿي ويني هيڪلي ء منجهه مجلسن

پھر مراقب ہو کے دل جمعی سے بیٹھیں حلقہ زن
بیٹھتے، اٹھتے، اکیلے، بزم میں ہوں ذاکراً

تفہیم: مبتدی طالب کو چاہیئے کہ دل کی پوری یکسوئی (جمعیّتِ قلب) کے ساتھ مراقبے میں بیٹھ کر اس عمل کی تکمیل کرے تاکہ جیسے ہی وہ ذکر کے حلقے یا مراقبے سے اٹھ کر باہر آئے تو بھی اٹھتے، بیٹھتے، تنہائی یا مجلس میں اسم ذات کا یہ شغل دل میں جاری و ساری رکھے۔

Scanned with CamScanner

(23)

شغل ان اسم مبارک جو دل ۾ یاد رکن
قادر پنهنجي ڪلام ۾ واکاٹیو تن ذاکرن

یاد رکھیں دل میں شغل اسم پاکِ ذوالمنن
ذاکروں کی مدح میں قرآن خود ہے نغمہ زن

تفہیم: طالبان روحانیت اسم مبارک "اللہ" کا شغل اپنے دل میں اچھی طرح سے محفوظ کرلیں اور یاد رکھیں اس لئے کہ ایسے ذاکروں کی تعریف خود قادرِ کریم نے اپنے کلام پاک (قرآن شریف) میں یوں فرمائی ہے۔

Scanned with CamScanner

(24)

ذاكر لئي الله تعالي جي ان وڏائي كان وڌيڪ كين لكن
فاذكروني اذكركم مخلص حق ڄين

عظمتِ ذاکر پہ ہے شاہد یہ قول ذو المنن
فاذکرونی اذکرکم حق ترا تو حق کا بن

تفہیم: اللہ تعالی کا ذکر کرنے والے کیلئے اس سے بڑھ کر اور کوئی تعریف نہیں ہو سکتی جو اللہ تعالی کی ذات نے اپنے کلامِ مجید میں یوں بیان فرمائی ہے کہ " تم میری یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا" اس سے ثابت ہوا کہ بندگانِ ذاکر کا نام اللہ تعالیٰ کے مخلص عبادت گذاروں میں لکھا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالی کے مخلصین میں شمار ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(25)

پوءِ گھرجي طالب کي ته شغل ۾ ذکر ۽ فکرن
کري سعيو ايترو ته جاري ٿئي منجھہ سيني انگڙن

چاہیئے طالب کو ذکروفکر میں ہو یوں مگن
کہ بلند آواز سے ذاکر ہو اس کا سارا تن

تفہیم: مراقبے میں بیٹھ کر ذکر کی چار ہزار (4000) تسبیح پڑھنے کے عمل سے فارغ ہو کر طالب کو چاہیئے کہ وہ ذکروفکر کے شغل میں اس قدر کوشش اور ہمت کرے کہ اس کے انگ انگ سے ذکر اسم ذات جاری ہو جائے گویا وہ فنافی الذکر ہو کر باقی باللہ بن جائے۔

Scanned with CamScanner

(26)

جڏهين ذڪر سڃي جثي ۾ ٿئي تڏهين حالت ٻه ڏسجن
ڪڏهين حالت قبض جي ۽ بسط ڪنهين وقتن

جسم سارا جب ہوا ذاکر تو ہو گا شعلہ زن
گاہے گاہے حالِ بسطُ و قبض طاری ہو، نہ ہو گا دائماً

تفہیم: جب طالب کے سارے وجود میں ذکرِ اسم ذات جاری ہو جائے یعنی ایک ایک عضو اور بال بال سے ذکر جاری ہو جائے تو اس پر دو حالتیں طاری ہونا شروع ہو جاتی ہیں کسی وقت قبض (بندش، حبس اور گھٹن) کی حالت اور کبھی پھر بسط (کشادگی، وسعت، فراخی اور فرحت) کی کیفیت اس پر طاری ہونے لگتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(27)

اسم قابض ۽ باسط جا اهي سپ اثر چون
جئين آهن ٻئي نالا حق جا منجهان اسمائن

قابض و باسط کی یہ تاثیر ات ہیں سب بے سخن
دونوں اسمائے الٰہی میں سے ہیں بے شک وظن

تفہیم: تمام بزرگ اور مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ یہ اثرات اللہ تعالی کے دونوں اسموں "قابض" اور" باسط" کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ یہ دو اسم (یا باسط، یا قابض) انسان کے وجود اور باالخصوص قلب و روح پر زیادہ سے زیادہ اثرانداز ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(28)

اثر هيڪڙي جو بند ٽيٽ ٻي جو اپٽجڻ
۽ اهو قبض ۽ بسط جاري آهي سيني ۾ وقتن

ایک کی تاثیر بندش اک کَشُودِ کار و فن
ہے ازل سے تا ابد یہ کام معمولِ زمن

تفہیم: ان دو اسماء میں سے قابض کے اثر سے روحانی فیض بند ہو جاتا ہے اور روح گھٹنے لگتی ہے اور باسط کا اثر دل کا کھلنا کشادہ ہونا اور اسے آسودگی یا فرحت پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان دونوں اسماء یعنی "قابض" اور "باسط" کے اثرات ہر چیز پر ہر پل، ہر آن، ہر لمحے اور ہر گھڑی جاری و ساری رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(29)

پر مهد ڪنان دخول طريقت اثر سندو ئي تن
سبب غفلت جي مور هم ڪين ڪي سمجهن

جب طریقت میں ہوں داخل، ہو اثر ان کا معاً
نفس کی غفلت سے پر، سمجھے نہ کوئی یہ سخن

تفہیم: روحانی طریقے کی آرام گاہ مہد یا جھولے میں داخل ہونے کے وقت سے ہی (روحانی دنیا میں داخل ہوتے وقت) طالبانِ سلوک یا ذاکرین پر ان اسماء الٰہی یعنی اسم قابض و باسط کے اثرات ظاہر ہونے لگتے ہیں مگر اپنی غفلت اور بے توجہی کے سبب طالبانِ سلوک اور ذاکرانِ ذکرِ الٰہی اپنی روحانی بندش کا سبب نہیں سمجھتے۔

Scanned with CamScanner

(30)

جئين ڪڏهين خوشي هئي دل کي ڪڏهين غم ڏسن
آهي اثر ان بن اسمن جو مڙني مخلوقن

دل کبھی خوش خوش، کبھی مغموم ہو اے ہم سخن
اِن دو اسماء کا اثر ہوتا ہے سب پر ضوفگن

تفہیم: جیسا کہ طالب کے دل کو کبھی خوشی حاصل ہوتی ہے اور کبھی غم ورنج محسوس ہونے لگتا ہے یہ دونوں اثرات اسمِ "قابض" اور "باسط" کے ہیں جو خدا کی تمام مخلوق پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ یعنی جب اسم باسط کا پرتو مخلوقات پر پڑتا ہے تو خوشی، راحت اور چین نصیب ہوتا ہے اور جب اسم قابض اپنے جلوے دکھاتا ہے تو مخلوقات کو تنگی بدحالی، گھٹن اور بندش محسوس ہوتی ہے روحانی طور پر بھی اور جسمانی، معاشی، اقتصادی اور دیگر عوارض کے لحاظ سے بھی۔

Scanned with CamScanner

(31)

پرڪنان نہ هئڻ علم حال جي تنهن ڪي نہ ڄاڻن
جڏهين ٿئي ڪو داخل طريقت ۾ ۽ سير سلوڪي ڪن

جو ہیں "علم حال" سے غافل نہ جانیں یہ سخن
جب تلک بحرِ طریقت میں نہ ہوں یہ غوطہ زن

تفہیم: مبتدی طالبِ سلوک چونکہ علمِ قال سے واقف اور علمِ حال سے بے خبر ہوتا ہے وہ اسمِ "قابض" اور اسم "باسط" کی حقیقت کو نہیں جان سکتا جوں ہی وہ طریقت کی دنیا میں داخل ہوتا ہے اور سیرِ سلوک کا سفر شروع کرتا ہے تو اسے اسم "قابض" و "باسط" کے راز و رموز کچھ کچھ سمجھ آنے لگتے ہیں اور قبض و بسط کے احوال سے گزر کر خالص بسط کی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے اور روحانی منازل طے کرنے لگتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(32)

ء پويس پروڙ دل تي تڏهين ڄاڻي تن
ڪڏهين غلبو اسم قابض جو دل تي ڪري ڄاڻن

پہلے دل واقف ہو اس حالت سے پھر سارا بدن
اسم قابض ہوتا ہے دل پر کبھی شعلہ فگن

تفہیم: طالب سلوک جب راہِ طریقت میں داخل ہو کر سیرِ سلوک کا آغاز کرتا ہے تو اس کے دل کو روحانی اثرات کی خبر اور پہچان ہونے لگتی ہے لہذا اس خبر اور پہچان کے ذریعے کبھی کبھی وہ ایسا سمجھنے لگتا ہے کہ اس کے دل پر اسمِ "قابض" کا غلبہ ہو چکا ہے اور ذکر و فکر اور مراقبات کے باوجود اس کے دل پر قبض اور بندش کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں اور اُسے ذکر و فکر اور روحانی اعمال و اشغال میں لطف و لذت محسوس نہیں ہوتی۔

Scanned with CamScanner

(33)

۽ ڪڏهين زوراسم باسط جوسي سالڪ ٿا سمجهن
پوءِ بسط واري ڪيف ۾ هو سير روحاني پيا ڪن

اور کبھی ہوتا ہے زورِ اسمِ باسط خیمہ زن
پر اِسے سالک سمجھ سکتے ہیں بے رنج و محن

تفہیم: اور کبھی اسمِ "باسط" طالب سلوک کے قلب پر اپنی طاقت اور فعالیت دکھاتا ہے مگر اسے سمجھنے کیلئے علم سلوک کی ضرورت ہے جو ذکر و فکر اور اوراد و اشغال اور ہمت و توجہ شیخ سے آہستہ آہستہ حاصل ہوتا ہے، جب طالب اپنی ہمت اور توجہ شیخ سے اسم قابض کے بادلوں کی دھند سے نکل جاتا ہے اور اسم باسط کے لطف و کرم کے سایہ میں آجاتا ہے تو پھر دائمار وحانی سیر میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(34)

پوءِ گھرجي طالب کي سچو جو آهي
همت پنهجي شيخ سان منزل طئي ڪري

طالب صادق کو بس اس رہ پہ چلنا چاہئے
زیر سایہ شیخ کے سب منزلیں وہ طے کرے

تفہیم: ایسی حالت میں جب کہ طالب کے قلب پر اسم "باسط" و "قابض" کا غلبہ ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ ان کیفیات میں اپنے مرشد کی روحانی مدد حاصل کرے مگر شرط یہ ہے کہ طلب میں سچائی اور طالب میں خلوص اور لگن ہو۔

Scanned with CamScanner

(35)

جڏهين ٿئي حالت قبض جي منهن ڏئي تنهن کي
ء ٿئي تنهين غم اڳرو جي بند ذکر ٿئي

قبض کی حالت ہو جب فوراً تدارک کیجئے
ذکر کی بندش سے طالب کا یہ غم از خود بڑھے

تفہیم: جب کسی طالب پر شغلِ ذکر کے دوران قبض اور بندش کی حالت طاری ہو جائے تو اس حالت کو دور کرنے کی فوری کوشش کرے کیونکہ اگر قبض کی حالت میں شغلِ ذکر بند ہو جائے گا تو اس کے غم واندوہ اور روحانی صدمات پہلے سے بھی زیادہ ہو جائیں گے اور بڑھتے ہی رہیں گے۔

Scanned with CamScanner

(36)

تڏهين ڪوشش ۽ همت پانهنجي پاڻان وڌ ڪري
۽ سچائي سندس طلب جي ظهورو ٿي ڪري

حد سے زائد طالب ازخود، ہمت و کوشش کرے
تاکہ سچائی طلب کی، اس پہ جلوہ گر رہے

تفہیم: ایسی حالت اور کیفیت میں یعنی قبض اور بندش کی حالت میں طالبِ سلوک شُغلِ ذکر میں اپنی کوشش، توجہ اور دھیان کو آخری حد تک کام میں لائے تاکہ اس کی سچی طلب اپنے اثرات ظاہر کر سکے۔

Scanned with CamScanner

(37)

جئين ان باب ۾ مرشد اسان جي تنهن تي رحمت رب ڪري

هي بيت زبان سين مبارڪ پانهنجي فرمايو:

جس طرح مرشد مرے نے، ان پہ رب رحمت کرے

بیت یہ اپنی زبانِ پاک سے فرما گئے

تفہیم: اس بارے میں حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قلب کے کھلنے اور بند ہونے کے دوران طالب اپنی کوشش کو جاری رکھے اور اپنی ہمت نہ ہارے جیسا کہ اس بارے میں ہمارے مرشد احسنُ المشائخ حضرت سیّد حسن شاہ جیلانی (ان پر اللہ کی رحمت نازل ہو) یہ سندھی بیت اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کرتے تھے:

Scanned with CamScanner

(38)

ڈوھہ تھین جي ڈور ڪيچ پراھون پنڌ ٿيو
پاڻھان پئي پور، وِک وڌائي منجھہ وانڙي

ديس ساجن کا ہے دور اور کیچ لمبے راستے
تیز رو ہو کر یہ رستہ، شوق سے طے کیجئے

تفہیم: رسالہءِ سلوک کے مخطوطہ کے مطابق ترجمہ یوں ہو گا کہ اس (پنوں) کا دیس بہت دور ہے اور کیچ کی مسافت اور منزل ایک توآن دیکھی ہے دوسرے فاصلوں کے لحاظ سے بہت ہی دور، طویل اور سنگلاخ ہے گویا سسّی (طالبِ سلوک) کے سامنے کیچ (مقامِ قربِ حق) کی مسافت ابھی اور بہت دور پڑی ہے۔ شاعرِ عارف فرماتے ہیں کہ اے سفرِ عشق کی مسافر سَسّی! خدا کرے تُواز خود محبوب کے خیال اور قوتِ عشق کے بل پر قافلے والوں سے جاملے۔ اگر تو اداس ہو جائے تو اس راہ میں اپنا قدم اور تیز کرنا چاہیے تاکہ منزل طے ہو جائے اور وصال یار حاصل ہو جائے۔ یہ شعر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ شاہ جو رسالو میں بھی موجود ہے۔

Scanned with CamScanner

(39)

سو جڈھين اثر قبض جا ظاهر ٿو ڏسي
تڈھين نہ رهي ويساهہ ۾ اچي اتي نا اميد ٿئي

قلبِ طالب پر اثر جب قبض کا جلوہ کرے
تب یقیں کو چھوڑ کر نومیدیوں میں گم رہے

تفہیم: ذاکر جب اپنے وجود پر قبض اور بندش کے آثار دیکھتا ہے تو وہ اپنی آس اور امید کھو بیٹھتا ہے اور اس پر یاس اور بے یقینی کا غلبہ ہونے لگتا ہے۔ حافظ الملتؒ فرماتے ہیں کہ نااُمیدیوں کے اتھاہ اور گہرے کنویں اور دھندلکوں میں کھو کر طالب اپنی منزل کھوٹی نہ کرے بلکہ اُمید کے دامن کو مضبوطی سے تھام کر اپنا شُغل جاری رکھے۔

Scanned with CamScanner

(40)

سعيو ۽ کوشش هرگز کانہ ڪري
مست شراب عشق جي ڪي همت وڏي گهرجي

سعی و کوشش چھوڑ کر آوارہ اور بددل پھرے
مستِ جامِ عشق کو تو خوب ہمت چاہیئے

تفہیم: قبض اور روحانی بندش کی حالت میں عام طور پر طالب سست پڑ جاتے ہیں اور اس حالت کو تبدیل کرنے یا مٹانے کیلئے کوئی خاص کوشش اور محنت بالکل نہیں کرتے حالانکہ شرابِ عشقِ الٰہی کے مست کو یعنی سالکِ ذاکر کو تو بڑی ہمت اور حوصلے کی ضرورت ہے۔

Scanned with CamScanner

(41)

جئين ڪنهن بزرگ چيو ان باب ۾ چا چگو آهي
همت بنان طالب کي بي وات کا ناهي

اک بزرگ اس باب میں کیا خوب ترفرما گئے
ہمتِ عالی بناں ہوتی نہیں یہ راہ طے

تفہیم: جیسا کہ اس بارے میں کسی بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ بُلند ہمتی اور عالی حوصلگی کے سوا طالب کے لئے اور کوئی چارہ نہیں ہے اسلئے ہر طالب سلوک کو بلند حوصلہ اور عالی ہمت ہونا چاہئیے تا کہ وہ مجاہدات کے ذریعہ منزلِ مقصود تک رسائی حاصل کر سکے۔

Scanned with CamScanner

(42)

همت بلند باید عشاق مست مئي را
مردِ خسیس همت در عاشقان نہ گنجد

(43)

پر حضرت مرشد اسان جو منجھہ حالت قبض ۽ بسط جي ھن پر فرمائي
طالب جي قلب تي قبض ۽ بسط جو حال ھميشہ لئي نہ رھي

ہمت بلند رکھتے ہیں عُشاقِ مستِ مئے
مردِ خسیس ہمت اس صف سے پرے رہے

☆

میرے مرشدؒ کا تو قبض و بسط پر یہ قول ہے
قلبِ طالب پر، نہیں ہوتے ہمیشہ کے لیے

Scanned with CamScanner

تفہیم: مذکورہ بالا دونوں اشعار یعنی شعر فارسی اور بیتِ حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کا مفہوم یہ ہے کہ کم حوصلہ اور بے ہمت آدمی کے لئے عاشقوں کی صف میں کوئی گنجائش نہیں ہے طالبِ سلوک کو اس راہ میں عالی ہمت اور بُلند حوصلہ ہونا چاہئے تا کہ سلوک کے سب راستے طے کر سکے۔ اسی لئے ہمارے مرشد (حضرت جیلانی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ) نے قبض اور بسط کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ طالبِ سلوک کے قلب پر قبض اور بسط کی حالتیں ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ یہ عارضی طور پر طالب کو پیش آتی رہتی ہیں لہذا وہ ان احوال و کیفیات کی وجہ سے بددل اور بے حوصلہ نہ ہو بلکہ کوشش جاری رکھے۔

Scanned with CamScanner

(44)

تہ قبض مبتدي کي ڪڪر ننڍي جيترو آهي
جو هڪدم ٽٽي پڌرو وري محو ٿئي

مبتدی کا قبض چھوٹی بدلیوں کی مثل ہے
لمحہ بھر چھا کر وہ چھٹ جاتی ہیں از خود پے بہ پے

تفہیم: حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ اپنے مرشد طریقت حضرت السیّد حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کا حوالہ دیتے ہوئے قبض اور بسط کے بارے میں مزید تشریح فرماتے ہیں اور قبض و بسط کی کیفیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مبتدی طالبِ حق کے دل پر روحانی قبض کی شکل چھوٹے سے بادل کی طرح ہوتی ہے مطلب یہ کہ جس طرح بادل کی چھوٹی سی ٹکڑی یکدم ظاہر ہو کر اندھیرا کر دیتی ہے اور پھر ایک ہی لمحے میں غائب ہو جاتی ہے اسی طرح مبتدی ذاکر کے قلب پر کچھ لمحوں کے لئے اسم قابض کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور قلب ذاکر کو گھٹن اور بندش محسوس ہوتی ہے مگر ہمت اور حوصلہ کے ساتھ ذکر جاری رکھنے سے یہ حالت خود بخود محو ہو جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(45)

انهي پِر بسط جو پڻ سگهوئي پسجي
ڇ جلدي سين زوال پڻ سگهڙو ئي ٿئي

بسط کا بادل بھی پھر جلدی سے دل روشن کرے
یہ بھی ہو جائے ہے زائل، یہ بھی قائم نہ رہے

تفہیم: اس طرح قبض کا چھوٹا سا بادل غائب ہو جانے پر جلد ہی طالب کو پھر بسط کا بادل نظر آنے لگتا ہے مگر پہلے کی طرح طالب کی یہ بسط والی حالت بھی جلد زوال پذیر ہونے لگتی ہے، یعنی طالب کو دورانِ ذکر و شغل اپنے قلب پر قبض و بسط کے آثار معلوم و محسوس ہوتے رہیں گے مگر ہمت اور حوصلے کے ساتھ طالب اپنا کام جاری رکھے اور ان کیفیات کے طلوع و غروب پر کوئی دھیان نہ دھرے۔

Scanned with CamScanner

(46)

ءِ ٿئي غمگين کو وڃڻ سين تنهنجي
اي عزيز ! هي ترتيب ذکر جي جا بيان ٿي

بسط زائل ہو تو دل طالب کا بھی غمگیں رہے
(ذکر کی ترتیب کے بتلائے جو یہ مرحلے)

تفہیم: کچھ مبتدی طالبِ ذِکر بَسط کی حالت چلے جانے کی وجہ سے غمگیں ہو جاتے ہیں (جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے) اے عزیز طالب! ذکر کی جو ترتیب میں نے بیان کی ہے ذکر ایسا ہی کرنا چاہیئے (لیکن اس کی کچھ ترتیب نیچے والے بیت میں بھی آرہی ہے)۔

Scanned with CamScanner

(47)

سو بيان ذڪر جو جئين ان پِر ٿو ٿئي
پر حق ذڪر جو هي آهي

خاص نکتے ذکر کے اس طرح ظاہر کردیئے
حق مگر جو ذکر کا ہے وہ بھی سالک جان لے

تفہیم: ذکرِ حق تعالیٰ کا جو بیان میں نے اوپر کے ابیات میں بیان کیا ہے، عام طور پر ہمارے مشائخ اور دیگر مشائخ سلسلہء قادریہ میں ذکر کا یہی طریقہ چلا آرہا ہے لیکن ذکر کا جو حق ہے وہ یہ ہے جو اگلے بیت میں بیان کیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

(48)

تہ جڏهين سالڪ لَااِلٰهَ اِلَّا الله چوي
تڏهين ماسويٰ الله دل تون سالڪ جي سڀ لهي

لاالٰہ الا اللہُ جیسے ہی سالک کہے
خانہءِ دل سے وہ غیر اللہ کو باہر کرے

تفہیم: طالبِ حق اور سالکِ راہِ حقیقت جس وقت لاالٰہ الااللہ کا کلمہ طیبہ زبان پر لائے تو اس وقت اس کے دل سے ذاتِ واحِد کے سوا ہر شئ کا خیال اور تصور نہ صرف یہ کہ اتر جائے بلکہ محو ہو کر مٹ جائے اور دل میں اللہ کا تصور اور خیال باقی رہ جائے۔

Scanned with CamScanner

(49)

جو ورهن ۾ توڻي موڻڻ کين ڪري
ويو جيڪي ويو موڻي کين اچي

برسوں گذریں تب بھی غیر اللہ ادھر نہ رخ کرے
جو گیا وہ پھر نہیں آتا، یہ پلے باندھ لے

تفہیم: غیر اللہ کا خیال جب سالک اپنے دل سے نکال دے گا تو سال ہا سال تک بلکہ عمرِ فانی کے آخری لمحے تک غیر حق کا خیال پھر اس کے دل میں کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا کیونکہ سندھی کی یہ کہاوت مشہور ہے کہ " جو گیا سو گیا یعنی جانے والا پھر لوٹ کر نہیں آئے گا"، ذاکر سلوک کی عالی ہمتی اور مرشد کی توجہ سے انشاءاللہ ہمیشہ بسط کی حالت اور کیفیت طاری رہے گی۔

Scanned with CamScanner

(50)

ع ان وقت جمال الا الله جو ري پردي غير منجهان
منجهه وجود مقيد ظهورو ع جلوو جوت ڪري

حُسن اِلّااللہ تب بے پردہ تابانی کرے
جسمِ زندانی میں اپنا جلوہ ارزانی کرے

تفہیم: پھر اس وقت جب سالک ذاتِ حق میں فنا ہو جائے الا اللہ یعنی ذات حق کا جمال بے مثال بغیر کسی پردے اور حجاب کے طالب کے وجودِ مقید میں ظہور کر کے اپنے جلووں کی کرنیں اور شعاعیں نازل فرمانے لگ جاتا ہے اور یوں سالک کو "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے" کے جلوے نظر آنے لگ جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(51)

جنهن پر اُجو جهنگل ۾ گهڻو پنڌ ڪري
حوض اتي مٺي پاڻي جي نظر تنهن پوي

تشنۂ صحرا مسافت ڈھیر جب وہ طے کرے
حوضِ شیریں پر اچانک جا نظر اس کی پڑے

تفہیم: حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح کوئی مسافر صحرائے ریگستان میں بہت زیادہ مسافت طے کر کے پیاسا ہو جائے اور ایسی حالت میں اس کی نظر میٹھے پانی کے کسی حوض، چشمے یا کنوئیں پر جا پڑے تو اُس کی کیفیت یہ ہو گی کہ:

Scanned with CamScanner

(52)

تہ ڪيڏي خوشي ۽ لذت حاصل تنهين ٿئي

ان مڪان ۾ ڪتاب بيان العارفين سيد عبدالڪريم بلڙي وارو ٿو فرمائي

کس قدر خورسند ہو، جیسے کہ اک مسرورِ مئے
شاہ ِ بُلڑیؒ یوں بیان العارفیں میں کہہ گئے

تفہیم: ایسی حالت میں اس پیاسے مسافر کو کتنی بڑی خوشی، لذت اور سرور حاصل ہوگا اس روحانی نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت سید عبد الکریم شاہؒ (صاحبِ بُلڑی) اپنی کتاب بیان العارفین میں فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

(53)

پريندي پير تر پيا ايندي لٹي اج
ويڑهي منجهہ سچ لاهي اگهاڑئين

مٹ گئی سب تشنگی، جب پی کے پگ پگ پر چلے
سونے آنگن کو بسائے، سب کی عریانی ڈھکے

تفہیم: رسالہءِ سلوک میں لکھی ہوئی قرأت کے مطابق اس کا ترجمہ یوں ہو گا کہ محبوبِ حقیقی جب اپنا قدمِ مبارک ہمارے ویران اور غیر آباد صحن میں رکھے گا تو آپ کی تشریف آوری سے نہ صرف ہم تشنہ لبوں کی پیاس بجھے گی بلکہ ہمارے ویران اور غیر آباد صحن کی عریانی بھی ڈھک جائے گی، نہ صرف ہماری عُریانی بلکہ ہمارے ہمسایوں اور آس پاس کی بستیوں اور آبادیوں کی عُریانی بھی ڈھک جائے گی اور دلوں کے دلدر دور ہو جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

(54)

يعني اجيل وادي طلب جو منجهہ جهنگل دنيا جي
ڪري مشاهدو وحدت جو منجهہ آهري ڪثرت جي

یعنی وادیٔ طلب کا تشنہ، دُنیا کے صحرا میں چلے
شیشہءِ کثرت میں وہ وحدت کا نظارہ کرے

تفہیم: یعنی وادیءِ طلب کا پیاسا جب اس دنیا کے ویران جنگل میں طلبِ ذاتِ حق کے لئے وادی وادی صحرا صحرا جوگی بن کر سیر اور مشاہدہءِ کائنات کرتا ہے تب وہ وحدتِ ذات کا مشاہدہ کثرت (کائنات میں سمائی ہوئی مخلوقِ خدا) کے آئینے میں کر لیتا ہے اور اسے بھی ویسی خوشی حاصل ہوتی ہے جیسی خوشی اور مسرت کسی پیاسے کو ریگستان میں میٹھے پانی کا چشمہ دیکھ کر حاصل ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(55)

جا هلندڙن پير اسان جي کي منجهه ابتدا سير جي سين پڙهن ذڪر ٿي
۽ مخدوم جامي ان مقام ۾ ڪهڙو موچارو ٿو چوي

میرے مرشد کے قدم پر جب کوئی سالک چلے
ابتدائے سیر سے کثرت میں وحدت دیکھ لے

تفہیم: حضرت حافظ الملتؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسا مشاہدہ تو ہمارے پیر (حضرت سید حسن شاہ جیلانی صاحبِ خیمہ سوئی شریف سندھ رحمۃ اللہ علیہ) کی پیروی کرنے اور ان کی ہدایت پر چلنے والے ذاکروں اور طالبوں کو سیرِ سلوک کی ابتدا میں ہی حاصل ہو جاتا ہے اس مقام پر حضرت مخدوم مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

دل کا ہو گر تصفیہ سب کچھ نظر آنے لگے
خوب تر مخدوم جامی اس کے بارے میں کہے

Scanned with CamScanner

(56)

در و دیوارِ من آئینہ شد از کثرتِ شوق
ہر کجا مي نگرم روئي ترامي بینم

کثرتِ شوق سے دیوار و در آئینہ بنے
تیرا ہی جلوہ نظر آئے جدھر آنکھ اُٹھے

تفہیم: میرے گھر کے در و دیوار کثرتِ انتظار کے شوق سے آئینہ کی طرح صاف و شفاف بن چکے ہیں چنانچہ میں اس گھر یعنی آئینہءِ قلب میں بیٹھ کر جس طرف بھی نگاہ اٹھاتا ہوں مجھے صرف تیرا ہی رخِ انور نظر آتا ہے، یعنی تصفیہءِ قلب اور تزکیہءِ روح کے بعد سالک اپنے آئینہءِ قلب اور تمثالِ روح میں ساری کائنات کے مشاہدات کر سکتا ہے اور ہر طرف اُسے ذاتِ احد کے جلوے نظر آنے لگتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(57)

۽ جڏهين چوڻ ساڻ ڪلمي اِلَّا الله جي مشغول ٿئي
تڏهين ڪثرت سڀئي معدوم ٿئي نظر ۾ تنهنجي

ذکرِ اِلَّا اللہ سے، وحدت کی جب وہ مئے پیئے
جلوہءِ وحدت سے تب، کثرت عدم کی راہ لے

تفہیم: طالبِ سلوک جب اِلَّا اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو اس کی نظر میں کثرت (تمام کائنات اور اس کی مخلوقات) بالکل مٹ جاتی اور معدوم ہو جاتی ہے اُسے ہر سُو ذاتِ واحد کے جلوے نظر آتے ہیں گویا مشغولیءِ ذِکر سالک کو فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچا کر واحدیت اور احدیت کی سیر سے سرفراز کرتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(58)

ءِ ري وجود حقيقي جي ٻيو ڏسڻ تنهن نہ رهي
تہ نہ آهي موجود حقيقت، ري اِلَا الله جي

ہستیٔ حق کے سوا اُس کو سُجھائی کچھ نہ دے
در حقیقت ذاتِ حق کا غیر کب موجود ہے

تفہیم: ذاتِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود کے سوا طالب کو دوسری کوئی ذات نظر نہ آئے اور اسے یہ بھی یقین ہو کہ "اِلَّا اللہ" یعنی ذاتِ حقیقی کے سوا اس کائنات میں اور کوئی حقیقت موجود نہیں ہے، سیر سلوک میں ذکرِ حق ہی سالک ذاکر کو ذاتِ اَحدیت و واحدیت تک پہنچا سکتا ہے اور یہی وہ عروجِ آدمِ خاکی ہے جس سے عالمِ افلاک کے انجم بھی سہم جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(59)

کجا غیر، کو غیر، کو نقش غیر
سویٰ اللہ ، واللہ، مافِي الوُجُود

کہاں غیر اور غیر کا ہست و بود
کسی کا نہیں جز خدا کچھ وجود

تفہیم: اے طالب خدا کا غیر کہاں ہے ؟ غیر کون ہوتا ہے؟ غیر کا تو کوئی نقش ونشان بھی نظر نہیں آتا۔ خدا کی قسم اللہ کی ذاتِ اَحد کے سوا اور کوئی وجود ہے ہی نہیں۔

Scanned with CamScanner

(60)

ء جڏهين ساڻ اسم الله جل شانہ جي مشغول ٿئي
جو جامع مڙني اسمن ء صفتن ء شيونات صفت ڪيل ٿئي

اسمِ اللہ میں ہو جب مشغول طالب نیک پَے
جملہ اسماء و صفات، افعال کا جامع جو ہے

تفہیم : طالبِ ذاکر جب اسمِ ذات "اللہ" کے ذکر میں مشغول و محو ہوتا ہے جو اسم کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات اور احوال و شیون کا مجموعہ (جامع) ہے تو اس کے دل پر ذکر کے انوار و فیوضات نازل ہوتے ہیں اور وہ سیر سلوک میں روز بروز عروج و ترقی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مقام قرب میں جا پہنچتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(61)

جئين ان سيني کي پاڻ ۾ مشاهدو ٿو ڪري
۽ سيد محمد مغربي ان باب ۾ ڪهڙو موچارو ٿو چوي

اپنے اندر جلوے اِن کیفیتّوں کے دیکھ لے
مغربیؒ اِس باب میں کیا خوب تر فرما گئے

تفہیم: سالکِ ذاکر جب اسمِ ذات کے ذکر میں مشغول اور محو ہو جاتا ہے تو ذاتِ واحد یعنی ذاتِ حقیقی کی تمام صفات، افعال اور اسماءالٰہی کی تمام کیفیات اور خاصیات کو اپنے وجود میں نورانی اور برقی لہروں کی طرح جاری و ساری دیکھتا ہے، اس بارے میں فارسی کے مشہور وحدۃالوجودی صوفی شاعر حضرت محمد شیرین "مغربی" رحمۃاللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

Scanned with CamScanner

(62)

جئين عالم خزاني جو اسين آهيون سي
آدم صفت جنهن ذات جي اسين آهيون سي

كُنتُ كنزاً مَخفِياً میں مخفی اپنی ذات ہے
بوالبشر جس کی صفت ہے وہ بھی ہم ہیں نیک پَے

تفہیم: جیسا کہ عالم مخفی کا ایک جہان مشہور ہے (كُنتُ كنزاً مَخفِياً) سو یہ مخفی خزانہ ہم خود ہی ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام جس ذات کی صفت ہے وہ بھی ہم خود ہی ہیں۔ حضرت حافظُ الملتؒ نے اس بیت مبارک میں وحدۃالوجود کے مسئلہ کو مختصر مگر جامع طور پر بیان فرمایا ہے۔ بلاشُبہ انسانِ اوّل یا نورِ اوّل یا عقلِ اوّل یا جانِ کائنات انسان ہی ہے۔ جیسا کہ مخبر صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ " اوّلَ مَا خَلَقَ اللہ نُوری" (سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کی تخلیق فرمائی)۔ چنانچہ آپ ﷺ کون و مکاں کی اصل ہیں اور باقی سب فرع یا شاخیں یا انوار و تجلیات ہیں، یہی عقلِ اوّل اور یہی نُورِ اوّل اور یہی لوح و قلم ہیں۔

Scanned with CamScanner

(63)

ع چوڻ ڪلام "هو" جو اشارو هويت ذات جو آهي
جا ذات مجرد اعتبار ع صفتن کان آهي

ذکرِ ھو ذاتِ ھویّت کی طرف راجع ہے
پاک ہے جو اعتبارات و صفاتِ عبد سے

تفہیم: اسمِ "ھو" کا زبان و دل سے کہنا یا ھو کا ذکر کرنا دراصل ذاتِ "ھو" کی طرف اشارہ ہے جو عالمِ ھویّت (یعنی عالمِ ھو میں رہنے والی ذات ہے) جسے ذاتِ بحت یا ذات مُطلق بھی کہا جاتا ہے اور جو ہر اعتبار ہر شکل اور صفت سے آزاد مُجرد پاک اور بے پرواہے ۔

Scanned with CamScanner

(64)

"هو" اعتبارن ۽ شيونات کنان خالي ٿي ڪري
سين هويت ذات رب جي پريل ٿي ٿئي

اعتبارات اور صفت سے حق کو "هو" خالی کرے
کیونکہ ذات حق هویّت سے ہمہ معمور ہے

تفہیم: اسمِ "هو" ذاتِ حق کو تمام اعتبارات، تغیرات (شئونات)، حالات اور کیفیات سے خالی اور مجرد کر دیتا ہے کیونکہ "هو" کا مقام رب العلمین کی ذات کو "هویّت" یعنی سب سے مُجرد تنہا اور فردیت کے عالم میں رہنی والی حالت سے معمور کر دیتا ہے۔ هویّت کا مقام ہر صفت اور اعتبار بلکہ تمام اعتبارات اور اسماءُ و صفات سے الگ تھلگ اور بُلند و بالا ہے یہی مقام اعلیٰ ہے جسے ہم هوالعَلِیُّ العَظِیمُ کہہ سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(65)

اهو بي مثل بي مثال سو جو هو جهڙو آهي
پر طالب وڏي شان وارو هن ڳالهه کي گهرجي

ذاتِ ھو بے مثل جیسے پہلے تھی سو اب بھی ہے
طالبِ ذیشان ہی کر سکتا ہے، منزل یہ طے

تفہیم: وہ "اللہ" جیسے پہلے تھا سو اب بھی ویسا ہی بے مثل اور بے مثال ہے یعنی وہ ازل سے ابد تک "اَلآنَ کماکانَ" (جیسے تھا ویسے ہی ہے) کے افعال شیونات اور احوال و کیفیات میں موجود ہے، لیکن اس بات یا حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے اور اپنے اوپر طاری کرنے کیلئے کوئی بڑی شان بڑی ہمت اور بُلند حوصلے والا طالبِ سالک ہی چاہیئے کیونکہ اس فکر اور عرفان کی کیفیات کو سمجھنے کیلئے کسی ایسے ویسے مبتدی کا کام نہیں ۔

Scanned with CamScanner

(66)

جو مقبول موهوب سندو حق هوي
تہ اچي هن معما جي ڳجهارت ويجهائي

جو ہو مقبول اور سزاوارِ عطائے حق بنے
اس مُعمّے کو وہی کھولے وہی بس حل کرے

تفہیم : جو ذاکر ذاتِ رب کا مقبول ہو اور جس پر حق کی بخشش اور موہبت کا فیضان بھی ہو تو وہی توحید کے اس مُعمّہ کو کچھ کچھ سمجھنے کے قریب ہو جاتا ہے اور اس مخفی راز کو سمجھنے اور جاننے کی حیثیت میں آجاتا ہے ورنہ اس بحرِ عمیق میں ہزاروں کشتیاں گُم ہو گئیں۔

Scanned with CamScanner

(67)

پر سارو معاملو رابطو پير ڪامل جو ڪنهن کي هٿ نہ اچي
خواجہ حافظ شيرازي واقف راز سندي

ہر کس و ناکس کو ربطِ پیرِ کامل کب ملے؟
واقفِ رازِ حقیقت خواجہ حافظ یوں کہے

تفہیم: لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ پیرِ کامل کے ساتھ روحانی رابطہ اور قلبی تعلق کا سارا معاملہ (یعنی مرشدِ کامل کے ساتھ پختہ اور اٹوٹ تعلق کا معاملہ) ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا بلکہ کسی کسی خوش قسمت مرید کو ہاتھ آتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ جو اس راز کے واقف اور عارف کامل تھے فرماتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(68)

موچاروهن باب ۾ فرمايو آهي
طالب پنهجي قلب ۾ عالَم سڀ ڏسي

خوب تر اس باب میں یہ نکتہ وہ فرما گئے
دل ہے جامِ جم تُو سب احوال اسمیں دیکھ لے

آئینہء سکندر جامِ جم است بنگر
تا بر تو عرض دارد احوالِ ملک دارا

آئینہء سکندر گویا کہ جامِ جم ہے
احوالِ ملکِ دارا تاکہ تجھے دکھائے

تفہیم : بہ قول حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ اس بارے میں حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ "تیرا دل بھی سکندر بادشاہ کے

Scanned with CamScanner

آئینے اور جمشید بادشاہ کے پیالے کی طرح ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک میں ہر شخص پوری کائنات کا ملاحظہ کر سکتا تھا جس طرح سکندر اپنے آئینے میں دارا بادشاہ کی پوری سلطنت کے کونے کونے کو دیکھ سکتا تھا تُو بھی اگر اپنے دل کے آئینے کو صاف کر لے تو فرش سے لے کر عرش تک کی ہر چیز کا مشاہدہ کر سکتا ہے"۔

Scanned with CamScanner

(69)

جو نهاري باب ان ۾ تہ راز سڃو ئي ڃاڻي
جو رابطو صورت پير جو وجود مريد وٽي

جو کریگا غور اس میں راز سارے جان لے
صورتِ مرشد وجودِ طالبِ صادق بنے

تفہیم: جو شخص بھی دل کے آئینے کی صفائی تصفیہ و تزکیہ اور تصورِ شیخ کے بارے میں غور و فکر کرے گا تو اس پر یہ راز و رموز اور اسرار کھل جائینگے کہ پیرِ کامل کی صورت کا تصور کرنا اور مرشد کے ساتھ قلبی رابطہ رکھنا مرید اور پیر کے درمیان روحانی رابطے کو مضبوط بنانے کی پہلی شرط ہے کیونکہ اس عمل سے مرید اور پیر کا وجود ایک ہو جائے گا دوئی مٹ جائے گی اور پھر "من تو شُدم تُو مَن شُدی" کا رنگ مرید کی روحانی دُنیا ہی بدل کر رکھ دے گا اور پیر کی ساری روحانی مخفی قوتیں مرید پر نزول فیضان کر کے اسے پیر کا عکس بنا دیں گی۔

Scanned with CamScanner

(70)

تڈھين جاڻي پير پاڻ کي او عين پاڻ ڏسي
ءِ ڳالهائيندڙ ان ڳالهه جو وجي سو ٿئي

خود کو اور اپنی انا کو شیخ میں ہی گم کرے
تاکہ عکس پیر اپنے آپ کو وہ کہہ سکے

تفہیم: حضرت حافظُ الملتؒ فرماتے ہیں کہ پیر کے تصور میں محو ہو جانے کے بعد طالبِ سلوک اپنے وجود کو اپنے مرشد کا عین سمجھے اور اپنی صورت کے آئینے میں مرشدِ کامل کی صورت کا مشاہدہ کرے، جب وہ اس منزل تک پہنچ جائے گا تب اسے یہ بات کہنے کا حق بھی حاصل ہو گا اور حضرت امیر خسرو کے درج ذیل فارسی شعر کا مصداق وہ خود ہی بن جائے گا۔

Scanned with CamScanner

(71)

من تو شدم تو من شدي من تن شدم تو جان شدي
تاکس نگويد بعد ازين من ديگرم تو ديگري

میں فنا تجھ میں ہوں اور تو مجھ میں خود کو گم کرے
تا نہ کوئی کہہ سکے، میں اور ہوں تو اور ہے

تفہیم: اے میرے محبوبِ ازل! میں تجھ میں فنا اور تو مجھ میں آ گیا یہاں تک کہ میں تمھارا عکس بن گیا اور تم میری جان بن گئے تاکہ آئندہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں اور ہوں تو اور ہے۔ یہ فنا کی وہ منزل ہے جس کے بعد طالبِ حق اور عاشق صادق بقا کی سیڑھی کی طرف قدم بڑھاتا ہے اور فانی ہو کر ہمیشہ کے لیے باقی ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(72)

ءِ ات منجھہ باب طریقت ءِ حقیقت ءِ معرفت جي جنھن کي
جيڪي ڏيکاريائون پير کي سو سي ڏيکاريائون تنھن کي

جو بھی اس منزل پہ پہنچا ازرہِ عرفان، اُسے
وہ نظر آیا اُسے جو پیر خود دیکھا کئے

تفہیم: فنا کی اس منزل اور مقام پر پہنچنے کے بعد ہر طالبِ سلوک اور ذاکرِ حق کو طریقت، حقیقت اور معرفت کے بارے میں وہ تمام مناظر، مقامات اور مراتب و تجلیات مشاہدہ کرائے جاتے ہیں جن کا مشاہدہ اس کا پیر خود بذاتہٖ اپنے مجاہدات میں کر چکا ہوتا ہے۔ گویا یہ منازل طے کرنے کے بعد طالب خلافتِ مرشد کا اہل ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(73)

هڪو پيرو هي مرتبو حاصل تنهن ٿئي
آهي اهو رابطو مثل ٻيڙي نوح عليه السلام ۽ مٿي نبيﷺ اسان جي

ایسے طالب کو یہ رُتبہ ایک دفعہ میں ملے
ربط یہ بھی کشتیءِ نوح اور بنی آدم کا ہے

تفہیم: یہ مرتبہ اور مقام (مقام فنافی اللہ وبقا باللہ) اُس طالبِ سلوک کو جو فنافی المرشد کی منزل طے کرلے ایک ہی مرتبہ میں حاصل ہو سکتا ہے حقیقت میں پیر اور مرید کے درمیان یہ رابطہ یعنی واسطہء تصورِ شیخ کشتیءِ نوحؑ علیٰ نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام کی طرح ہے، (اُن پر اور ہمارے نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو)۔

Scanned with CamScanner

(74)

جيڪو چڑهي تنهن ٻيڑي ۾ سو امن منجهه ٿئي
ڪنان طوفانن خيالات دنيا ۽ آخرت جي

جو چڑھے اس کشتی میں، ہر خوف سے اَیمن رہے
جملہ طوفانِ خیالاتِ دو عالم سے بچے

تفہیم: حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی کشتی جیسی خاصیت رکھنے والے مرشد کامل کے بیڑے میں جو طالبِ سلوک بھی چڑھ گیا وہ نفس اور شیطان کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی لہروں موجوں، ہچکولوں اور غوطوں سے بچ کر سلامتی کے کنارے پر آجائے گا اور دنیا وآخرت کے خطرناک طوفانوں اور خیالاتِ فاسدہ سے خلاصی پاکر مرشدِ کامل کی پناہ میں آجائے گا۔

Scanned with CamScanner

(75)

چہ غم دیوارِ امت را کہ دارد چون تو پشتیبان
چہ باک از موج بحر آن را کہ باشد نوح کشتیبان

کیوں ہو غم امت کو جب تم جیسا پُشتی باں ملے
نوح کشتی باں ہو جس کا کب وہ موجوں سے ڈرے

تفہیم: اس امت کی دیوار کو بھلا کیوں کر غم لاحق ہو جس کا سہارا، تکیہ اور پُشتی بان آپ جیسا محبوبِ خدا ﷺ ہو، بھلا اُس آدمی کو سمندر کی لہروں اور موجوں سے کوئی ڈر اور خوف کیوں ہو گا جس کا کشتی بان حضرت نوح علیہ السلام جیسا پیغمبر ہو، بالکل اسی طرح راہِ سلوک کے مسافر (مرید) اور رہنما (مرشد) کے درمیان بھی اگر ایسے ہی مضبوط رابطے ہوں تو دونوں عالم کی سعادت اور نجات حاصل ہو سکتی ہے جیسا کہ اس بارے میں ہمارے مرشد سیدنا احسن المشائخ حضرت سید حسن شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل مثال دیا کرتے تھے:

Scanned with CamScanner

ع مثل ان رابطي جي جو پير اسان جي فرمايو ٿي
ته مثال ٻيڙي نوح جي تي سالڪ غور ڪري

رابطہ کیا ہے؟ میرے مرشد ہمیں فرما گئے
کشتیءِ نوحِ نبی پر غور دل سے کیجیے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے مرشد کامل حضرت جیلانیؒ کا ملفوظ بیان کرتے ہیں اور طالبانِ سلوک کے لئے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا شعر بطور مثال پیش کرتے ہوئے مرید اور شیخ کے درمیان تَصَوُرِ شیخ کے ذریعے مضبوط تعلق اور رابطے پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سفرِ سلوک میں یہ رابطہ بھی کشتیءِ نوحؑ کے ساتھ رابطہ رکھنے کی طرح ہے کہ جو لوگ حضرت نوحؑ کی دعوت پر کشتی میں سوار ہو گئے وہ طوفان سے نجات پاکر منزلِ مقصود کو جا پہنچے اور جنہوں نے شک اور انکار کیا وہ سیلابِ ہلاکت میں غرق ہو گئے۔ طالبِ سلوک بھی اگر تصورِ شیخ کے ذریعے اپنا روحانی و قلبی رابطہ مرشد کے ساتھ مضبوط کر کے کشتیءِ مرشد میں سوار ہو جائے گا تو اس کا سفرِ سلوک باآسانی طے ہو جائے گا اور وہ بلا خوف و خطر منزلِ مقصود تک جا پہنچے گا ورنہ نفسانی خواہشات اور شیطانی وساوس کے سیلابِ فنا میں غرق ہو جانے کا خطرہ ہمیشہ اُس کے سَر پر سوار رہے گا۔

Scanned with CamScanner

(77)

تہ ڈک ۽ تصديع حاجن کي تيسين آهي
جيسيتائين چڑهيا نہ جهاز تي، پر جي چڑهيا سي

حاجیوں کو خوف وغم اُس وقت تک باقی رہے
جب تلک حاجی جہازِ حج پہ جا کر نہ چڑھے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ایک اور مثال دیتے ہوئے طالبِ سلوک کو ارشاد فرماتے ہیں کہ حاجیوں کو دکھ، تکلیف اور خوف اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ وہ جہاز پر سوار نہیں ہوتے لیکن جب حاجی جہاز پر سوار ہو جاتے ہیں تو اُن کے دلوں سے سمندر کا خوف اور ڈر اُتر جاتا ہے بالکل اُسی طرح جب تک طالبِ سلوک مرشد اور شیخِ طریقت کے روحانی بیڑے پر سوار نہیں ہوتا اسے شیطان فاسد خیالات اور خوف کے عالم میں مبتلا رکھتا ہے مگر جب طالب مرشد کی روحانی کشتی پر سوار ہو کر روحانی منازل طے کرنے لگتا ہے تو اسے روز بروز روحانی سرور اور لذت حاصل ہونے لگتی ہے اور وہ عالم بسط و شرح کی سیر کرنے لگتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(78)

تڏهين کو نہ کو ڏک تن کي، اي ! عزيز سمجهڻ کي گهرجي
جاڻ تہ طالب طريقي پيرن اسان جي جو

جو چڑھا کشتی میں لاحق ہو نہ کوئی غم اُسے
شیخ سے رکھ رابطہ تا تجھ کو یہ منزل ملے

تفہیم : حضرت حافظُ الملتؒ اس بیت کے پہلے مصرعہ میں حاجیوں کے اُس خوف اور دُکھ کا ذکر کرتے ہیں جب وہ حج کے لئے جہاز پر سوار ہوتے ہیں تو سوار ہوتے ہی اُن کا خوف تصوّرِ حج اور لذتِ دیدارِ کعبہ و روضہءِ نبوی کے خیال سے سرور اور لذّت میں بدل جاتا ہے اس کے بعد پہلے مصرعہ کے آخری جُملہ میں ایک اور مسئلہ کی طرف دھیان اور توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک کو بخوبی سمجھنا چاہیئے کہ ہمارے مشائخ کرام کے سلسلے میں جو بھی مرید داخل ہوتا ہے سب سے پہلے اُسے تصوّرِ شیخ پر پوری توجہ سے مراقبہ کرنا چاہیئے جس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مزیدار شاد فرماتے ہیں کہ اے سالک طالبِ حق تجھے جاننا چاہیئے کہ ہمارے

Scanned with CamScanner

طریقے قادریہ راشدیہ جیلانیہ کے جتنے بھی طالبِ سلوک ہیں وہ سب سے پہلے تصورِ شیخ کی منزل طے کرتے ہیں اور پھر جلد ہی اپنے مقصود کو پہنچ جاتے ہیں ہمارے مشائخ مجاہدات وریاضت کے ساتھ ساتھ اپنی نظر اور نگاہِ شفقت سے ہم پر سلوک کی منازل آسان کر دیتے ہیں۔ جہاز پر سوار ہو جانے کے بعد ان حاجیوں کو سمندری سفر کرتے وقت کوئی نہ کوئی دکھ ضرور محسوس ہوتا ہے لیکن رابطہ تصوّرِ شیخ کے جہاز میں سوار ہونے کے بعد طالب سلوک کو کوئی دُکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اے طالب سلوک! تجھے یہ جاننا چاہیئے اور تجھے اس بات کی بھی خبر ہونی چاہیئے کہ ہمارے مرشدانِ طریقت احسنُ الملت حضرت سید حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ اور آپ کے مرشدِ کریم قبلہءِ عالمیان حضرت صاحب الروضہ علیہ الرحمۃ کے طریقہء قادریہ، راشدیہ، حسنیہ، جیلانیہ کے طالبانِ سلوک فیضِ صحبتِ پیر اور برکتِ رابطہء تصورِ شیخؒ سے ہمیشہ مست اور مخمور رہا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

(79)

منهن پريل رابطي ۽ صحبت جا جذبو
۽ بخشش ان جي پروڙ جي ورسي مراد سو

جذبۂ ذکر اور ربطِ شیخ سے معمور ہو
جس کو بخشش کی طلب ہو پہنچے سو مطلوب کو

تفہیم: حضرت حافظ الملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ طریقت کے طالبانِ سلوک کا چہرہ رابطہءِ مرشد (تَصوّرِ شیخ) کے نُور اور صحبتِ مشائخ کی برکت سے ہمیشہ پر نور اور معمور رہتا ہے لیکن یہ مقامِ اعلیٰ واشرف حاصل کرنے کے لئے ایک تو طالب کو اپنے اندر جذبۂ قوی پیدا کرنا ہوگا اور دوسرے اُس پر اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش اور موھبت کا نزول ہو، کیونکہ ایسے بلند مقام تک پہنچنے کیے لئے جذبۂ تلاش و طلب کے علاوہ مرشد کی نگاہِ کرم اور مجاہدات بھی ضروری ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ موھبتِ الٰہی اور مالک المُلک کا لُطف و کرم عطا ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

(80)

پير اسان جو مريد ڪين هو
بلڪ ڪجاڙو چوان تہ ڪجاڙو هيو

میرے مرشد کی نہ تھی بیعت کسی سے دوستو!
کیا کہوں کیا کچھ تھے وہ مجھ سے بیاں کیونکر یہ ہو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ایک عجیب روحانی معمہ پیش کرتے ہیں کہ میرا مرشد حقیقی احسن المشائخ حضرت حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ صاحبِ خیمہ (تنبو دھنیؒ) حقیقت میں کسی کے مرید نہیں تھے۔ اگرچہ ملفوظات روضہ دھنیؒ کے جامع اور مرتبّین لکھتے ہیں کہ وہ حضرت روضہ دھنی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے مگر حضرت حافظُ الملتؒ کا دعویٰ ہے کہ میرے مرشد کسی شیخ کے مرید نہیں تھے اور ظاہر ہے کہ حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ حضرت حسن شاہ جیلانی بادشاہ علیہ الرحمۃ کے نہ صرف براہِ راست ممتاز خلیفہ، مرید اور شاگرد تھے بلکہ حضرت حافظُ

Scanned with CamScanner

الملت علیہ الرحمۃ نے تمام علومِ معقول و منقول کی دستار بندی اور فراغت کے بعد بقیہ ساری عُمر حضرت احسنُ المشائخ حضرت حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گُذاری یہاں تک کہ حضرت حسن شاہ جیلانی بادشاہ علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد تمام خُلفاء اور مریدین نے حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کو شدید اصرار اور محبت کے ساتھ آپ کے سجادہ پر بٹھانے کی کوشش کی مگر حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد کے مُصلےٰ اور سجادہ پر بیٹھنا ادب کے خلاف سمجھا اور غالباً چہلم کے بعد قریہ مبارک بھرچونڈی شریف آکر تعمیر مسجد اور تعلیمِ قُرآن میں مشغول ہوگئے۔ اس لئے جس قدر اپنے پیر و مرشد احسنُ المشائخ حضرت سید حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کے حقائق اور اسرار و رموز اور مخفی زندگی کو وہ جان سکتے ہیں اور کوئی بھی خلیفہ یا مرید نہیں جان سکتا، علاوہ بریں حضرت حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ نے اپنے وطن جھنگ شریف سے تلاشِ مرشد اور فریضۃء حج ادا کرنے کے لئے بغداد اور حجاز کا زیادہ تر سفر پاپیادہ فرمایا تھا اور کعبۃُ اللہ کے انوار و تجلیات کے علاوہ روضہءِ اطہر ﷺ پر مراقبات اور مجاہدات مکمل کر کے فیوضات مکیہ اور فتوحاتِ مدنیہ سے بھی معمور ہو کر نکلے تھے پھر اپنے جدّ اعلیٰ غوثُ الثقلین قطبُ الاقطاب عالم کے روضہءِ اقدس پر بغداد شریف میں بھی طویل قیام، چلہ کشی، مجاہدات، اوراد و اشغال اور اذکار و انوار سے بُلند ترین مدارج و مراتب حاصل کر کے سندھ کو رختِ سفر باندھا۔ ان حالات کی بنا پر ممکن ہے کہ شیخ الکل حضرت

Scanned with CamScanner

صاحبُ الروضہ علیہ الرحمۃ سے صرف روحانی رموز و اسرار کا تبادلہ ہوا ہو اور باقی سارا ثمر باغِ نبوّت ﷺ و رسالت ﷺ چمنِ بابِ مدینۃُ العلم اور روضۂ غوثُ الاغواث علیہ الرحمۃ سے مکمل طور پر حاصل فرما کر راجع بہ سوئے وطن ہوئے ہوں۔ گویا حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالۂ سلوک کے اس بیت میں وہی بات کہی ہے جو مولانا رومؒ نے اپنے مرشد و مربی حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمۃ بلکہ مثنوی شریف کی پوری شاعری کے بارے میں فرمایا کہ

خوشتر آن باشد کہ سرِّ دلبران

گفتہ آید در حدیثِ دیگران

(ابلاغِ پیغام کا سب سے خوشتر اور بہتر انداز یہ ہے کہ اپنے محبوبوں کے راز رموز دوسروں کی کہانیوں میں چھُپا کر اس انداز سے بیان کئے جائیں کہ راز کی باتیں ہر کس و ناکس نہیں بلکہ اہلِ رموز ہی سمجھ سکتے ہیں۔)

اسی لئے حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر و مرشد صاحب البرکات احسنُ المشائخ حضرت سید حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمہ (صاحبِ خیمہ سوئی شریف) کسی کے مرید نہیں تھے، بلکہ میں اس بارے میں کیا کہوں کہ وہ کیا کچھ تھے، اور کہوں بھی تو کیا کہوں کہ وہ کیا تھے اور کیا نہیں تھے۔

Scanned with CamScanner

(81)

نہ بشر، نہ حور، نہ پري چوان کير آن تو؟
هي سپ پردا، تو اُتي تون کو ٹول ٻيو

نَے بشر تھے اور نَے حور و پری کی اُن میں بُو
تہَ بہ تہَ پردوں میں تھی مستور ذات اُن کی سنو

تفہیم: اے میرے پیارے مرشد میں آپ کو نہ تو بشر کہہ سکتا ہوں نہ حور و پری آخر کہوں تو کیا کہوں کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے اپنی ذات کو تہہ بہ تہہ مقامات و مدارجِ روحانی کے پردوں میں چھپا رکھا ہے ورنہ آپ ان سب مقامات سے مجھے بالا نظر آتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ تو کسی اور جہان سے واسطہ رکھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(82)

نہ بشر خوانمت اي دوست نہ حور و نہ پري
اين ہمہ بر تو حجاب است تو چيزِ دِگري

نے بشر تجھ کو کہوں! نہ حُور اور پری رُو
یہ سبھی تیرے حجابات ہیں، کچھ اور ہے تُو

تفہیم: اے میرے محبوب مرشد میں آپ کو نہ تو بشر کہہ سکتا ہوں اور نہ ہی حور وپری آپ کی ہمسری کر سکتے ہیں یہ تو سب تیرے حجاب اور پردے ہیں تیری حقیقت تو کچھ اور ہی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب پر بُلندی، فوقیت اور عُلُّو بخشا ہے۔

Scanned with CamScanner

(83)

مريدن منجهان ان جي جيڪو مريد ٿيو
مريد نہ چو ان کي سو پٽ مراد ٿيو

جو مرید اِن کے ہُوئے کیا سمجھیں اُن کو ما ؤ ثُو
وہ مراد اہلِ دل تھے نیک بخت اور نیک خُو

تفہیم: جو ارادتمند آپ کی مریدی میں داخل ہوا اُسے عام مرید نہیں کہا جا سکتا بلکہ منتخبِ روزگار بن کر وہ خود مراد بن گیا۔ حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پیرانِ کرام اور مشائخ عظام کے ہاں کوئی مرید جب صحبتِ پیر میں رنگین ہو کر لعل و گوہر بن جاتا ہے تو اسے خاص الخاص مرید کا لقب ملتا ہے اور جماعت کے لوگ اسے مرید کی بجائے "مرادِ پیر" کہنے لگتے ہیں مگر اس کے مقابل میں ہمارے مرشدِ اعظم شیخِ کبیر حضرت جیلانی بادشاہ علیہ الرحمۃ کا ہر مرید اس درجہ اور مرتبہ پر فائز ہوتا ہے یعنی روزِ اوّل ہی سے اُسے مرید نہیں بلکہ مراد کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور دنیا کے لوگ حضرت جیلانی بادشاہ علیہ الرحمۃ کے مریدوں کو مراد سمجھ کر ان سے اپنی مرادیں طلب کرتے اور فائز المرام ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(84)

جنهن پر سردار عالم کي جو سيني منجهه پلو
جاڳائي ننڊ مان قادر ڪوٺايو

جس طرح سردارِ عالم ﷺ بہترینِ کل ہیں، جو
خوابِ شیریں سے گئے بُرّاق پر معراج کو

تفہیم : جس طرح سرور کائنات آقائے دوجہاں خیرُ الانام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ احمدِ مُجتبیٰ ﷺ کی ذاتِ مبارک کو (جو ساری کائنات کا خلاصہ اور افضل واعلیٰ ہیں) رب العٰلمین قادرِ کریم نے خوابِ شیریں سے بیدار فرما کر معراج کے لئے اپنے قُرب میں بلایا تھا کیونکہ وہ مراد کائنات اور مطلوب کل تھے۔

Scanned with CamScanner

(85)

تئين پڻ طالبن هن طريقي جي کي فضل رب ٿيو
عام آهي بخشش جنهن جي ۽ پڻ ڪرم وڏو

فضل رب نے یوں نوازا طالبانِ شیخ کو
جس کی بخشش عام ہے اور لُطف جس کا سُوبَسُو

تفہیم: طریقۂ قادریہ، راشدیہ، جیلانیہ کے طالبانِ سلوک پر بھی اسی طرح ربِّ ذُوالجلال کا فضل نازل ہوتا رہا ہے کیونکہ فضلِ رَبّی، اور بخششِ خُدا عام ہے اور اُس کے کرم کی کوئی حد و نہایت نہیں وہ جس بندے یا ادارے کو چاہے بُلندی اور رفعت بخشے اور جسے چاہے پستیوں میں دھکیل دے۔

Scanned with CamScanner

(86)

ري سعي ڪوشش ان جي هٿ وٺي ان جو
منجهه منزل قرب پانهنجي وجي رسائي ٿو

بِن عبادات و ریاضت رہبری کرتا ہے جو
بارگہہ میں قُرب بخشے اور جگہ دے رُوبرو

تفہیم: سلسلۂ عالیہ قادریہ، راشدیہ، جیلانیہ کے طالبانِ سلوک کی کسی کوشش اور محنت کے بغیر یعنی چِلوں اور مجاہدات و ریاضت کے بغیر قادرِ کریم خود ان کی دستگیری فرماتا اور اُن کو مقامِ قرب تک پہنچا دیتا ہے اور ایسے الطاف و اکرام و انعام خاص کو شریعت، طریقت اور معرفت میں فضّلِ رَبّی اور موھبتِ الٰہی کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(87)

جنهن حاصل ٿئي پاڻهين جذبو سلوڪ سندو
اي آهي صرف بخشش باري جي ۽ عطا آگي جو

نعمتِ جذبہ ملے سالک کو گر بِن جُستجو
بخششِ باری ہے یہ اور بس عطائے ذاتِ ھو

تفہیم: جس طالبِ سلوک کو بغیر کسی کوشش کے خود بخود راہِ سلوک و معرفت کا جذبہ پیدا ہو تو اسے سمجھنا چاہیئے کہ یہ میلان و رجحان محض باری تعالیٰ کی بخشش اور آقا یعنی مالک الملک کی عطا ہے ورنہ بڑے بڑے طالبانِ سلوک کو بھی سلوک کا جذبہ مجاھدات اور چِلہ کشی سے بھی بمُشکل ملتا ہے۔

یہ رُتبہ بُلند ملا جس کو مل گیا

Scanned with CamScanner

(88)

اهو فضل الله جو جنهن گهري تنهن پر ٿيو

ذٰلِکَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

ہے یہ فضل اَللہ کا وہ جس کو چاہے اُس پہ ہو
فضل حق ہے بے نہایت جو بھی مانگے پائے سو

تفہیم: یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے اسے عطا فرمائے جیسا کہ خود فرماتا ہے کہ :"یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے "یعنی جذبۂ سَلوک اور منازلِ سَلوک اگر تھوڑی سی محنت، قلیل مجاہدات اور پیر و مرشد کی توجہ سے حاصل ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ طالب پر اللہ کا فضل اور عنایت ہے۔

Scanned with CamScanner

(89)

كھڑي كيم ٿي ڳالھڙي كھڙو ذكر پيو
وري آيس ان تي، سو ڪن ڏئي سڻجو

کر رہا تھا بات کیا، کیا ذکر، کیا تھی گفتگو؟
لوٹ آیا اُس پہ پھر اب غور سے تم بھی سُنو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلتؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے سامعین و قارئین میں کون سی بات کر رہا تھا اور کیا ذکر چل رہا تھا (مگر بات کسی اور طرف چلی گئی) اب میں دوبارہ اپنی بات کو پھر وہاں سے چلاتا ہوں جہاں چھوڑی تھی لھٰذا تُم بھی کان لگا کر توجہ سے سُنو۔

Scanned with CamScanner

(90)

تہ جيڪي خلاصو سلوڪ جو موقوف اِت ٿيو
هڪ صفائي دل جي، نفس پاڪ ٻيو

حاصلِ راہِ سلوک اے مُبتدی باتیں ہیں دو
اِک صفائے قلب دوجا نفسِ پاک اے دوستو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلت ارشاد فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک کو جاننا چاہیئے کہ منزلِ سلوک، مقاماتِ تصوف اور روحانیت کا خلاصہ دو باتوں میں ہے ایک دل کی صفائی (تصفیۂ قلب) اور دوسری نفس کی پاکیزگی (تزکیہء نفس)۔ جب تک طالب اپنے نفس کو تمام خواہشات نفسانی، طبعی اور دُنیوی سے صاف نہیں کرے گا اور اپنے دِل یعنی قلب کو مَاسِوَی اللہ یعنی غیر خُدا کے خیالات، تَصَوُّرات اور نقوش سے پاکیزہ نہیں کرے گا، اُسے نہ تو رُوحانیت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی مَنازِلِ سَلوک طے کر سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(91)

سو ڪوه ته ماڻهو جي سڄي جسد سندو
آهي مدار قلب تي قلب صنوبري جو

چاہتے ہو گر یہ سارا جسم ٹھیک اور نیک ہو
ٹھیک کر لیجے صنوبر شکل والے قلب کو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلت طالبِ سلوک کو پھر تصفیہءِ قلب کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے طالبِ سلوک ! تجھے جاننا چاہیئے کہ انسان کے سارے وجود کی صحت صفائی اور اصلاح کا دار و مدار دل (قلب) کی اصلاح پر موقوف ہے وہ قلب جو بائیں پستانِ کے نیچے صنوبر کے گل کی مانند ہے۔ جب تک یہ صنوبری شکل والا دِل صاف و شفاف ہو کر اللہ تعالٰی کے ذِکر میں جاری اور مشغول نہیں ہو گا تجھے مطلوب حاصل نہیں ہو سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(92)

اصطلاح ۾ صوفن جي نالو تنهن مُضغو
آهي معنيٰ مُضغي جي گوشت جو ٽڪرو

صوفیا کہتے ہیں مُضغہ قلب کو اے دوستو
معنیٰ مُضغہ ہے "ٹکڑا گوشت" کا اے راہ رَو

تفہیم: بزرگ صوفیاء کی اصطلاح میں دل ایک مُضغہ کا نام ہے اور " مُضغہ " کا معنیٰ ہے گوشت کا ایک ٹکڑا، کیونکہ ہر انسان کے اندر قلب ہے جس پر اسکی زندگی کا دار و مدار ہے جب تک یہ چلتا رہتا ہے انسان زندہ ہے اور جب اس کی حرکت بند ہو جاتی ہے تو انسان بھی ہمیشہ کے لئے اس دُنیا سے چلا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ دِل یعنی گوشت کا یہ ٹکڑا ہر انسان کے بائیں پستان کے نیچے دو اُنگل کے فاصلے پر ہے اور صُوفیاءِ کرامؒ اسی دل کو ذِکرِ الٰہی سے زندہ کر کے اِسے دائمی زندگی بخشتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(93)

جئين حديث شريف ۾ ذڪر تنهن جو ٿيو
تہ منجهہ جثي ماڻهو جي هڪڙو ٽڪرو گوشت جو

ذکر اس کا ہے حدیث پاک میں یوں دوستو
ایک ٹکڑا گوشت کا ہر جسمِ انسانی میں ہو

تفہیم : حضرت حافظُ المِلتؒ قلب یعنی دِل کی مزید تشریح فرماتے ہُوئے ایک حدیثِ نبویؐ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس بات کا ذکر حدیث شریف میں بھی وارد ہے کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے (جسے دل کہتے ہیں) اور انسان کی ظاہری یعنی جسمانی اور باطنی یعنی رُوحانی زندگی کا دارومدار اسی گوشت کے ٹکڑے یعنی قلب پر ہے۔

Scanned with CamScanner

(94)

جان آهي صلاحيت ان کي تہ صالح جسد سڃو
پر ڄاڻو تہ آهي اهو ٽکرو قلب ماڻهو جو

وہ سنور جائے تو سارا جسم ہی پھر ٹھیک ہو
قلبِ انسانی ہے وہ ٹکڑا، یہ نکتہ جان لو

تفہیم: حضرت حافظ اُلملتؒ حدیثِ نبویؐ کا مضمون بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر دل کا یہ ٹکڑا ٹھیک اور نیکی کی طرف مائل ہو جائے تو انسان کا سارا جسم صلاحیت پذیر اور روحانی طور پر تندرُست ہو جاتا ہے، اے طالبِ سلوک تجھے جان لینا چاہیئے کہ اس ٹکڑے کو ہی دل (قلب) کہتے ہیں اور یہی قلب یعنی دِل نیکی اور بدی کا مرکز و محور ہے۔ یہی دِل شیطان کی آماجگاہ اور شکار گاہ بھی بن سکتا ہے اور یہی مرکزِ تجلیات رَبّانی اور مہبط انوارِ الٰہی بھی بن سکتا ہے۔ جیسا کہ اُردو کے کسی شاعر نے کہا ہے: دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار، جب ذرا گردن جُھکائی دیکھ لی

Scanned with CamScanner

(95)

پوءِ جيڪو ڪم سيو نيڪي ءِ بدي سندو
قلب اُتي ماڻهو جي اچي موقوف ٿيو

ہیں عمل جتنے بدی کے، نیکیوں کے کام جو
قلبِ انساں پر ہیں سب موقوف، سُن لو دوستو

تفہیم : حضرت حافظُ المِلتؒ اصلاحِ قلب کے بارے میں قلبِ انسان کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے دوستو! اے طالبانِ حق! سُن لو کہ نیکی اور بدی کے جتنے بھی کام ہیں ان سب کا دار و مدار دل پر ہی آکر ٹھہرتا ہے یعنی نیکی ہو یا بدی ان کے ظہور کا منبع انسان کا دل ہے نہ کہ ظاہری قالب ۔بقول غالبؔ

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زُہد پر طبیعت اِدھر نہیں آتی

Scanned with CamScanner

(96)

پوءِ ڄاڻ تہ ڪمال سيوئي ننديو خواه وڏو
پانهو پڌل ٿيو ان ۾ لطيفن سندو

ہیں کمالاتِ ولایت جس قدر تم جان لو
مُنحصر ہیں قلب پہ سارے لطائف مان لو

تفہیم : اے طالبِ سلوک! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام روحانی کمالات و مقامات چھوٹے ہوں یا بڑے ان کا دار و مدار قلب پر ہے اور مشائخ کرام جو طالبانِ سلوک کو لطائفِ ستہ کی منازل طے کراتے ہیں ان کا دار و مدار بھی قلب کے تصفیہ و تزکیہ پر ہے گویا طالبِ سلوک تمام لطائف ظاہری و باطنی کے تصفیہ و تزکیہ اور حصولِ کمالات کے لئے دل کا ہی محتاج ہے۔ تمام روحانی و جسمانی کمالات طالب کو کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک چھے لطائف کے اشغال و اذکار کا پابند ہو کر ان میں ذکر و فکر جاری نہ کرے اور اُن کا تصفیہ اور تزکیہ حاصل نہ کرے۔

Scanned with CamScanner

(97)

تڏهين گهرجي طالب کي تہ سعيو سڀ پانهنجو
ڪري خرچ ان تي تہ ڪمال حق سندو

چاہئے طالب کو اپنی ساری سعی و جستجو
صرف کر دے دل پہ تا پہنچے کمالِ لُطف کو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلت رح قلب کے تصفیہ و تزکیہ اور ذکرِ حق جاری کرنے کے لئے طالبانِ سلوک کو مزید ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقامِ دل مرکزِ لطائف ہونے کی وجہ سے طالبِ سلوک کو چاہیئے کہ اپنی تمام کوششیں یعنی ذکر وفکر، مجاہدات، اشغال و اعمال اپنے دل کے تصفیہ و تزکیہ پر صَرف کرے، تاکہ باری تعالیٰ کی طرف سے اسے تمام روحانی کمالات اور ترقیءدرجات نصیب ہو اور وہ اپنی تمام روحانی منازل طے کر سکے۔

Scanned with CamScanner

(98)

كن عطا ان كي ۽ پڻ ٿئي سڳورو
پر موقوف اهو مرتبو مٿي شغل ذكر هو

یوں کمال اس کو نصیب اور یوں عطا برکت بھی ہو
پر یہ رتبہ ذِکرِ "ھو" پر مُنحصر ہے دوستو

تفہیم: دل کو زندہ کرنے کی سعی و کوشش کے نتیجے میں عین ممکن ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی کمالات عطا کیے جائیں اور وہ ان روحانی کمالات میں درجہ بدرجہ ترقی کرنے کی وجہ سے بابرکت اور کامیاب ہو جائے لیکن یہ تمام رُوحانی کمالات اور مراتب، ذکرِ "ھو" کا شُغل اختیار کرنے پر ہی مُنحصر ہیں کیونکہ یہ ذکر ہی دراصل سُلطانُ الاذکار ہے۔

Scanned with CamScanner

(99)

مشائخن وات حق جي اختيار جن کيو
جئين پاڻ مشائخن ائين شغل کيو

سالکانِ باخدا، چلتے تھے راہِ حق پہ جو
وہ مشائخ بھی کیا کرتے تھے یہ شغلِ نیکو

تفہیم: منزلِ حق کی تلاش کرنے والے مشائخ کرام نے بھی یہی راستہ یعنی شغلِ ذکر و فکر "ھو" اختیار کیا تب وہ منزلِ مقصود تک جا پہنچے اور یہی طریقہ ہمارے مشائخ کرام کا بھی رہا ہے۔ اس بیت میں حضرت حافظُ المِلتؒ نے یہ فیصلہ سُنا دیا کہ تمام رُوحانی کمالات اور مراتبِ ولایت صرف اور صرف ذِکرِ شُغلِ "ھو" کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(100)

ءِ ٻين طالبن کي پڻ تنين ٿي ڏسيو
شغل ٻيو "يا الله" "ياهو" اهو شغل طريقي قادري جو

طالبانِ حق کو بتلاتے تھے یہ راہِ نکو
شُغلِ "یااللہ" "یاھو" شُغلِ دوئم ہے سُنو

تفہیم : (اپنے مشائخ سے تربیت حاصل کر کے یہ سالکانِ راہ) دوسرے طالبانِ سلوک کو بھی ذکر و فکر کا یہ شغل بتلاتے اور سمجھاتے رہتے تھے لھٰذا تمہیں بھی چاہیے کہ تربیتِ شیخ کے بعد تم بھی شغلِ ذکر دوسروں تک پہنچاؤ۔ حضرت حافظ المِلتؒ ذکرِ "ھو" کی تفصیل کے بعد اس بیت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ترتیب کے مطابق دوسرا شُغل "یااللہُ" "یاھو" ہے اور اس کی مداومت کرنا طالب کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ قادریہ طریقے کے دوسرے شُغل "یااللہ" "یاھو" کا ذکر کرنا تکمیل لطائف و تکمیل شُغل ذِکر طالب سلوک کے لئے انتہائی ضروری ہے ورنہ طالبِ سلوک ابتدا ہی میں رہ جائے گا اور فقیرِ کامل نہیں بن سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(101)

ءِ طرح تنهن جي هن پِر مرشد امر ڪيو
تہ پڄاڻان پنجن وقتن نماز جي هن پِر سو ڪيو

یہ طرح بتلا گئے مجھ کو مرے مرشد تھے جو
کہ نماز پنجگانہ پڑھ کے یوں کرتے رہو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلتؒ ذِکر "یااللہُ" یاھو" کی مزید تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ شُغلِ ذِکر کا یہ طریقہ ہمیں اپنے مرشد کَریم احسنُ المشائخ حضرت سید حسن شاہ جیلانیؒ (صاحبِ خیمہ سوئی شریف) نے اِس طرح سمجھایا کہ پانچوں وقت کی نماز کے بعد ہر طالبِ سلوک کو شُغلِ ذِکر "یااللہُ" "یاھو" اس طرح پورا کرنا چاہیئے جیسا کہ آنے والے بیت میں بیان کیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

(102)

تہ اسم الله جو هوري هوري زبان سان چوندو
قلب ۽ سر کنان چکي کلهي جيڻي رساڻبو

ذِکرِ اسم اللہُ آہستہ زباں سے تُم کہو
قلب و سر سے کھینچ دائیں مونڈھے تک پہنچائیو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلت رحمۃ اللہ علیہ ذکرِ اسم ذات اللہُ کی ضرب کا طریقہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسم ذات "اللہُ" کو طالبِ سلوک جہری طور پر نہیں بلکہ محض زبان ہلانے سے کرے۔ گویا زبان چلتی رہے مگر آواز نہ آنے پائے۔ یعنی اسمِ ذات اللہ جل جلالہُ کے ذکر سے اپنی زبان کو آہستہ آہستہ چلاتا رہے اور لفظ اللہ عزوجل کو لطیفہء قلب اور لطیفہء سرّی سے کھینچ کر دائیں مونڈھے تک پہنچائے۔

Scanned with CamScanner

(103)

۽ حرف اتي "ھُ" جي نئين تمام ڪبو!

پوءِ اسم "يا هو" جو ڪلهي ڪنان شروع ڪري ڦيري قلب تي هڻبو

حرفِ ھاء تک کھینچ کر لے جاؤ اسم اللہ کو
اسم یا ھو کھینچ کر مونڈھے سے دل پر ماریو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلتؒ ذکرِ اسم " یااللہُ یاھو" کی مشق کو مزید واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسمِ ذات اللہ عزوجل کے ذکر کو اس کے آخری حرف " ھُ" تک لے جا کر پورا کرے اور پھر اسمِ "یاھو" کو مونڈھے سے شروع کرے اور پھر اُسے مونڈھے سے لوٹا کر لطیفۂ دِل پر اُس کی ضرب اس زور سے مارے کہ دل جاگ اُٹھے اور یوں " یااللہ" ،"یاھو" کی ضرب سے طالبِ سلوک کا سویا ہوا غافل قلب جاگ اُٹھے گا اور دل مسکن حق بن جائے گا۔

Scanned with CamScanner

(104)

ء همیشگي ان شغل تي تانسین پیو کندو
جانسین ذکر سڃي جثي ۾ پڌرو وجین ٹیندو

شُغل اے طالب! یہ اُتنے تک سدا جاری رکھو
جب تلک یہ ذکر سارے جسم پر طاری نہ ہو

تفہیم: حضرت حافظ اُلملت رح شُغلِ ذِکر "یااللہُ یاھو" کا اگلا مرحلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ذِکرِ "یااللہُ، یاھو" کے اس شغل کو مبتدی طالبِ سلوک اُتنے تک ہمیشہ جاری رکھے گا جب تک کہ یہ ذکر اس کے تمام جسم اور اعضاء میں اپنے انوار و تجلیات کا اور رُوحانی آثار کا ظہور نہ کرے یعنی جب تک یہ شُغل ذکر تمام بدن یعنی ظاہر و باطن میں رَچ بَس نہ جائے طالب شُغل اِسے تَرک نہیں کرے گا۔ بقول سرائیکی شاعر۔

جے دَم جینویں کھیر ولوڑ۔ گھت نہ پانی بُرنہ تروڑ

Scanned with CamScanner

(105)

ع جڈھين جاري ٿيو ذڪر سو وجين ٿيو پڌرو
ع پٽ چرڻ قلب جو چرڻ ۾ آيو

ذکر سارے جسم میں جب جاری و ساری ہو تو
دل کی ہر دھڑکن سے بانگ ذِکر کو پھر تُم سُنو

تفہیم : حضرت حافظُ المِلتؒ ذکرِ اسم ذات " یااللہُ یاھو" کے نتائج اور آثار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس ذکر کے شُغل کو جاری رکھنے سے شاغِل یعنی ذاکر کا قلب جاری ہو جاتا ہے اور جب قلب (دل) میں یہ ذکر جاری و ساری ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس کے آثار اب سارے جسم میں ظاہر ہو جائینگے اور اس ذکر سے مردہ اور غافل قلب بھی حرکت میں آجائے گا یعنی دل بھی ذکر کرنے لگے گا اور دل کی ہر دھڑکن سے " یااللہُ یاھو" کی آوازیں ذاکر کو سُننے میں آئیں گی۔

Scanned with CamScanner

(106)

جانسين سو غلبو نہ ڪري تانسين نہ ڇڏيندو
جڏهن مددگاري سان پير جي اپٽيو دروازو

ذِکر غالِب جب تلک تم پر نہ ہو مت چھوڑیو
تاکہ تم پر شیخ کی برکت سے فتحِ باب ہو

تفہیم: حضرت حافظ المِلت رحمۃ اللہ علیہ ذِکرِ "یااللہُ یاھو" اور فتحِ بابِ سعادت و برکت کے بارے میں توضیح فرماتے ہیں کہ جب تک یہ شُغلِ ذکر یعنی ذکرِ " یااللہ، یاھو" طالبِ سلوک کے جسم اور روح پر غالب نہ آجائے تب تک وہ اس شغل کو ہر گز نہ چھوڑے یہاں تک کہ اس شغل کے دوام اور پیر و مرشد کی روحانی توجہ اور مدد سے "لطیفہء قلب" اور " لطیفہء سرّی" کے ذریعے طالبِ سلوک پر فیوضاتِ الٰہی اور فتوحاتِ رَبّانی عزوجل کے دروازے کھل جائیں گے اور یہ کارِ خیر انجام کو جا پہنچے گا۔

Scanned with CamScanner

(107)

ڏکر جاري قلب ۾ اهڙي پر ٿيو
جي ذکر ڪري يا نہ ڪري تہ بہ جاري سو هوندو!

قلب میں جاری جب اِس انداز سے یہ ذکر ہو
ذکر کیجے یا نہیں، دل ذکر میں مشغول ہو

تفہیم : حضرت حافظُ المِلتؒ مرید کامل اور ذاکر مجاہد کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا شُغلِ ذکر سے جب طالب کا قلب جاری ہو جائے گا تو ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ طالب ذکر کرے یا چُپ رہے اِس کا دل ذکر میں مشغول رہے گا چنانچہ فرماتے ہیں کہ دل کے بند دروازے کھل جانے کے بعد طالبِ سلوک کے دل میں ذکر اس انداز سے جاری ہو جائے گا کہ وہ زبان سے ذکر کرے یا نہ کرے اس کا دل ذکر میں ہر وقت مشغول ہو گا اور اِس کا نام اللہ تعالیٰ کے دفتر میں ذاکرین میں محسوب اور شُمار ہو گا۔

Scanned with CamScanner

پوءِ ذکر "پاس انفاس" جو شروع سو کندو
وٹي رضا پير جي تنهن کي سو سانديندو

بعد اس کے ذکرِ "پاس انفاس" کا آغاز ہو
تم رضائے پیر سے محفوظ اِسے کر لیجیو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلتؒ شُغل "یااللہُ یاھو" کی توضیح و تشریح کے بعد اب ذِکرِ "پاسِ انفاس" کا بیان شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شُغلِ ذکر دوئم "یااللہُ، یاھو" مکمل کرنے کے بعد طالبِ سلوک شُغلِ "پاسِ انفاس" کا ذکر شروع کرے اور اپنے مرشدِ کامل کی رضا اور اجازت کے ساتھ "پاسِ انفاس" کے شغل کو اپنے دل میں پورے طریق، انداز اور شرائط کے ساتھ محفوظ کرے یعنی غفلت سے اسے ضائع نہ کر بیٹھے۔ واضح ہو کہ "ذِکرِ پاس انفاس" طالب سلوک کے لئے ایک انتہائی مشکل اور کٹھن مرحلہ ہے۔ اسی لئے حضرت حافظُ المِلتؒ نے فرمایا کہ تُم یہ مرحلہ صرف اور صرف رضائے پیرِ کامل سے ہی طے کر سکتے ہو اور جب مرشد کامل تُم کو "ذِکرِ پاس انفاس" کے راز و رموز اور برکات و حسنات اور طریقِ فکر سمجھائے تو اسے غافلوں کی طرح ضائع نہ کر دینا بلکہ اسے حرزِ جان بنا کر لوحِ قلب پر نقش کر لینا۔

Scanned with CamScanner

(109)

پر رضا پير جي سيني شغلن ۾ ونڊ واجب هو
بلڪ فرض آهي پير ڪنان ونڊ اجازو

لے رضائے پیر، سب اشغال میں واجب ہے جو
بلکہ رخصت پیر کی ہے فرض اے مردِ نکو

تفہیم: حضرت حافظُ المِلتؒ نے "ذکرِ پاس انفاس" کے شُغل میں ارشاد فرمایا تھا کہ اس ذکر کے سارے مراحل پیر و مرشد کی رضاؤ عطا سے طے ہو سکتے ہیں۔ اب ارشاد ہوتا ہے کہ پیر کی رضا و اجازت تو تمام اشغال، اعمال و افکار میں حاصل کرنا واجب ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اپنے پیر و مرشد کی رضا اور اجازت کے بغیر نہ صرف ذکرِ "پاس انفاس" میں بلکہ تمام اشغال و اذکار میں اجازت و رضائے مرشد حاصل کرنا نہ صرف ضروری بلکہ واجب ہے یہاں تک کہ مذہبِ مشائخ میں پیر کی اجازت ہر عمل و شغل میں واجب ہی نہیں بلکہ فرض عین ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے کیا خُوب فرمایا ہے

پیر را بہ گزین کہ بے پیرایں سفر
ہست بس پُر آفت و بس پُر خطر

(پیر کے قدم پکڑنے کے بغیر سلوک و معرفت کا سفر بہت ہی مشکل اور خطرات سے پُر ہے)

Scanned with CamScanner

(110)

شغل " الله هُو" جو آهي اهو سو
شغل ٽيون "پاس انفاس علي الدوام" چون ان نالو

شُغلِ اللہ ھو یہی ہے غور سے اِس کو سُنو!
شُغلِ سوئم "پاسِ انفاسِ دوامی" کو کہو

تفہیم: شُغلِ سُوئم جس کا ذکر مذکورہ بالابیت میں گُذر چُکا ہے اور جِسے شُغلِ ذکرِ "اللہُ ھو" کہتے ہیں اس کا دوسرا نام "پاس انفاس علی الدّوام" ہے اور یہ ذِکر تیسرا شُغل کہلاتا ہے جس کا طریقہ اور ترتیبِ ذکر اگلے بیت میں بیان کی جارہی ہے غور سے پڑھیے۔

Scanned with CamScanner

(111)

ترتيب تنهن جي اهڙي هنئين ساڻ هڻو
جئين حواس ظاهري ۽ باطني پهريون بند ڪندو

اسکی یہ ترتیب ہے اے جان پَلے باندھ لو
بند پہلے ظاہر و باطن کے سب حاسے کرو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اب شُغلِ سُوئم کی تشریح فرماتے ہیں جسے شُغلِ ذِکر یا "ذِکرِ پاس انفاس علی الدّوام" بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ شُغلِ "پاسِ انفاسِ علی الدّوام" کی یہ ترتیب اور طریقہ اپنے دل اور سینے میں محفوظ کر لو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے ظاہری اور باطنی حواس بند کر لو۔ گویا یہ سب کھڑکیاں اور دروازے بند کر کے اپنے معبُودِ حقیقی سے لو لگا لو اور اپنے ظاہر و باطن کو ذکرِ حق میں مشغول و محو کر دو۔

Scanned with CamScanner

(112)

ڇ ٿي متوجہ دل ڏانهن مراقبي ۾ ويهندو
ڇ صورت مبارک مرشد جي دل ۾ نقش ڪندو

سوئے دل کر کے توجہ پھر مراقب بیٹھیو
صُورتِ مرشد کو اے جاں! نقش دل پر کیجیو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغل ذِکر "پاس انفاس علی الدّوام" کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالب اپنے دِل کی طرف متوجہ ہو کر مراقبہ میں بیٹھ جائے اور اپنے مرشدِ کامل کی شبیہ اور صورت مبارک کو اپنے تَخیل میں لا کر دل پر نقش کر دے۔ ایسا نقش جو دل پر جَم جائے تو پھر مٹنے کا نام بھی نہ لے۔ جیسا کہ حسن بریلویؒ نے فرمایا ہے کہ

دل میں ہو یاد تیری گوشہءِ تنہائی ہو پھر تو خِلوت میں انجمن آرائی ہو

Scanned with CamScanner

(113)

جئين پهري پيراهن کي تئين محو ٿيندو
نه هوندڙ جاڻي پاڻ کي، موجود پير کندو

پیرہن میں ڈال کر مُنہ، ذاتِ حق میں محو ہو
محو ہو کر، اپنے اندر دیکھے عکسِ پیر کو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغل "ذِکر پاسِ انفاس علی الدّوام" کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ طالب جیسے ہی گریبانِ پیراہن میں منہ ڈال کر مراقبہ میں بیٹھے تَصَوُّرِ شَیخ میں محو اور گم ہو جائے اور اپنے آپ کو یوں جانے کہ اس کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں گویا اپنا وجود ختم کر کے طالبِ سلوک وجودِ پیر کی شکل اختیار کر لے گا۔ یہی وہ مقامِ سلوک ہے جسے مقام فنافی المرشد کہتے ہیں اور یہ مقام زینہ ہے مقام فنافی الرسُولؐ کا۔ بقول حضرت شیخ سعدیؒ۔

ایں سعادت بزُور بازو نیست، تا نہ بخشد خُدائے بخشندہ

(یہ سعادت کسی کو قوتِ بازو سے نہیں ملتی جب تک لطف و کرم فرمانے والا خداوند کریم کسی کو اپنی عطا سے نہ بخشے)

Scanned with CamScanner

(114)

چوندوسو خيال سين زبان نہ چورينڈو
جئين مُطرِقي سَنداڻ تي تئين ضرب ڪندو

جو کہو بس خیال سے، حرکت زباں کو کچھ نہ دو
مثلِ آہن کوب تُم، دِل پر لگاؤ ضرب کو

تفہیم : حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ شُغلِ "ذِکرِ پاسِ انفاس علیٰ الدّوام" کی وضاحت کرتے ہوئے مُبتدی سالکان کو ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ذِکر زبان سے نہیں بلکہ دل ہی دل میں کیا جاتا ہے۔ چُنانچہ طالبِ سلوک یہ ذکر زبان کی بجائے خیال سے کرتا رہے اور زبان کو نہ ہلائے بلکہ خیال ہی خیال میں ذکر کی ضرب اپنے دل پر اِس زور سے مارے جس طرح آہن کوب (لوہا کوٹنے والا) (مُطرِقی یا لوہار) لوہے پر ہتھوڑے کی ضرب مارتا ہے۔ تاکہ " ذکرِ پاسِ انفاس علیٰ الدوام" کی مسلسل ضربوں سے دل کے سارے زنگ اُتر جائیں گے اور تصفیۂ قلب کی منزل طے ہو جائے گی۔

Scanned with CamScanner

(115)

ء اسم "هو" موٹي مغز کنان ڦوٹي نڪ کان ڪيندو
ء وات ء حواس سي مڙئي بند ڪندو

مغز سے لوٹا کے نتھنے سے نکالے اسمِ ھو
بند رکھے اپنے منہ کو اور حواسِ خمسہ کو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ذِکر "پاسِ انفاس علیٰ الدّوام" تخیل اور قلب کا عمل ہے اس میں زبان کو حرکت میں نہیں لایا جاتا مگر اس خاموش ذِکر کی ضرب بھی اپنے دل پر اس زور سے مارے جیسے کوئی لوہار گرم لوہے پر ہتھوڑا مارتا ہے، پھر طالبِ سلوک اسمِ "ھو" کو دل (قلب) سے کھینچ کر جب مغز تک لے جائے گا تو پھر اُسے لوٹا کر اپنی ناک کے نتھنے (سوراخ) سے نکالے گا لیکن اس عمل کے دوران اپنے تمام حواس (آنکھ، ناک، کان، اور زبان وغیرہ) اور اپنے منہ کو بند رکھے گا اور ذِکر کا یہ سارا عمل تخیل اور تصور ہی تصور میں ہی کرتا رہے گا۔

Scanned with CamScanner

(116)

ان طرح سومهڻي نماز پڄاڻان هزار ڀيرو پڙهندو
وٺي تسبيح هٿ ۾ ليکو پُڄائيندو

اک ہزار اِس ذِکر کا بعد از عشاء پھر بھی پڑھو
ہاتھ میں تسبیح لیکر تم شمار اس کا کرو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ" ذِکرِ پاس انفاس علیٰ الدّوام" کے سلسلے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک اس ذِکر کو عشاء کی نماز کے بعد بھی زیرِ عمل لائے گا اور نمازِ عشاء کے بعد طالبِ سلوک یہ ذکر ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پڑھے گا لیکن اسے چاہیئے کہ تسبیح کے دانے شمار کرکے پڑھتا رہے تاکہ تعداد میں بھول نہ جائے۔ اگرچہ دل کے اوراد واذکار میں تسبیح کا استعمال نہیں کیا جاتا لیکن چونکہ اس عمل میں ایک ہزار مرتبہ کی شرط ہے اور اتنی تعداد طالبِ سلوک تسبیح کے بغیر شمار نہیں کر سکتا، اس لئے ایسی حالت میں تسبیح کی اجازت دی گئی ہے تاکہ ذکر کی تعداد میں خلل نہ پڑے۔

Scanned with CamScanner

(117)

ء پچاڻان نماز فجر جي پ سو ڀيرا پڙهندو
پر تسبيح وٺندو کا نہ کا دل سين ياد ڪندو

یونہی دو تسبیح بعد از فجر روزانہ پڑھو
پر یہ ذکرِ صُبح، بِن تسبیح کے، دل میں کہو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ تسبیحات "ذکرِ پاس انفاس علیٰ الدّوام" کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد بھی یہ ذِکر اپنے خاص طریقہ سے دو سو (۲۰۰) بار کیا کرے مگر نماز فجر والے ذِکر میں تسبیح ہاتھ میں لینے کی ضرورت نہیں، چونکہ یہ تھوڑی تعداد ہے جسے طالبِ سلوک اپنے خیال میں بھی محفوظ کر سکتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ نمازِ فجر کے بعد تسبیح پر شمار کرنے کے بغیر دل ہی دل میں طالبِ سلوک یہ ذکر دوسو (۲۰۰) مرتبہ پڑھے۔

Scanned with CamScanner

(118)

پر خيال پنهنجو پٽ وچ ۾ نه آڻيندو
سوگهو دل پانهنجي شغل خيال ڪندو

پر خیال اپنا نہ لانا بیچ میں اے راہ رَو
اور شُغلِ خیال میں مضبوط دل کو باندھیو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ" ذِکر پاس انفاس علیٰ الدّوام" کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ یہ سارا شُغل تخیل اور تَصوُّر پر مُنحصر ہے۔ اپنے وجود کو محو اور فنا کر کے طالبِ سلوک شُغلِ خیال سے اپنے دل کو مضبوط و مستحکم کرے چُنانچہ فرماتے ہیں کہ اس شغل کے ذکر میں طالبِ سلوک اپنی ہستی کو گم کر دے اور یہ سمجھے کہ اس کی اپنی ذات اور ہستی بیچ میں ہے ہی نہیں اس کے ساتھ ہی اپنے دل کو مضبوط کر کے شُغلِ ذِکر میں محو ہو جائے اور تمام شیطانی وساوس اور دُنیوی خیالات بالکل ختم کر کے اس شُغل میں مشغول رہے۔

Scanned with CamScanner

(119)

تہ ذکر جاري کنهن پِر هرگز ٹئي
گهرجي طالب کي تہ وچ ان شغل جي

تا کسی بھی طور سے یہ ذِکر جاری ہو سکے!
شُغلِ ذکرِ ھو میں ہر طالب کو پھر یہ چاہیئے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک ذکر حق کے اوقات میں اپنے دل کو مضبوط اور محفوظ رکھے تاکہ کسی نہ کسی طور پر قلبِ سالک میں ذکر جاری ہو جائے لیکن شرط یہ ہے کہ اس شغل کے دوران طالبِ سلوک اپنے وجود اور ہستی کے خیال ہی ذکر و فکر کے دوران مٹا کر محو کر دے۔

Scanned with CamScanner

بلکل پاڻ ۽ خيال پنهنجو وچ ۾ نہ آڻي
پاڻ ۽ خيال پنهنجو ذکروفکر ۾ محو ڪري

بھُولئے خود کو، خیال اپنا نہ دل میں لائیے
ذکر و فکرِ حق میں ماؤ من کو بس گمُ کیجئے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ "ذِکرِ پاس انفاس علی الدّوام" کی نزاکتوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ شُغلِ ذِکر محض خیال اور تخیل کی قوت سے ہی کمال تک پہنچایا جاسکتا ہے جب تک طالب سلوک اپنی ہستی کو محو کر کے ذِکر و فکر میں گم نہیں ہو جاتا، اِس ذکر کے اسرار طالب پر نہیں کھل سکیں گے چُنانچہ فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک اس مقام پر شغلِ ذکر کے دوران اپنے وجود کا خیال دل میں بالکل نہ لائے بلکہ اپنی ہستی اور وجود کے خیال کو شغلِ ذکر کی سوچ اور خیال میں محو اور گم کر دے تاکہ منزلِ مقصُود کو جا پہنچے جیسا کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تو در و گم شو وصال ایں است و بس تو مباش اصلاً کمال ایں است و بس

(تو تو بوقتِ ذکر ذاتِ حق میں گم ہو جا کہ وصال یہی تو ہے، اور تو اپنی ذات کو محو اور فنا کر دے یہی تو کمالِ ذکر ہے)

Scanned with CamScanner

سَعيو ۽ ڪوشش هن شغل ۾ ان حد آٽي
جئين ڏهي منجهان جَٽي جي لَسي ولوڙجي

"شُغلِ پاس انفاس" میں اس قدر کوشش کیجیے
جسم کے دہی سے گویا چھاچھ کو بِلوئیے

تفہیم: شُغلِ ذکرِ اسمِ "ھو" کے دوران طالبِ سلوک اس طرح محنت اور کوشش کرے گویا جسم کی کوبلو بلو کر اُس دَہی سے چھاچھ لَسّی (خیالاتِ غیر حق) کو علیحدہ کر کے اس سے مکھن (برکاتِ رُوحانی) حاصل کر رہا ہے۔

حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ذکرِ پاس انفاس کی ریاضت کو ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ جس طرح نیک بخت خواتین صُبح سویرے اُٹھ کر دَہی کے صاف سُتھرے برتن میں مدھانی ڈال کر اُسکو بلوتی رہتی ہیں اور کافی محنت کے بعد مکھن الگ اور چھاچھ الگ کر کے اپنا مقصُود حاصل کرتی ہیں بالکل اسی طرح طالبِ سلوک اپنے جسم کی ماٹی میں شُغلِ ذِکرِ پاس انفاس کو خیال کے ذریعے اس قدر مضبوط اور محکم کرے کہ اُسے مقامِ فنا حاصل ہو جائے اور اپنا وجود مِٹا کر واصلِ حق ہو جائے یعنی خیالاتِ فاسدہ کی لَسّی کو چھوڑ دیں اور رُوحانی سیر سلوک کا مکھن اپنے لئے محفوظ کر کے روحانی عروج و ترقی حاصل کرتے رہیں۔

Scanned with CamScanner

(122)

مکڻ جئين ذکر سين ظهورو لهي
ان مکان ۾ فقير کبير اهڙو بيت چوي

ذکر کو بِلو کے روغن روح حاصل کیجئے
اِس کے بارے میں کبیرؔ بھگت ہندی میں کہے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک شُغلِ ذِکرِ پاس انفاس میں انتہائی محنت، مجاہدہ اور سعی و کوشش کرے تاکہ ذکرِ "ھو" کے شغل سے طالبِ سلوک کے وجود کی ماٹی (برتن) سے وصالِ حق کا روغن (مکھن) ظاہر ہو، اس بارے میں مشہور ہندی شاعر فقیر بھگت کبیر نے بھی ہندی میں ایک ایسا ہی شعر کہا ہے۔

Scanned with CamScanner

(123)

مَن مَهي، تَن ماٹي، هم بلوڑٹ هار
مکھ کبيرا کا ليا، چاچ پيئي سنسار

من دہی ہے ،تن ہے ماٹی، ہم بِلوون ہار،
مکھن کبیرا کھا لیا، چاچھ پیئے سنسار!

تفہیم: ہندی زبان کا عظیم صوفی شاعر اس مضمون کو اپنے ایک ہندی شعر میں یوں بیان کرتا ہے کہ انسان کا من یا انسان کا اندر یعنی دل یا روح دہی کی مثال ہے اور اس کا جسم ماٹی یعنی دودھ بلونے کے برتن کی طرح ہے اور سالک اپنے وجود کی ماٹی میں دودھ بلونے والے کی طرح ہے، اے کبیر! طالبِ سلوک نے محنت شاقہ اور مجاہدات سے اپنی روح کے دَہی کو بِلو بِلو کر جو مکھن نکالا اسے وہ خود کھا گیا یعنی وصالِ حق صرف اسے حاصل ہوا، باقی چھاچھ اور لسّی، یعنی دنیوی مال و متاع سارے جہان کے دنیاداروں کے لئے چھوڑ دیا۔

Scanned with CamScanner

(124)

بعضي طالب ان شغل ہر مدت کا رهن
کي ورهہ کي پہ کي چار چون

مُدتوں اس شغل میں کچھ لوگ رہتے ہیں مگن
اک برس سے چار تک وہ کرتے رہتے ہیں جتن

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمہ ریاضاتِ شاقہ مجاہداتِ رُوحانی اور موہبت الٰہی یا بخشش و عطائے حق کا فرق بیان فرماتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ کچھ طالبِ سلوک ذِکرِ اسمِ ھو کا شغل خیال ہی خیال کے اندر طے کرنے میں کافی مدت تک لگے رہتے ہیں کچھ طالبِ سلوک ایک سال تک اور کچھ دو سال تک مقصُود حاصل کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ کچھ طالبِ سلوک چار چار سال تک بھی اس شُغل میں مصروف رہتے ہیں تب کہیں جا کر کمالِ ذِکر نصیب ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(125)

پڇاڻان ان جي تمامّيت حاصل ٿئي تنّ
بعضي صاف طبيعت جا حاصل سگھڙوئي ڪن

اتنے برسوں میں کہیں ہوتا ہے کامل اُن کا فن
اور کسی پاکیزہ باطن کو ملے جلدی سجن

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ظاہری علوم کی طرح باطنی علوم کے طالبان سلوک بھی مُختلف طبائع کے ہوتے ہیں کچھ غبی الذہن ہوتے ہیں جو کسی ایک کتاب کو مدتوں میں ختم کرتے ہیں اور جو طالبانِ علم ذہین اور تیز طبع اور قوی حافظہ کے مالک ہوتے ہیں اور کُتب درسیہ جلد ختم کر لیتے ہیں اسی طرح طالبانِ سلوک بھی مختلف اقسام کے ہوتے ہیں بہر حال مذکورہ بالا مختلف مدتوں میں تکمیلِ ذکر کے بعد طالبانِ سلوک کو از خود کمال حاصل ہوتا ہے اور کچھ ایسے پاکیزہ طبیعت اور پاک دل والے طالب بھی ہوتے ہیں جو اس کمال کو مقررہ مدت سے بھی بہت پہلے حاصل کر لیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(126)

جئين تنهن گهرجي حق، ان پر ٿا لهن
ءَ غبي طبيعت وارا بعد مدتن

صاف دل والوں کو حق ملتا ہے فوراً بے سخن
اور غبی الطبع پر ہو دیر سے جلوہ فگن

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ طالبانِ سلوک جب وادیٔ سلوک میں قدم رکھتے ہیں تو انہیں مختلف احوال و کیفیات سے سابقہ پڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سے طالبانِ سلوک کا جیسا گمان اور خیال ہوگا اسی کے مطابق وہ حق کو پالیں گے، یعنی ان کے خیال اور گُمان کے مطابق رحمت حق کا نزول ہوگا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "میں بندے کے گُمان کے نزدیک ہوں" اور کچھ کند ذہن اور غبی طبیعت رکھنے والے طالبانِ سلوک کے دلوں پر مُدتوں بعد ذاتِ حق کے اسرار اور رموز کھُلتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(127)

ڪن ٿا حاصل ان ڪي ساڻ گهٽي مشقتن
اهڙن طالبن ڪي منجهه سلوڪ جي غَبي ٿا چَون

جو یہ رتبہ پائیں کرکے سخت محنت اور جتن
ایسے طالب کو غبی کہتے ہیں سب، بے شک و ظن

تفہیم: غبی طبیعت والے طالبانِ سلوک اس ذکر و شغل کے کمال کو بہت ہی تکلیفوں اور محنتوں کے بعد حاصل کرتے ہیں گویا ذکرِ ھو کے کمال کو پہنچنا ہر مبتدی کا کام نہیں اس کے لیے محنت و مشقت، مجاہدہ اور ریاضت کرنی پڑتی ہے لیکن سلوک اور طریقت کے ایسے طالبان کو غبی اور کند ذہن و آلودہ کہا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(128)

ع جانسین زور باهر اندرسالک کي ذکر کین ونې
تانسین شُغلِ ذکرِ حق ہر مایوسي کین ڈیکاري

ذکر جب تک ظاہر و باطن پہ غلبہ نہ کرے
ذاکر ایسے میں رہے مایوسیوں سے بھی پرے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ غبی الذہن اور سُست رَو طالبان سلوک کی ہمت بندھاتے اور حوصلہ بڑھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک طالبِ سلوک منزلِ مقصُود تک نہ پہنچے، مایوسی، نااُمیدی، سُستی اور غفلت کو قریب نہ آنے دے چُنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جب تک سالک کے مَن (دل وروح) میں اور وجودِ سالک کے باہر (جسم، بدن اور جثے) میں شُغلِ ذِکرِ ھو زور نہیں پکڑتا اور طالب کے اندر باہر یہ عمل غلبہ نہیں کرتا تب تک طالبِ سلوک کو چاہیئے کہ وہ اس شغل کو ہر گز نہ چھوڑے اور مرشد کی توجہ اور ذات باری تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اور نااُمید نہ ہو ورنہ شیطان کے بہکاوے میں آجائے گا۔

Scanned with CamScanner

(129)

تانسين ان شغل کي هرگز کيم چڏي
جئين منجهه مرتبي پانهنجي اي شغل وڏا اثر رکي

تب تلک یہ شغل طالب ترک ہرگز نہ کرے
خوب ہے تاثیر اس کی اور ہیں رتبے بڑے

تفہیم: حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا شعر میں واضح فرمایا ہے کہ جب تک ذکرِ ھو طالب کے جسم وروح میں غلبہ حاصل نہ کرے تب تک اس شُغل کو ہرگز ترک نہ کرے کیونکہ یہ شُغل (شُغلِ ذکرِ ھو) اپنے مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے اپنے اندر بہت بڑے روحانی اثرات اور اسرار ورموز رکھتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(130)

پَاڻهين هميشگي ڪندڙ اُن جي معلوم ٿئي
ء قبوليت اِن شُغل جي سا پڌري آهي

جو دوام اس پر کرے اسکو عجب رتبہ ملے
اور قبول اس شغل کا ہر ایک کو معلوم ہے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغلِ ذِکرِ ھو پر دوام رکھنے والے طالبِ سلوک کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اِس شُغل پر ہمیشگی اور دوام رکھنے والے طالبِ سلوک کو، اس کے اثرات از خود معلوم ہو جاتے ہیں۔ واضح ہو کہ طالبِ سلوک کو اس شغل اور ذکر کی مقبولیت اور قبولیت کا سبب، وجوہات اور اثرات بالکل واضح طور پر نظر آنے لگتے ہیں شرط یہ ہے کہ طالبِ سلوک ذِکر کے شُغل میں ناغہ اور رخنہ نہ آنے دے۔

Scanned with CamScanner

سو آهي رابطو گڏجڻ سين صورت شيخ جي
۽ آهي هميشگي ذڪر جي ري فڪر ۽ سعي

رابطہ ایسا کہ شکلِ شیخ میں طالب ڈھلے
فکر اور کوشش بِنا وہ ذکر پر قائم رہے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالب کو شُغلِ ذِکر کے اس اہم مقام پر رابطۂ تَصَوُّرِ شیخ کا دھیان دلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ روحانی ترقی اور عروج کا یہ سبب یعنی شُغلِ ذِکرِ ھو کی قبولیت اور کمال کا سبب اپنے شیخ پیر و مرشد کی صورت یعنی ظاہری صورت اور شکل میں اپنی صورت کو فنا کر کے ایک کر دینا ہے اور دوسرے یہ کہ بغیر کسی سوچ بچار اور فکر و کوشش کے ہمیشہ ذکرِ ھو میں مصروف اور مشغول رہنا بھی درجہءِ قبولیت اور مقامِ کمال حاصل کرنے کا سبب بنتا ہے۔ ان شرائط اور اسباب کے ساتھ شُغلِ ذِکرِ ھو کی قبولیت کے اثرات طالبِ سلوک پر تیزی سے ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے رُوحانی کمالات کو حاصل کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ طالبِ سلوک اپنے مطلوبہ مقام رُوحانی کو پہنچ جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(132)

جڏهين ٿئي فڪر ذڪر دِل ۾ ۽ منجهه سڀ ڪنهن انگڙي
تڏهين شغل لطائفن ڇهن جو تِهان پوءِ ڪري

دل میں ذکروفکر سے ہر انگ جب ذاکر بنے
چھے لطائف کے مشاغل بعد ازاں جاری کرے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغلِ ذِکرِ ھو و پاس انفاس علی الدّوام کو کمالِ عروج تک پہنچانے کے بعد اب شُغلِ لطائفِ ستہ (چھے لطیفوں کے شُغل) کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک کے دل اور انگ انگ میں ذکر و فکر کے چشمے جاری ہونے لگیں تو اُسے چاہیئے کہ وہ چھے لطیفوں کے شغل کا آغاز کردے، جو طالبِ سلوک کے لئے انتہائی اہم اور مُنتہیٰ اسباقِ رُوحانی ہیں اور ذِکر و فکر کا یہ سارا عمل ان لطائفِ ستہ کو زندہ کرنے کے لئے ہی طالبانِ سلوک سے کرایا جاتا ہے گویا طالبِ سلوک کا اصل مقصد اِن چھے لطیفوں کو مشق اور مجاہدات سے زندہ کرنا ہے۔

Scanned with CamScanner

(133)

وٹي اجازت پير جي مشغول منجهس ٿئي
شغل چوٿون منجهہ بيان ڇهن لطائفن جي

پیر سے لے کر اجازت پھر یہ منزل طے کرے
چھے لطائف کے بیاں میں شغل چوتھا دیکھیے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اشغالِ ذِکر کو کمال تک پہونچانے کے بعد اب طالبِ سلوک لطائف ستہ کو صاف و شفاف اور زندہ کرنے کے میدان میں داخل ہو جائے اور اپنے پیر و مرشد سے اجازت لے کر لطائف کے شغلِ ذکر میں مصروف ہو جائے۔ اب ہم سلوک کے چوتھے شغل میں چھے لطیفوں کا ذکر بیان کریں گے تاکہ طالبِ سلوک اِن لطائف کی ماہیئت، خاصیت اور اُن کے اعمال و اشغال سے واقف ہو کر منازلِ سلوک طے کر سکے۔

Scanned with CamScanner

شغل جن جو ڪنان حضراتن نقشبندين پاڪ هجي
سِرّ انهن جو هڪڙو، قلب ۽ ٻيو نفس ۽ ٽيون روحي

نقشبندی اولیاء سے شُغل یہ جن کو ملے
قلبؔ، نفسؔ اور رُوحؔ، اِن اشغال کی ترتیب ہے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ لطائف ستہ چھے لطیفوں کے اشغال کی جو ترتیب حضراتِ نقشبندیہ علیہم الرضوان سے ہم کو ملی ہے وہ اچھی طرح سمجھ لو اور اِن چھے لطیفوں کے شغل کے بارے میں جاننا چاہیئے کہ حضرات نقشبندیہ بالخصوص نقشبندیوں کی شاخ بنوریہ (اللہ تعالیٰ ان کے روحانی راز کو پاک رکھے) کے طریقہءِ سلوک کے مطابق پہلا لطیفہ قلب (دل) ہے دوسرا لطیفہ نفس اور تیسرا لطیفہ روحی ہے۔

Scanned with CamScanner

(135)

۽ چوٿون سِرّي پنجون خفي چهون اخفيٰ آ
مڪان سپ ڪنهن هيڪ هيڪڙي جو آهي علاحدا

سریؔ چوتھا پھر خفیؔ، اخفیٰؔ، یہ پورے چھے ہوئے
ہے مقام ہر اک لطیفے کا الگ تو جان لے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطائف ستہ کی ترتیب بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ چوتھا لطیفہ سریؔ پانچواں خفیؔ اور چھٹا اخفیٰؔ ہے طالبِ سلوک کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اِن چھے لطائف کے مقامات یا مکان الگ الگ ہیں۔

Scanned with CamScanner

(136)

جئين ۾ آگر هيٺ ناف ڪنان آهي مڪان نفسي جو
۽ ۾ آگر هيٺ ٻُبي ڪنان جئڻين مڪان روحي جو

ناف سے نیچے دو انگل پر ہے نفسی دوستو!
دائیں پستاں سے دُو اُنگل نیچے روحی دیکھ لو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ نفسیؔ اور لطیفۂ رُوحیؔ کا مکان یا مُستقر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک کو معلوم ہونا چاہیئے کہ لطیفۂ نفسی کا مکان دو انگشت ناف کے نیچے ہے اور اِسی طرح دائیں پستان سے دو انگشت نیچے لطیفۂ رُوحی کا مکان ہے جو طالب کے غور و فکر اور پیر و مرشد کی رہنمائی سے طالبانِ سلوک کو معلوم ہو جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ع مڪان سري لطيفہ جو وچ اُرہ سندو
ع پيشاني ۾ مڪان لطيفہ خفي جو هو

سینہء بے کینہ سرّیٰ کا مکاں ہے، سالکو
اور پیشانیء آدم میں خفی کو دیکھ لو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ سرّی اور لطیفہء خفی کے مُستقر اور مکان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لطیفہء سرِّی کا مکان یا ٹھکانا آدمی کے سینے (فَمِ معدہ) کے بیچ میں ہوتا ہے اور لطیفۂ خفی کا مکان یا ٹھکانا آدمی کی پیشانی میں ہوتا ہے اور یہ دونوں لطائف بہت سارے اسرار و رموز روحانی کے حامل ہیں ان کو زندہ کرنے سے طالبِ سلوک پر عالمِ مکاشفہ و مشاہدہ ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اُس پر مقاماتِ ولایت مُنکشف ہوتے جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(138)

؎ مغز مکان آهي لطيفه اخفيٰ جو
؎ مُوافق رَوش خواجگان بنورين هو

مغز انساں کا مکان اخفیٰ کا ہے، مت بھولیو
ہے یہ بنوری مشائخ کی روش پر جان لو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ اخفیٰ کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ آدم بنوری علیہ الرحمۃ (خلیفہءِ اعظم حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ) کے نزدیک لطیفۂ اخفیٰ کا مکان یا مُستقر انسان کے مغز کی جگہ ہے گویا یہ لطیفہ اُمُّ الدِّماغ یعنی دماغ کی جڑ میں تلاش کرنا چاہیئے چُنانچہ حضرت حافظُ المِلتؒ فرماتے ہیں کہ لطیفۂ اخفیٰ کا مکان مغز میں ہے لیکن یہ کُلیہ اور قاعدہ خواجگانِ نقشبندیہ میں سے صرف بنوری خواجگان کی روش کے مطابق ہے۔

Scanned with CamScanner

(139)

۽ تابعن حضراتن کنان جاري اي ٿيو
جئين تہ خواجہ آدم بنوريؒ شيخ مشائخن جو

تھے خلف ان کی روش پر گامزن بے گو مگو
اس روش کے خواجہ بنوری تھے خود ہی پیش رَو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطائف ستہ کی ترتیب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ترتیب سلسلۂ نقشبندیہ کی ایک بڑی شاخ آدمیہ کے بانی حضرت آدم بنوری علیہ الرحمۃ سے شروع ہوئی اور پھر اُن کے تابعین اور پیروکاروں نے تاحال اس روش اور ترتیب کو جاری وساری رکھا لطائف ستہ کی یہ ترتیب اور ان کے جاری کرنے کا یہ طریقہ نقشبندی، مجددی سلسلے کے مجدد اور بانیٔ سلسلہء آدمیہ حضرت شیخ آدم بنوریؒ سے شروع ہوا اور پھران کے خُلفاء اور تابعین کے ذریعے لطائف زندہ اور جاری کرنے کا یہ طریقہ سلسلہء عالیہ نقشبندیہ آدمیہ (بنوّریہ) میں آج تک جاری و ساری ہے۔ واضح ہو کہ حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کا نقشبندی سلسلہ بھی آدمیہ بنوریہ ہے۔

Scanned with CamScanner

ساڻ سعي ۽ فڪر پانهنجي ان وات ۾ هليو
سين خلاف فڪر پير پانهنجي جو شيخن منجهہ وڏو

اپنی سعی و فکر سے خود ہی چُنا اس راہ کو
شیخ سرہندیؒ کے برعکس، اُن کے بھی مرشد تھے جو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ آدمیہ کے طریقہ و ترتیبِ لطائف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی ترتیبِ لطائف ستہ کے برعکس اجتہاد کرتے ہوئے لطائف ستہ میں ایک نئی رَوِش کی بنیاد ڈالی جو آج تک سلسلۂ نقشبندیہ آدمیہ میں مروج و قائم ہے۔ حضرت خواجہ آدم بنوری علیہ الرحمۃ اس طریقہ پر اپنی ہی کوشش غور و فکر اور تجربہ سے چلے اور اپنے پیر و مرشد مجدد الف ثانیؒ حضرت خواجہ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقۂ شُغل ذِکر و اَذکار اور لطائف کی ترتیب میں ان کے برعکس چلے جب کہ حضرت آدم بنوریؒ کے پیر و مرشد حضرت مجدد الف ثانی نامور بزرگ اور اکابر مشائخ میں سے ہیں اور سرزمین پاک و ہند میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ کے بانی اور شیخ الکل ہیں۔

Scanned with CamScanner

(141)

خواجہ احمد فاروقي رهندڙ سرهند سندو
مُجدّد الف ثانيؒ آهي لقب تنهن جو

احمدِ فاروقی سرہندیؒ امامِ نغز گو
تھے مجدّد الفِ ثانیؒ خوش نوا، خوش گفتگو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کے بانی کا اصل اسمِ گرامی خواجہ احمد فاروقیؒ تھا اور لقب مجدّد الف ثانیؒ تھا جو سرہند شریف (ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔

Scanned with CamScanner

ءِ پٽ سين حضراتن نقشبندين سين تنهن اختلاف ڪيو
ڇو تہ مڪان سري ءِ خفي ءِ اخفيٰ سندو

نقشبندانِ سلف سے مختلف کہتے تھے جو
پیش کی سرِّی، خفی، اخفیٰ میں اِک تحقیقِ نو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے سلسلہء عالیہ نقشبندیہ آدمیہ کے بانی حضرت آدم بنوریؒ کے متصّوفانہ رُوحانی اجتہاد کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ آدم بنوریؒ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور دیگر تمام نقشبندی مشائخ سے ان لطیفوں کے مقامات کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ خاص طور پر لطیفہ سرّی، خفی اور اخفیٰ کے مقامات کے بارے میں حضرت شیخ آدم بنوریؒ نے ان بزرگوں سے اختلاف کیا ہے اور ان کے اقوال کو تسلیم نہیں کیا گویا مرید و مرشد کا فقہِ تصّوف میں یہ اختلاف حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور اُن کے شاگردوں امام محمد و امام زفر علیہما الرحمۃ کے اختلاف کی مانند ہے۔

Scanned with CamScanner

منجهه ان سڳورين جي آهي علاحدو
جئين مهد ان جي مڪان سري جو

ہیں مقاماتِ لطائف اُن کے ہاں یُوں دوستو!
مہد سرّی کا بھی اُن کی ذات سے سُنتے چلو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اِن بابرکت لطائف کے مکان یا مُستقر علیحدہ علیحدہ ہیں جیسا کہ لطیفہء سرّی اور لطیفہء خفی کا مُستقر اور ٹھکانا مندرجہ ذیل بیت (شعر) کے مطابق ہے۔ اِن بزرگوں کے برعکس اِن لطائف کے مقامات حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے نزدیک مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت آدم بنوریؒ کے ترتیب دیئے ہوئے نقشے کے مطابق لطیفہء سرِّی اور لطیفہء خفی کا مکان یا مہد وہ ہے جو اگلے شعر میں آرہا ہے۔

Scanned with CamScanner

(144)

ٻہ آڱر بُبي جئڻي ڪنان مقرر هو
۽ ٻہ آڱر مٿاهون بُبي ڏائي ڪنان مڪان خفي سندو

دائیں پِستاں سے ہے دُو اُنگل پہ سرّیؔ دیکھ لو
بائیں پِستاں سے ہے کچھ اُوپر خفیؔ انگشت دو

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کا لطیفہء سرّیؔ اور خفیؔ کے مقامات اور ٹھکانوں کے بارے میں فرمانا ہے کہ لطیفۂ سری کا مقام سینے یا معدے کے منہ (فم معدہ) کی بجائے دائیں پستان کے برابر دُو اَنگشت کے فاصلہ پر ہے اور لطیفۂ خفی کا مقام یا مکان پیشانی میں ہونے کی بجائے بائیں پستان کے برابر دو انگشت اُوپر ہے اور ان لطائف کے یہ مقامات حضرت شیخ المشائخ خواجہ آدم بنوریؒ کی تحقیق کے مطابق ہیں۔

Scanned with CamScanner

(145)

ء وچ ہ اره جي مائل ٻُبي ڏائي ڏانهن مكان لطيفي اخفيٰ هو

ء **لطيفو نفسي ان مهد منجهہ لطائفن نہ ٿيو**

مائلِ پستانِ چَپ ، اَخفیٰ میانِ سینہ ہو

ان لطائف میں نہیں لاتے لطیفہ نفس کو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ دوسرے نقشبندی مشائخ کے برعکس ارشاد فرماتے ہیں کہ لطیفہء اخفیٰ کا مقام سینے کے عین بیچ میں بائیں پستان کی طرف مائل نظر آتا ہے باقی رہا لطیفۂ نفسی تو سوائے خواجہ آدم بنوریؒ کے تمام مشائخ نقشبند میں لطائف کا جو نقشہ یا مہد تیار کیا گیا ہے اس میں لطیفہء نفسی کی کوئی جگہ نہیں ہے اس لیے یہ حضرات اس کو لطائف میں شمار ہی نہیں کرتے۔

Scanned with CamScanner

بلڪ بعد فنا ۽ بقا ان لطائفن پنجن جي
ساڻ تشريف علاحدي پنهنجن مريدن کي

منزلیں پانچوں لطیفوں کی یہ جب ہو جائیں طے
خلوتِ خاصہ میں وہ تشریف فرما جب ہوئے
پنج لطیفوں کے مراحل ہوتے تھے جب سارے طے
طالبِ سالک کو خود خلوت میں وہ بٹھلاتے تھے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طریقہء نقشبندیہ آدمیہ راشدیہ جیلانیہ کے مطابق طالبِ سلوک کو لطائف ستہ کی منازل فنا وبقا طے کرانے کے طریقے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ (راشدیہ نقشبندیہ آدمیہ) مذکورہ بالا پانچ لطیفوں کے فنا وبقا والے عمل اور شغل طے کرانے کے بعد اور لطائف خمسہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد کسی علیحدہ مکان میں اپنے مریدوں کو تخلیہ میں بٹھاتے تھے اور فنا وبقا میں کمال حاصل کرنے کا سبق دُہرانے کے ساتھ ساتھ ایک نئے جہان میں لے جاتے تھے یعنی لطیفہء نفسی کے شُغل میں مشغول کر کے نفس امّارہ کو مطیع کرنے کے ساتھ ساتھ عالمِ بالا کی طرف پرواز کی مشق بھی کراتے تھے۔

Scanned with CamScanner

(147)

فنا ۽ بقاسين ڪماليتن جي منجهه مڪان علاحدي ڪن نوازش ان ڪي
۽ لطيفي نفسي ڪي ٿا سيکارن بعد فنا ان جي! (پنهنجي مريدن ڪي)

جب فنا کے اور بقا کے سب کمال ان کو ملے
اور فنا سے گذرے تب نفسی کی دیں تعلیم اُسے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطائفِ خمسہ کی تعلیم و ترتیب حاصل کرنے کے بعد طالبانِ سلوک سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخِ طریقت طالبانِ سلوک اور مریدوں پر پانچ لطیفوں میں کمال حاصل کرنے کے دوران اُن پر فنا و بقا کے کمالات کی نوازشیں فرماتے تھے بلکہ کسی خلوت خانہ میں تنہا بٹھا کر ان کو فنا و بقا کا سبق دُہرانے کے ساتھ ساتھ لطیفۂ نفسی کو فنا کرنے یا مارنے کا سبق سکھاتے اور طالبانِ سلوک کو مغز کے چار عناصر میں نفس کو فنا کرنے کی تربیت اور مراحل سے گذارتے تھے تب کہیں جا کر طالب سلوک لطائفِ ستہ کے اسباق اشغال اور اوراد و اذکار اور تجلیات میں کمال حاصل کر کے مقام ولایت تک جا پہنچتا تھا

Scanned with CamScanner

(148)

ساڻ چئن عناصرن مغز جي جو مڪان شڪر جو آهي
ڪنان ڪماليتين مُرشد پنهنجي سين لَطائفن کي

مغز جو ہے شُکر کی جا، مع عناصر چار کے
یہ لطائف کھل گئے مُجھ پر کمالِ پیر سے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ اَخفیٰ کے مکان اور مُستقر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انسان کا مغز جو کہ مقام شُکر بھی ہے اور لطیفۂ اخفیٰ کا مُستقر بھی کمال پیر سے اس مقام پر پہونچ کر طالبِ سلوک کے سارے لطائف کھل جاتے اور جاری و ساری ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک کو چاہیئے کہ نفس کو چاروں عناصر سمیت فنا کرے تاکہ طالب کے دماغ اور مغز سے دنیاداری حرص و ہوس اور حبِ جاہ و مرتبہ کی خواہش و ہوا نکل جائے۔ کیونکہ یہ مغز خدا کے شکر کا مقام ہے نہ کہ ہواؤ ہوس کا مرکز۔ اس مغز کے چاروں عناصر (آگ، پانی، مٹی اور ہوا) سمیت اپنے نفس کو فنا کر دے۔ بقولِ حضرت حافظ

Scanned with CamScanner

الملت علیہ الرحمۃ آپ نے اپنے نفس کو کُلّی طور پر فنا اور محو کر دیا اور اپنے مرشدِ طریقت احسنُ المشائخ حضرت سید حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کی توجہات باطنی اور فیوضات ظاہری کے صدقے عالمِ اَمر کے لطائف اور اُن کے تمام اشغال کو پورا کرنے کے بعد عالمِ خلق (دنیا) کے تمام لطائف کے اشغال بھی اچھی طرح کمائے اور پھر اِن میں ذکرِ حق جاری و ساری کیا ہے اور اس طرح یہ فقیر (حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ) کمالاتِ روحانی کو پہنچا۔

Scanned with CamScanner

(149)

خاصي طرح پروڙي حاصل ڪيو آهي
۽ مشائخن طريقي حضرت جي متابعت ڪري تنهن جي

خاص کوشش سے مقامِ اصطفا حاصل کیئے
میرے مرشد کے مشائخ بھی یونہی کرتے رہے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے روحانی تجربات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے اِن تمام لطائف خمسہ کے فنا وبقا کے بعد خلوتِ خاص میں رہ کر مرشد طریقت کی نگرانی میں لطیفۂ نفسی کو بھی فنا کے گھاٹ اُتارا اور بلا مُبالغہ ان تمام لطائف کو لطیفۂ نفسی سمیت میں نے بہت محنت، کوشش اور مجاہدات کے بعد خاص طور پر حاصل کیا ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ میں نے یہ تمام مقاصد، مرادات اور مقامات اپنے پیرو مرشد احسنُ المشائخ سید حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ (صاحب خیمہ سوئی شریف) کے طریقہ قادریہ راشدیہ جیلانیہ اور ان کے مشائخ کرام کی پیروی کرنے سے ہی حاصل کیئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(150)

منجهہ ان روش جي هليا سي
ءِ شغل سين لطائفن جو مريدن پنهنجن کي

اولیاء سارے اسی مسلک کے راہی خاص تھے
سب لطیفوں کے مشاغل بھی مریدوں سے کہے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے مشائخ عظام کا ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے سلسلہء عالیہ کے تمام مشائخ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ بنوریہ کی اس خوبصورت اور دِلکش روش پر چلتے رہے اور اپنے مریدوں کو بھی عالمِ آمر اور عالمِ خلق کے تمام لطائف کے اشغال و اعمال کی اسی رُوش اور طریقہ سے تربیت دیتے رہے۔

Scanned with CamScanner

(151)

سين مرتبي هيڪڙي ڏسيائون تن کي
ساڻ حاصل ڪرڻ سيني مقامن ۽ ڪماليتين لطيفن جي

سارے نکتے ایک دفعہ میں اُنہیں بتلا دیئے
سب مقامات و کمالاتِ لطائف کے لئے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے مشائخ کے فیضِ عام، رُوحانی بخششوں اور موھبتِ الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ آدمیہ راشدیہ کے باکمال مشائخ کرام نے اپنے باکمال مریدوں کو یہ تمام مقامات اور کمالات بمع تمام لطائف واشغال کے ایک ہی دفعہ میں سِکھلا اور بتلا دیتے اور مرید بھی اتنے باہمت اور بلند حوصلہ ہوتے تھے کہ ایک ہی مرتبہ میں تمام کمالات حاصل کر کے سلوک کی تمام منزلیں طے کر لیتے تھے۔

Scanned with CamScanner

مجمل مفصل ڪرين هيڪڙي پيري
۽ ڪنان قوت توجه مبارڪ ان جي آهي

ایک ہی دفعہ میں مجمل اور مفصل طے کرے
کام سب مرشد کی قوت اور توجہ سے بنے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے مشائخ کرام پیرانِ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اپنے پیر بھائیوں کی عالی ہمتی اور بُلند حوصلگی کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ یہ حضرات کیسے مُنفرد اور لاثانی رُوحانی طبیب تھے کہ عالمِ امر کے پانچوں لطائف اور عالم خلق کے پانچوں لطائف کی تعلیم و تربیت ہو یا ان کے تزکیہ، تصفیہ اور تجلیہ کا مفصل طریقہ ہو یا پھر قلب، نفس اور عقل کا مجموعہ یعنی لطیفۂ جوارح ہو ہمارے مرشدانِ طریقت اور مشائخ کرام ان سب لطائف کی منازل، مشاغل اور اعمال کو اپنی بابرکت توجہ، ہمت اور قوتِ روحانی سے ایک ہی دفعہ میں طالبانِ سلوک سے جاری و ساری اور طے کراتے تھے۔

Scanned with CamScanner

بلکہ لطيفي نفسي کي سئ حضراتن نقشبندين
پاڪ ڪري الله تعالي سِرّ انهن جو،منجهه فنا ٿا ڪن

بلکہ نفسی کو تو سارے نَقشبَندانِ زَمن
کرتے ہیں اندر فنا، ہو اُن پہ لُطفِ ذُوالمِنن

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ نفسی کے بارے میں ایک خاص نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ آدمیہ راشدیہ کے مشائخ کرام لطیفۂ نفسی کو مقام یا مکانِ نفس کے اندر یعنی طالب کے وجود میں ہی فنا کر دیتے ہیں گویا نفسِ امارہ جیسے سرکش گھوڑے کو مشائخ کی توجہ اور لطیفۂ نفسی کے اعمال و اشغال کے ذریعہ اسکی اپنی خواہشات کی آگ میں جلا کر بھسم کر دیتے ہیں حالانکہ لطیفۂ نفسی کا انقیاد و اطاعت انتہائی مشکل ہے۔ چُنانچہ حضرت حافظُ المِلّت رحمہ فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ آدمیہ راشدیہ جیلانیہ کے بزرگ اور مشائخ (اللہ تعالیٰ اُن کے روحانی راز کو پاک کرے) لطیفۂ نفسی کو پانچوں

Scanned with CamScanner

لطیفوں کے اذکار و اعمال سے فراغت کے بعد اس چھٹے نَو دریافت لطیفہ کو اس کی اپنی خواہشات کی چِتا میں جلا کر راکھ کر دیتے ہیں ۔ حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ نفسی کے بارے میں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عام طرح سے حضرات نقشبندیہ (اللہ تعالیٰ ان کے روحانی راز کو پاک کرے) لطیفۂ نفسی کو عالمِ اَمر کے لطائفِ خمسہ یعنی قلبؔ، روحؔ، سرؔ، خفیؔ اور اخفیٰؔ میں ہی فنا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نقشبندیوں کے تمام سلسلے اس لطیفۂ نفسی کو لطائف میں شمار ہی نہیں کرتے کیونکہ وہ اِن کے اپنے تصور کے مطابق مر چُکا ہوتا ہے اس حساب سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں چھے نہیں بلکہ پانچ لطیفے رائج ہیں۔

Scanned with CamScanner

(154)

ء حضرت بنوري هيٺ ناف ساڻ چئن طبعن
ء گهٽو ڪثيف مڪان تنهن ۾ فنا ڪن

چار عناصر اور نفسی کو بنوریؒ پاک تن
ناف کے نیچے وہ تاریکی میں کرتے تھے دفن

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ نفسی کو مطیع اور تابع کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے طریقۂ کار اور فرمان کے مطابق لطیفۂ نفسی کو چاروں طبیعتوں یا عناصر اربعہ یعنی آگ، پانی، مٹی اور ہوا کی تمام قوتوں اور خواہشوں سمیت ناف کے نیچے جو لطیفۂ نفسی کا اپنا مکان، ٹھکانہ اور مُستقر ہے اُس مقام میں جو انتہائی میلا، گدلا، متعفن اور تمام گھپ اندھیرے میں ہے ، فنا کر دینا چاہیئے کیونکہ بقول مخبرِ صادق ﷺ انسان کا سب سے بڑا دُشمن یہی نفس ہے جو اس کے پہلو میں چھُپا ہوا ہے لہذا اسے سر نہیں اُٹھانے دینا چاہیئے۔

Scanned with CamScanner

ڏِس همت ۽ توجہ اُن جي وڏي تہ ڪنهن پِر ڪثيفن
ڳاري منجهہ بوتي هيڪڙي سين پاڪيزي جيرن

جن کثیفوں پر توجہ پیر کی ہو کاملاً
دے کے پاکیزہ جگر کی آنچ، کردیں پاک تن

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ لطیفۂ نفسی کو فنا کرنے والے طالبِ سلوک کے لئے ضروری ہے کہ اس مقام پر اپنی ہمت، توجہ اور حوصلے کو تمام زیادہ بڑھائے تاکہ وہ اپنے نفس کے اندھیرے کنویں، ظُلمت کدۂ نفس اور گندگی کو اپنے پاکیزہ جگر کے شوق، تڑپ، تپش اور وصالِ محبوب کی تمنا کی آنچ کے ذریعے زرگر (سونارے) کی طرح ایک بوتہ (کٹھالی) کے اندر پگھلا کر فنا کر دے۔ یہاں پر بوتا یا کٹھالی سے مراد لطیفۂ نفسی کا اصل مقام (ناف) ہے جس میں لطیفۂ نفسی کو پاک وصاف کرنے کے لئے اُسے فنا اور دفن کیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(156)

ء کنان میلن ء میراین صاف تن کي کن
اي سپ آهي کنان شوق جيري محبت ان

گندگی اور میل سے شفاف کر تن اور من
یہ محبت کا کرشمہ ہے، جگر کی ہے لگن

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ نفسی کو مارنے اور خباثتوں، غلاظتوں اور شہوانی میلانات سے پاک اور صاف کرنے کے لئے طالبِ سلوک کو شوق و رغبت دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سالک کو چاہیئے کہ لطیفۂ نفسی کو ہر ایک قسم کے شیطانی اور نفسانی عیبوں، رغبتوں اور برائیوں کی آلائشوں سے اور گناہِ صغیرہ و کبیرہ کی سیاہ کاریوں سے پاک و صاف رکھے اور یہ تمام کام انسان کے جگر کے مقام میں سمائے ہوئے عشق، محبت اور وصالِ حق کے شوق و جذبہ کی طاقت سے ہی ممکن ہو سکتے ہیں۔ مقام محبت و شوق انسان کا جگر (کلیجہ) ہے اگر طالبِ سلوک اپنے جگر (کلیجے) میں عشقِ الٰہی اور محبت ذاتِ حق کی چنگاری ڈال دے تو وہ بھڑک کر شُعلۂ جوّالہ بن جائے گی اور یہ تو معلوم ہے کہ عشق ایک ایسی آگ ہے جو ماسوئ حق کے سب کچھ جلا دیتی ہے۔ غالب نے کیا ہی خوب کہا ہے

دل سے تِری نگاہ جگر تک اُتر گئی دونوں کو اِک ادا میں رضامند کر گئی

Scanned with CamScanner

(157)

جئين ڳاري ڪري هڪ جهڙا ميڙ ۽ پهٽن
خلاصة المعارف ۾ جو تصنيف ان ڪيو

سنگ کو پگھلا کے جیسے موم کردے کُشتہ زن
ہے "خُلاصۃ المُعارف" میں یہی رمزِ سخن

تفہیم: حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سالک کے جگر میں اِس قدر شوق و محبت کی آگ بھڑکتی رہنی چاہیئے کہ جس کی گرمی اور تپش سے پہاڑ اور پتھر بھی پگھل کر موم ہو جائیں ایسے ہی سالکان طریقت جب کسی پر توجہ اور نظر ڈالتے ہیں تو اس کے اندر کی دنیا بدل جاتی ہے یعنی تہہ و بالا ہو جاتی ہے اور اسی کو علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے " نگاہِ مردِ مومن " کہا ہے۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

Scanned with CamScanner

(158)

پروڙ جي ٿو ان ۾ تہ مذهب ان جو
ترتيب شغلن ان شغل جي آهي ان طرحا

غور سے پرکھیں تو ہو معلوم مذہب شیخ کا
یوں بیاں کرتے ہیں اِن شغلوں کی ترتیب اے فتا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ مذکورہ بالا مقامات سلوک اور اور بالخصوص لطیفۂ نفسی کے بارے میں اپنے مرشد اعلیٰ شیخ آدم بنوریؒ کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قطب الاقطاب حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کی مقامات سلوک پر لکھی ہوئی کتاب "خُلاصۃُالمعارف" کا گہرا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا مذہب اور مسلک لطیفۂ نفسی کے شغل کے بارے میں عام صوفیاء کی روش سے ہٹ کر بالکل جداگانہ ہے چنانچہ لطیفۂ نفسی کے اشغال کی ترتیب ان کے نزدیک اس طرح ہے۔

Scanned with CamScanner

(159)

گهرجي طالب کي ته لطيفي نفسي کي ٽيو مکان معلوم جنهن جو بند کري پساها
ساڻ ضابطي خيال جي اسم الله جو کري تکرارا

حبسِ دم کر جان لے تُو جب لطیفہ نفس کا
کر تخیل میں تُو تکرار اسم اللہ کا سدا

تفہیم: جب لطیفۂ نفسی کا مقام یا ٹھکانا معلوم ہو گیا تو طالب سلوک کو چاہیئے کہ لطیفۂ نفسی کے شغل کے لئے سب سے پہلے اپنی سانس بند کرے یعنی حبسِ دم کرے اور لطیفۂ نفسی کا تصور ناف کے نیچے والی گہرائی (ظُلمانی کنویں) میں کرے جو اس کا اپنا اصلی مقام اور گھر ہے اور پھر خیال ہی خیال میں "اسم اللہ" کا تکرار کرتا رہے یہاں تک کہ اسم ذات اللہ کی نورانیت سے لطیفۂ نفسی اندر ہی اندر اپنی خواہشات سمیت فنا ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

(160)

۽ جڏهين ٻنڌڻ ڪنان پساه جي ٿئي عاجزا
تڏهين رکي آڱر شهادت جي مٿي ڦوٽي جئڻي نڪ جي کا

حبسِ دم کے شغل سے تھک جائے جب مردِ خُدا
دائیں نتھنے پر رکھے اُنگلی شہادت کی ذرا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغلِ ذِکر حبسِ دم کے دوران طالبِ سلوک کے عجز اور تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے ذکر میں آسانی لانے کے لئے فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک کا سانس اندر ہی اندر بند رکھنے کی وجہ سے دم گھٹنے لگے اور وہ اس عمل و شغل سے عاجز یا تنگ ہونے لگے تو اپنی ناک کے دائیں نتھنے یعنی سُوراخ پر انگشتِ شہادت رکھ کر اس سے سانس کو بند کر دے یعنی روک لے۔

Scanned with CamScanner

(161)

ءِ ڦوٽي ڏائي نڪ جي کان ڇڏي هر هر پساها
پوءِ لطيفي قلبي اتي بند ڪري پساها

سانس لے پھر بائیں نتھنے سے مسلسل بے خطا
پھر لطیفۂ قلب پر ہو حبسِ دم کا مشغلہ

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ذِکرِ حبسِ دم کے وقت طالبِ سلوک کی مشکلات، دقت، اور سانس کی گھٹن کے پیشِ نظر فرماتے ہیں کہ وہ ایسی حالت میں ناک کے بائیں سوراخ سے سانس نکالنا شروع کردے تاکہ سانس کی آمد و رفت سے گھٹن کی بجائے فرحت محسوس ہو اور اس طرح لطیفۂ نفسی کا عمل پورا کر سکے اب سالک کو چاہیئے کہ اپنی سانس لطیفۂ قلبی پر بند کرنا شروع کرے کیونکہ لطیفۂ نفسی کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔

Scanned with CamScanner

(162)

ڪري اڳئين ترتيب جان جا نفسي ۾ ٿي بيانا
پوءِ لطيفي روحي تي سِرّي تي پويا

چل وہی ترتیب جو نفسیؔ میں تھی اے بے ریا
بعد ازاں روحیؔ و سرّیؔ پر چلا یہ سلسلہ

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ قلبی کے ذکر کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک جب لطیفۂ قلبی پر خیال و تصور کے ضابطے سے اسم ذات "اللہ" کا ذکر کرنے کا آغاز کرے تو اُس کے لئے بھی وہی ترتیب اختیار کرے جو اس سے پہلے لطیفۂ نفسیؔ کے بیان میں بتائی گئی ہے اور اس کے بعد اسی روش کے مطابق لطیفۂ رُوحیؔ اور لطیفۂ سریؔ پر بھی خیال و تصور کے ذریعے یہ شُغل جاری رکھے یعنی اپنی سانس بند کر کے اسم ذات "اللہ" کا تکرار کرتا رہے۔

Scanned with CamScanner

(163)

پوءِ لطيفي خفي تي پوءِ متي اخفيٰ
آهن سيئي مثل قلب جي ڪندڙ ذڪرا

پھر خفی پر اور اَخفیٰ پر کرو محنت ذرا
سب لطائف قلب کی مانند ہیں ذاکر سدا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ خفیؔ اور لطیفۂ اخفیٰؔ پر اسم ذات "اللہُ" کے ذکر کا طریقہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ لطیفۂ خفیؔ اور اخفیٰؔ پر بھی گذشتہ لطیفوں کی طرح ذکرِ اسمِ ذات " اللہُ " جاری کرنا چاہیئے کیونکہ تمام لطائف لطیفۂ قلبی کی طرح محنت کرنے سے جاری وساری ہو کر ذاکر ہو جاتے ہیں اور ان تمام لطائف کی زندگی شُغل اسم ذات سے وابستہ ہے ورنہ وہ مر جاتے ہیں اور ان کو زنگ لگ جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(164)

ع مقام رَسٹ عروجن جا ع مقامنئا
ع مڑن کمالیتن نبوت ع ولایتا

یہ لطائف ہیں مقاماتِ عروج و ارتقا
منبع فیضِ کمالِ انبیاء و اولیاء

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطائف کے سلسلہ میں ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روحانی ترقی اور عروج کے مقامات تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ یہی چھے لطائف ہیں اور سیّدُ المُرسلین امامُ الانبیاء ختمی مرتبت علیہ الصلواۃ والسلام کے امتی کو اس کی قوتِ رُوحانی، طاقت و ہمت اور اُس کی رُوحانی استعداد اور حوصلے کے مطابق نبوت و ولایت کے تمام فیضان و کمالات جو افرادِ اُمت کو حاصل ہو سکتے ہیں اُنہیں حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ بھی یہی لطائف ہیں گویا لطائفِ ستہ طالبِ سلوک کے لئے مقدمۂ ولایت ہیں۔

Scanned with CamScanner

(165)

پوءِ گھرجي تہ ساڻ همت وڏي جي حواس ۽ خطرا
بند ڪري ماسويٰ الله ڪنا

ہمت اور کوشش سے سب خطرات کو دل سے بھگا
سب حواس اب پاک رکھیو ماسویٰ اللہ سے سدا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو تنزلات روحانی سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہوا کہ طالبِ سلوک کو روحانی عروج کی منزل سے تنزل بھی آسکتا ہے تو پھر اسے چاہیئے کہ بڑی ہمت، محنت اور حوصلہ کے ساتھ تمام حواس (حواسِ خمسہ) اور قلب کے تمام خطرات میں غیر اللہ کے خیال کو دل کے اندر آنے سے بند کردے اور دل کو اور حواس کو ان خطرات اور وساوس سے پاک وصاف رکھے۔

Scanned with CamScanner

(166)

ء متي سڀ ڪنهن لطيفہ جي بند ڪري پساها
پيو چوي اسم اللهُ جو جڏهين رسيس عجزا

ہر لطیفے پر کرے پھر حبسِ دم کا مشغلہ
اور جب تھک جائے تو پھر نام لے اللہ کا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ حبسِ دم کے اس شُغل کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر ایک لطیفہ پر اپنی سانس بند کر کے اسم ذات "اللہ" کہتا رہے لیکن جب اس شغل میں اسے تھکن، تنگی یا کمزوری محسوس ہونے لگے تو آنے والے شعر کے مطابق عمل کرے تاکہ ذکر کا یہ سلسلہ جاری اور قائم رہ سکے۔

Scanned with CamScanner

(167)

تڈھن رکي قوٽي جيٽي نڪ جي تي شهادت آڱر کا
ءِ قوٽي ڏاڻي نڪ جي کان آهستگي سان لنگهائي پساها

دائیں نتھنے پر رکھے اُنگلی شہادت کی ذرا
ہولے ہولے سانس بائیں سے نکالے بے خطا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک جب ذکرِ حبسِ دم میں تنگی اور گھُٹن محسوس کرے تو اُس وقت دم لینے کے لئے اپنی ناک کے دائیں سوراخ پر انگشت شہادت رکھ کر اُسے بند کرے اور ناک کے بائیں سوراخ سے اپنی سانس آہستہ آہستہ گذارتا رہے اس عمل سے طالبِ سلوک کو ذِکرِ حبسِ دم میں آسانی ہو گی اور گھُٹن کی بجائے فرحت محسوس ہو گی۔

Scanned with CamScanner

(168)

پر تکرار اسم جو پيو ڪري مٿي طريق طاقا
يعني مٿي طريق اِڪي جي ڪري شغل کا

طاق گنتی سے کرے تکرار اسم اللہ کا
طاق عدد پر ہی رہے جاری یہ اس کا مشغلہ

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ذِکرِ حبسِ دم کے شُغل کو جاری و ساری رکھنے کے لئے طالبِ سلوک کو ہدایت فرماتے ہیں کہ اُسے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مذکورہ بالا شغل کے دوران اسمِ ذات " اللہ " کا تکرار اِکی (یعنی طاق) عدد میں کرتا رہے، مطلب یہ ہے کہ اسم ذات "اللہ" کا شُغلِ ذِکر جفت کی بجائے طاق عدد میں جاری و ساری رکھے کہ اس میں وحدانیت کا راز سمویا ہوا ہے اور یہ رازِ عدد قُل ھو اللہ اَحد کی طرف اشارہ ہے۔

Scanned with CamScanner

(169)

جڏهن ان طرح ٽي ڀيرا مٿي سڀني لطيفن ڪري دَور پساها
تڏهن مٿي لطيفي اخفيٰ ٻه ڀيرا ٻيا وڌ ڪري يعني پنج ڀيرا

حبسِ دم جب سب لطیفوں پر کرے سہ مرتبہ
تب خفیؔ پر دو بڑھا، تا پانچ پر ہو تکملہ

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ تمام لطائف میں ذِکر کی تعداد معیّن کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب سارے لطائف میں اسی طریقہ سے تین دفعہ سانس بند کرنے اور خیال و تصور میں ذکر کرنے کا دَور پورا کرے تب لطیفۂ خَفی پر یہ عمل دوسرے لطائف کے مقابلے میں دو دفعہ اور زیادہ کرے مطلب یہ کہ لطیفۂ خَفی پر یہ عمل تین کی بجائے پانچ مرتبہ کرنا چاہیئے۔

Scanned with CamScanner

تہ ڪري لطيفہ اخفيٰ ڪي وِرد ست ڀيرا
ء انهي طرح جيترا ٻين تي ڪري بند پساها

سات دفعہ ورد اخفیٰ کا ہے بے چُون و چرا
اِتنا ہی باقی لطیفوں پر ہے حبسِ دم روا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ نے لطائف پر حبسِ دم کا ذِکر فرماتے ہوئے لطیفۂ اخفیٰ کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کے وِرد کو سات مرتبہ تک لے جانے کا اشارہ فرمایا ہے چُنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر طالبِ سلوک دوسرے لطائف پر اسم ذات "اللہ" کا ذِکر خیال کے ذریعے کرتے ہوئے اپنی سانس پانچ مرتبہ بند کرتا ہے تو اسے لطیفۂ اخفیٰ پر سات مرتبہ بند کرنا پڑے گی کیونکہ دوسرے لطائف پر طالبِ سلوک اپنی سانس جتنی تعداد میں بند کرتا ہے اُس سے دو مرتبہ زیادہ لطیفۂ اخفیٰ پر بند کرنا پڑے گی۔

Scanned with CamScanner

(171)

تهان بہ مرتبہ کري اخفيٰ تي زيادہ
ء ٻيو عمل کري وِتر طريق يعني اکي تي تماما

اس سے اخفیٰ پر زیادہ کیجئے دو مرتبہ
اِس عمل کی بھی طریقِ طاق پر ہو انتہاء

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اُس کے بعد یعنی دوسرے لطائف پر سانس بند کرنے کا عمل مکمل کرنے کے بعد طالبِ سلوک کو چاہیئے کہ لطیفۂ اخفیٰ پر یہ عمل دو مرتبہ زیادہ کرے اور اس بات کا بھی خیال رکھے کہ اس عمل کا اختتام اِکی (اکائی) یعنی طاق پر ہو جُفت پر نہ ہو اور جتنی دفعہ بھی سانس چھوڑنے اور بند کرنے کا عمل جاری رکھے اس تعداد میں فرق نہ آئے اور وحدانیت کی اِکائی کو نہ چھوڑے یعنی جُفت کی بجائے طاق عدد پر عمل جاری رکھے۔

Scanned with CamScanner

(172)

۽ اي طريقو مراقبي ۾ آهي مشروطا
۽ اُٿئي ويٺي سڀن لطيفن تي اسم الله فِي الْاَوقاتِ كُلِها

یہ طریقہ شرط ہے بہر مراقب اے فتا
ہر لطیفے پر ہمہ اوقات ذکر اللہ کا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو مراقبہ کی شرائط سے مُطلع فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لطائفِ ستہ کو جاری کرنے کے لئے اسمِ ذات "اللہُ" کے اِس شُغل کو بھی بعینہٖ ان شرطوں کے مطابق مراقبہ میں جاری کرنا چاہیئے کیونکہ اسمِ ذات "اللہُ" ذِکر کا عمل کرنے کے لئے مراقبہ بھی ضروری ہے، طالبِ سلوک کو یہ بات بھی مد نظر رکھنی چاہیئے کہ اٹھتے، بیٹھتے، ہر گھڑی، ہر لمحے بلکہ تمام اوقاتِ عزیز میں تمام لطائف پر اسمِ ذات "اللہُ" کے ذِکر کا مراقبہ ہمیشہ جاری رکھے۔

Scanned with CamScanner

(173)

ع قيري سڀ لطائفن تي تا رساڻي اَخفيٰ
ع ان وقت بند ڪرڻ پساه جو ڪونہ آهي شرطا

سب لطائف پر کرے تکرار اخفیٰ تک سدا
اِس پہ جب پہنچا تو حبسِ دم بھی لازم نہ رہا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ تمام لطائف کے اشغال و مراقبات کا ذِکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک تمام لطائف کے اشغال سے فارغ ہو کر لطیفۂ اخفیٰ تک پُہنچے گا تو پھر حبسِ دم کی شرط بھی طالب سے اُٹھالی جائے گی۔ مراقبہ میں اسمِ ذات "اللہُ" کے شُغلِ ذکر کے عمل کو تمام لطائف میں پھراتے ہوئے لطیفۂ اخفیٰ تک پُہنچائے، جب مراقبات میں یہ عمل مکمل ہو جائے تو پھر ذاکر سے سانس بند کرنے کی شرط بھی ختم ہو جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(174)

فقط سين خيال اسم الله جي سين پيو ڪري تڪرارا
متي ڇهن لطائفن، پنهنجي ان دور کي ٿو ڦيرا

کر تخیل میں سدا تکرار اسم اللہ کا
اس عمل کو چھے لطیفوں میں پھراتا رہ سدا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو تخیل اور تَصَّور کی قوت سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالبِ ذاکر تخیل کی قوت سے محض خیال ہی خیال میں اسم ذات "اللہ" کا تکرار کرتا رہے اور خیال کی قوت وہمت سے اسم ذات "اللہ" کے تکرار کا یہ دور تمام لطائف ستہ پر بار بار گھماتا رہے تاکہ کسی بھی حال میں ذِکرِ حق سے غافل نہ رہے۔

Scanned with CamScanner

ع سمهڻ وقت پڻ ڦيري سين لطائفنئا
اسم مبارک الله جلشانه جو پيو ڪري تڪرارا

سب لطیفوں کے عمل کا دَور کر بعد از عشاء
ذِکرِ اللہ اللہ کرتا رہ مسلسل بے خطا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ ذکر کو سوتے وقت کی کیفیتِ ذِکر سے آگاہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سوتے وقت لطائف ستہ کا یہ دور ہمیشہ پھیرتا اور جاری رکھتا رہے یعنی اسم مبارک "اللہُ جل شانہٗ" کا خیال و تصور میں بار بار دُہرانا اور اس کا تکرار کرنا مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق مطلوبہ تعداد میں سوتے وقت بھی جاری رکھے تاکہ وہ غافلوں میں شُمار نہ ہو۔ کیونکہ صوفیاء کرام کے نزدیک ع جو دم غافل سو دم کافر

Scanned with CamScanner

(176)

جئين ڪري دَور قرآن ڪريم جو تهين طريقا
جڏهن جاڳي نند منجهان تڏهين پڻ ان طرحا

جس طرح کرتا ہے کوئی دَورِ قرآں دائما
نیند سے جاگے تو بھی دَورِ لطائف ہو سدا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ سعادت مند طالبِ سلوک کو مزید ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لطائفِ ستہ میں ذِکر کا معاملہ بھی قُرآنِ مجید کے دَور (تکرار) کی طرح ہے جس طرح قُرآنِ مجید کے دَور (بار بار دُہرانے) سے غافل رہ کر کوئی طالب حافظِ قُرآن نہیں ہو سکتا اسی طرح شُغلِ لطائف میں ذکر کے دَور (تکرار) کے بغیر بھی سالک شاغل نہیں ہو سکتا چُنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح قرآن مجید کا دور کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح تمام لطائفِ ستہ پر بھی اسمِ ذات "اللہُ جلشانہ" کا دَور (بار بار دُہرانا) جاری رکھے اور طالبِ سلوک جب بھی نیند سے بیدار ہو تو اٹھتے ہی ذکرِ اسمِ ذات "اللہُ" کا دَور پھر سے شروع کر دے۔

Scanned with CamScanner

(177)

كري دَور اسم الله جو تڏهين پڻ ان طرحا
كري دَور اسم الله جو سين لطائفنئا

دَورِ اسم اللہُ کا بھی اس طرح کر غافلا
سب لطیفوں میں ہو جاری دَور اسم اللہ کا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو حفظِ قُرآن کے شاگرد کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسے حافظِ قُرآن کلامُ اللہ کا دَور کرتا ہے تُو بھی اُسی طرح شب و روز وِردِ اسم اللہ کا دَور جاری رکھ یہاں تک کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھی اسی طرح اسمِ ذات "اللہ" کا دور شروع کردے حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس سلسلے میں مزید فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک کو چاہیئے کہ اسمِ ذات "اللہُ" کا یہ دَور تمام لطائف میں کرتا رہے۔

Scanned with CamScanner

(178)

جانسين سيئي لطائف قلب جي مثلا
اچن چُرڻ ۾ بلڪ اُڏامن پکين جي طرحا

جب تلک سارے لطائف مثلِ قلب اے باخدا
پنچھیوں کی طرح اڑ کر جائیں نہ سُوئے سما

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو عُلُوِّ ہمت، عالی حوصلہ اور بُلند پروازی کا سبق دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ شُغل ذِکر اسمِ اللہُ ذات کے فیوضاتِ رحمانی ہی تجھے عرشِ عُلا تک پہنچا سکتے ہیں، جب تک تیرے لطائف میں عرش کی طرف پروازِ رُوحانی نظر نہ آئے تب تک ذِکر کو بند نہیں کرنا۔ ذکرِ اسمِ ذات "اللہُ" کا یہ دَور تمام لطائف پر اس وقت تک جاری رکھنا چاہیئے جب تک تمام لطائف لطیفۂ قلب یعنی لطیفۂ دل کی طرح حرکت میں نہ آجائیں اور آسمان کی طرف اُڑنے والے پرندوں کی طرح اڑنے نہ لگیں یعنی عرشِ الٰہی کی طرف پرواز شُروع نہ کردیں۔

Scanned with CamScanner

(179)

ايهي لطائف علم باطني ۾ آهن حرفن جهڙا
جهڙو پڙهجن ا ب ت ث علم ظاهري لاءِ

ہیں لطائف علمِ باطن میں مثالِ حرفھا
علمِ ظاہر میں ہیں جیسے الف و باؤ تاؤ ثا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطائف ظاہری و باطنی کو قُرآنی قاعدہ کے حروف الف باتاثا کی طرح قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح کوئی طالبِ علم بغدادی قاعدہ پڑھے بغیر قُرآن نہیں پڑھ سکتا بالکل اسی طرح ان لطائف میں ذکر جاری کیئے بغیر بھی کوئی طالبِ سلوک کمالِ روحانی کو نہیں پہنچ سکتا چُنانچہ فرماتے ہیں کہ چھے لطائف انسان کے وجود میں علمِ روحانی کے لحاظ سے وہی حیثیت رکھتے ہیں جو ظاہری علم پڑھنے کے لیے الف ب ت ث کی حیثیت ہے۔

Scanned with CamScanner

(180)

جڈھين سالڪ ان مڪان ۾ پڄائي ذڪرا
تڈھين وقت ذڪر لطائفن جي بعضي شيخن ڪا

ذکر کو اس حد پہ جب پہنچائے سالک بے ریا
کچھ مشائخ نے ہے تب فکرِ لطائف میں کہا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک جب اِن دس لطیفوں (پانچ ظاہری اور پانچ باطنی) کے ذکر و شغل کو اس مقام یا مرتبہ تک جا پہنچائے تو کچھ مشائخ کرام یہ کہتے ہیں کہ ایسے طالبِ سلوک کو فکرِ لطائف کے شُغل میں مشغول ہو جانا چاہیئے ایسے مُنتہی طالبِ سلوک کے لئے مقاماتِ عروج کی طرف سفر کرنے اور ذاتِ حق کی طرف جذب و کشش کے ساتھ فکر کرنے کا وقت آگیا ہے تاکہ اب وہ روحانی عروج و کمال کے سفر پر روانہ ہو کر مشاہداتِ صفاتِ اُلوہیت اور تجلیاتِ ربُوبیت کے عالم میں پہنچ جائے۔

Scanned with CamScanner

مثي عروج ءٍ جذبي ثئي شروعا
منجهہ تجلين فعلن، ذاتين ءٍ صفاتنئا

ہو عروج و جذبہ کی جانب سفر کی ابتدا
ہو تجلیاتِ فعلی، ذاتی، صِفتی میں فنا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اب طالبِ سلوک کی رہنمائی روحانی عروج اور تجلیاتِ ذاتی، صفاتی، اور فعلی کو سمجھنے اور اسے مجاہداتِ ذکر و فکر سے حاصل کرنے کی طرف فرماتے ہیں اور روحانی عروج و کمال کے جہان میں ذِکر و فکر اور جذب و کشش کے سفر کی تیاری کے لئے مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لطائفِ عشرہ میں، سات ذکر اور چودہ فکر کے اشغال سے فارغ ہوتے ہی طالب سلوک کو چاہیئے کہ وہ روحانی عروج اور عالمِ بالا کے جذبے یعنی کشش کے شغل کو شروع کر دے تاکہ خالقِ کائنات کی ذاتی، فعلی اور صفاتی تجلیات میں مُستغرق ہو کر سلوک کے آخری اور انتہائی مقام تک جا پہنچے اور عالمِ افلاک سے ہوتا ہوا عرش بریں کی سیر میں گُم ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

(182)

كنان هميشگي الوهيت جي ۽ پٽ ربوبيتا
مٿي ڪناري مشرق ان مقامن جي ڪري جلوا

ہوں تجلیاتِ رَبّی و اُلوہی دائما
ان مقامات و مطالع سے سدا جلوہ نما

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اپنی ازلی، ابدی الوہیت اور ربوبیت کے نور سے طالبِ سلوک کے وجود پر ذکر و فکر کے نتیجے میں اس کے پاکیزہ لطائف (قلب، روح، سرّ، خفی اور اخفیٰ) کے مقامات پر یعنی اِن لطائف کے اُبھرنے، طلوع ہونے کے مقامات اور اُن کے کناروں پر جلوہ گری فرماتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(183)

ء رنگ طرحن جا اچن تنهن نظرا
ء ان مقام ۾ شوق ء بيقراري ٿئي زيادا

رنگ گوناگوں نظر آنے لگیں اُس کو سدا
بیقراری بھی بڑھے اور شوقِ حق بے انتہا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک کے لطائف پر فیضِ الوہیت و ربوبیت کی تجلیات جلوہ گر ہونے لگتی ہیں تو اسے ایسے عالم میں ایک قابلِ دید، خوش منظر اور رنگا رنگ دُنیا نظر آتی ہے جو الوہی و ربوبی تجلیات کا عکس ہوتی ہے چُنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ الوہیت اور ربوبیت کی ذاتی، صفاتی اور فعلی تجلیات کے جلووں کا رنگ سالک کو مختلف رنگوں میں نظر آتا ہے۔ اس مقام پر پہنچتے ہی سالک اپنے قلب و روح میں ذاتِ حق کے لئے کشش، بیقراری، تڑپ اور حد سے زیادہ شوق محسوس کرتا ہے بلکہ ان تجلیات اور انوار و اسرار کا مُلاحظہ و مشاہدہ بھی کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(184)

ع سالڪ بندي جذبي ع بخشش جو ٿئي ان ماڳا
بعضي وڏي همت وارا ڪامل نصيبا

ہو اسیرِ جذب و بخشش اِس جگہ سالک سدا
نیز کچھ اہلِ ہِمَم ہوں صاحبِ بختِ رسا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو اس عروج و کمال کے بارے میں ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سالک اس مقام و منزل پر پہنچتے ہی عشقِ الٰہی کے جذبے اور حق تعالی کی رحمت، بخشش اور لطف و کرم کا قیدی بن جاتا ہے لیکن کچھ بڑی ہمت اور حوصلے والے خوش نصیب سالکانِ کامل ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس مقام و منزل پر پہنچنے کے ساتھ ہی عرفانِ الٰہی سے اپنا پورا حصہ حاصل کر کے کامل و اکمل بن جاتے ہیں یعنی ولایت کبریٰ کی منزل پر جا پہنچتے ہیں ۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

Scanned with CamScanner

ہمت بلند دار کہ پیشِ خُداؤ خلق

باشد بہ قدرِ ہمتِ تو اعتبار تو!

ترجمہ: اے طالبِ سلوک اپنی ہمت و حوصلہ ہمیشہ بُلند رکھ کیونکہ خُدا اور مخلوقِ خُدا کے ہاں تُو اپنی ہمت کے مطابق ہی مُعتبر کہلا سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(185)

مقبول طبع مرشدن جي ڪي سيئي ڪماليتا
ڪلي جزي آهي ۽ اصل مذهبنئا

طبعِ مرشد کو پسند آئیں کمالاتِ ہمہ
اصل میں ہے کُلّی و جُزئی کمالِ اولیاء

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے مرشد طریقت احسنُ المشائخ سید حسن شاہ جیلانیؒ کے بلند حوصلہ، باہمت اور باکمال خُلفاءِ اور مریدین کا ذِکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسے طالبان سلوک جو بڑے باہمت اور باحوصلہ بزرگ تھے وہ مذکورہ بالا اوصاف کی وجہ سے اپنے مشائخ یعنی مرشدوں کی طبیعت کے موافق عمل کرتے تھے اور مرشد کو بھی پسندیدہ تھے جس کی وجہ سے انہیں تمام کلی و جُزئی کمالاتِ ولایت جلد حاصل ہو جاتے تھے اور اپنے شیخ کی نگرانی میں دوسرے مسالک کے کمالات بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

Scanned with CamScanner

ء رَسن کمالیت اولو العزمن کا
سین سین کمالیتن فعلن ء صفاتن ء ذاتنئا

مُنتہا کو جا پہنچتے ہیں اولوالعزم اصفیاء
مع کمالاتِ صفات و ذات و فعل، اے باخدا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اولوالعزم خُلفاء اور مریدین کی روحانی منازل اور ہمت و حوصلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حضرات لگاتار محنت، لگن اور رُوحانی تجربات کے ذریعے اپنے مشائخ کرام سے خُداوند کریم کی صفاتی، فعلی اور ذاتی تجلیات کے کمالات حاصل کر کے مقامِ انتہا کو پہنچتے ہیں اور ایسے با ہمت سالک اولوالعزم اولیاء کے کمالات تک جا پہنچتے ہیں اور ایسے سالکین میں اللہ تعالیٰ کی فعلی، صفاتی اور ذاتی تجلیات کے کمالات جمع ہو جاتے ہیں اور یہ حضرات جامع کمالات اور مجمع البحرین کہلاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(187)

ع شغل جن جو اکثر پچاڻان سير سلوڪا
منجهه شغلن ڪماليتن اولوالعزمن جي آ

بعد از سیرِ سلوک اکثر کا ہے یہ مشغلہ
کرتے ہیں حاصل کمالاتِ اولوالعزم اصفیاء

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ بلند حوصلہ اور اولوالعزم خُلفاء شیخ اور مریدین باصفا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ کسی ایک مقام پر پہنچ کر ٹھہرتے نہیں بلکہ اپنے روحانی عروج کا سفر جاری رکھتے ہیں، اور جو سالکین سیرِ روحانی یا سیرِ سلوک میں محنت کر کے اسے آخری منزل تک پہنچاتے ہیں ایسے سالکین کا شمار اولوالعزم اہلِ کمال میں ہوتا ہے جو ولایت کے آخری مقام تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(188)

سو ٹئي نصيب ان کي انهين شغلا
عجب نصيب ان جو وڏو طالع مبارکا

ہو نصیب اِن کو یہ فیضِ ذکرِ حق یہ مشغلہ
ہے نصیب اِن کا عجب طالع ہے با برکت بڑا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغلِ ذِکر کے فیض و برکات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شُغلِ ذِکر کے فیض سے طالبِ ذِکر کو ایسے کمالات اور فیوضات حاصل ہوتے رہتے ہیں جن کا تصّور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے سالکِ کامل اور طالبِ حق کو ان اولوالعزم بزرگوں والے شغل ہی سے روحانی ترقیات اور عروج نصیب ہو سکتا ہے۔ان سعادت مند اور خوش بخت درویشوں کے کیا ہی عجب نصیب ہیں اور ان کا ستارہ کس قدر بلند و بابرکت ہے۔

Scanned with CamScanner

(189)

ڏيڻ قابليتن تي موقوف مورهم نہ آہ
پاڻ شرط قابليت جو ڏيڻ حق جو آہ

قابلیت پر نہیں موقوف بالکل ہی عطا
ہے عطائے رب فقط شرطِ عطا اے باخدا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس بیت (شعر) میں اسم "یاوَھَّابُ" کے مظاہر پر گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ روحانی دُنیا ہو یا ظاہری دُنیا یہاں قابلیت، لیاقت اور استحقاق کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ انسانوں کے لئے دونوں جہانوں میں عطاءالٰہی اور موھبتِ حق پر ہی دار و مدار اہلیت ہے گویا

دادِ حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرطِ قابلیت دادِ اوست

ترجمہ: عطائے الٰہی اور موھبتِ حق کے لئے اہلیت اور قابلیت کی شرط لازم نہیں بلکہ انسان کے لئے عطائے حق ہی قابلیت ہے۔

Scanned with CamScanner

جیسا کہ حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ذاتِ حق کی عطاو بخشش اور دان کسی قابلیت، لیاقت اور اہلیت پر موقوف نہیں بلکہ تمام قابلیت، لیاقت اور اہلیت کی شرط ہی خود مولائے کریم کی عطاو بخشش ہے گنجِ بے رنج بھی وہی دیتا ہے اور رنجِ بے گنج بھی اُسی کی طرف سے ملتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(190)

ء بعضي غبي طبيعت وارا سست همت جا
فقط ذكر ږ هيڅري ري كوششا

کچھ غبی کچھ سست ہمت اور کچھ کم حوصلہ!
عمر بھر اک ذکر میں رہتے ہیں مشغول اے فتا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بُلند حوصلہ اور باہمت فُقرا کے مجاہدات کا ذکر فرمانے کے بعد کچھ ایسے لوگوں کا ذِکر بھی فرماتے ہیں جو انتہائی پست ہمت، کم حوصلہ اور روحانی محنت و مجاہدات سے گھبراتے تھے فرماتے ہیں کہ ایسے مریدین یا طالبان سلوک عُمر بھر کسی ایک ہی ذِکر، منزل یا شُغل میں پھنسے رہتے ہیں اور انہیں کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا چُنانچہ ایسے ہی غبی طبیعت اور کاہل مریدوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کچھ کند ذہن، غبی طبیعت والے طالبِ سلوک بہت ہی سست اور کمزور ہمت کے مالک ہوتے ہیں جو راہِ سلوک میں کوئی خاص کوشش اور ہمت نہیں دِکھاتے اور ساری زندگی کسی ایک ہی ذکر کے شُغل میں گذار دیتے ہیں

Scanned with CamScanner

یعنی ذکر و فکر کی آخری منازل حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ گویا بقول شاعر

کامل اس فرقۂ زُہاد سے اُٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

Scanned with CamScanner

(191)

گذارن ٿا عمر پنهنجي ساڻ ان لطيفي جي ذڪرا
ميسر نه ٿئي ان کي جئين حق ان جو آ

اک لطیفے میں بسر کرتے ہیں عمرِ بے بہا
پا نہیں سکتے جو حق پانے کا ہے اے باخدا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ایسے سُست رفتار، پست حوصلہ اور بے ہمت طالبانِ سلوک کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے طالب ساری زندگی کسی ایک لطیفہ یاذِکر یا شُغل میں گُذار دیتے ہیں اور ذاتِ وھاب سے ذکرِ حق کا حقیقی ثمر، فیض اور حصہ نہیں حاصل کر پاتے اور ایسے کم حوصلہ اور کم ہمت طالبانِ سلوک ایک ہی لطیفہ کے ذکر و شغل میں ساری عمر گذار دیتے ہیں پھر بھی ان کو کمال حاصل نہیں ہوتا۔ وہ کمال جو اس لطیفے کے شغل جاری کرنے سے کسی سالک کو حاصل ہونا چاہئے۔

Scanned with CamScanner

(192)

اهو آهي نصيب غبن جو همت جن کي نا(ه)
آهن اولياءَ الله جا طالب مولیٰ جا

کم نصیبی ہے غبی بے ہمتوں کی انتہا
طالب مولیٰ ہیں سارے اولیاء بے مدّعا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ایسے غبی اور خسیس ہمت طالبانِ سلوک پر افسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ کمتر نصیبہ اور روحانی نعمتوں سے بہت کم حصہ حاصل کرنا محض ان طالبانِ سلوک کے لئے ہے جو بے ہمت، غبی طبیعت اور کاہل الوجود یا سُست ہوتے ہیں، باقی اللہ عزوجل کے اولوالعزم سالکانِ راہ تو ہمیشہ اپنے مولا کی طلب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور ایسے طالبانِ سلوک دیدارِ الٰہی سے کم کسی چیز پر راضی ہی نہیں ہوتے۔

Scanned with CamScanner

(193)

مست شراب عشق جي کي همت وڏي گهرجي
همت بُلند بايدعُشاق مست مي را مرد خسيس همت درِعاشقان نہ گنجد

چاہیئے عُشاقِ مستِ مئے کو ہمت ، ولولہ
عشق کے میدان میں داخل نہ ہو،کم حوصلہ

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شرابِ عشقِ الٰہی کے مست کو بڑی ہمت اور حوصلے کی ضرورت ہے جیسا کہ کسی فارسی شاعر نے کیا خُوب کہا ہے، شرابِ حق کے مست عاشقوں کے لئے بڑی ہمت اور حوصلے کی ضرورت ہے اپنا سر قربان کرنے والے عاشقانِ حق کی صف میں بے حوصلہ اور کم ہمت عاشقوں اور طالبوں کی کوئی گنجائش نہیں۔

Scanned with CamScanner

(194)

۽ جي آهن وچٿرا منجهہ ڪوشش ۽ همت
هر هري سعيو ڪري منجهہ عمر جي مُدّت

کوشش و ہمت میں جن کی درمیانہ ہے سکت
عمر اپنی بے یقینی میں وہ لیتے ہیں بُھگت

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ تشکیک اور وہم و گُمان میں گرفتار طالبانِ سلوک کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کی ساری عُمر اسی طرح اوہام و شکوک میں گُذر جاتی ہے مگر اُنہیں منزلِ سلوک کا راستہ ہاتھ نہیں آتا۔ جو طالبانِ سلوک درمیانہ طبیعت اور ہمت و کوشش رکھتے ہیں انہیں چاہیئے کہ کم ہمتی کی وجہ سے آہستہ آہستہ (دم یا سانس لے کر) وقفہ وقفہ کے ساتھ اپنی کوشش و ہمت کو جاری رکھیں اور تمام عمر یہ سعی و ہمت اور محنت کرتے رہیں امید ہے کہ وہ اپنی محنت و ہمت کے طفیل منزل مقصود تک جا پہنچیں گے۔

Scanned with CamScanner

ذکر کي لطائفن جي رساڻين ساڻ نهايت
۽ گهرجي طالب کي تہ ان ذکر ۾ ڪري مداومت

ذکر جب ہوجائے اے جاں سب لطائف کا تمت
چاہیے طالب کو پھر اس ذکر پر دیمومیت

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو تمام لطائف کے اشغال و اذکار مکمل کرنے کے بعد ہدایت فرماتے ہیں کہ اب لطائف اور اذکار کے خاتمے یا اتمام پر اس محنت اور مجاہدات کے عمل کو ٹھپ کر نہ رکھ دے بلکہ اسے جاری و ساری رکھے اور اس پر ہمیشگی اور مداومت کرے لطائف ستہ کے ذکر و فکر اور اعمال و اشغال کو اپنی انتہا تک پہنچائے بلکہ طالبِ سلوک کو یہ بھی چاہیئے کہ ان اذکار میں ہمیشگی اور دوام اختیار کرے مطلب یہ کہ ذکر کے اشغال میں رخنہ پیدا نہ ہونے دے بلکہ طالب مسلسل ذکر کرتا رہے۔ گویا ذکرِ ھو کر، ذکرِ ھو کر، ذکرِ ھو!

Scanned with CamScanner

(196)

جانسين نہ ٿيئي سين ۾ غلبو ۽ حرارت
تانسين لطف مرشد جو ٿيئي نہ مرحمت

سب لطائف میں ہو غلبہ اور حرارت کی چلت
تب کہیں جا کر ملے مرشد سے لُطف و مرحمت

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ جب تک ذاکر کے تمام لطائف میں ذِکر کا غلبہ اور اُس کی حرارت محسوس نہ ہو اور ذاکر کو اپنے وجود میں ذکر کی ہلچل اور حرکت محسوس نہ ہو تب تک شُغلِ ذکر کو جاری اور ساری رکھے تاکہ اس پر مرشد کی روحانی مرحمت اور الطافِ کریمانہ کا نزول جلد ہو جائے۔ نامور نعت گو بُزرگ شاعر حضرت کرامت علی شہیدی کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔

اُن کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تُجھ سے کیا ضد تھی اگر تُو کسی قابل ہوتا

Scanned with CamScanner

(197)

تانسين بي شغل ۾ مشغول ڪين ٿئي
برڪت پير پانهجي سڀ شُغل طئي ڪري

دوسرے اشغال میں تب تک نہیں مشغولئے
نیز ترتیبِ مشاغل کو نہ ہرگز بھولیے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک یہ ساری منازل طے نہ ہو جائیں ذِکر، اشغال و اعمالِ روحانی کے کسی دوسرے شُغل میں مشغُول نہ ہو ورنہ اس کے پچھلے سلوک طے کرنے کے سارے اعمال واشغال بھی خام رہ جائیں گے، مشاغلِ ذکر کی جو ترتیبات گُذشتہ 195 ابیات میں بیان ہو چکی ہیں ان کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھے اور سبق کی طرح دُہراتا رہے۔

Scanned with CamScanner

(198)

ۼ سڀ قوت ۼ همت پنهنجي ان ۾ خرچ ڪري
تان ري ذڪر جي سيني لطائفن ۾ ذڪر زور ڪري

صَرف اس پر ساری قوت اور ہمّت کیجئے
ذِکر تا شدت سے بِن سوچے، لطائف میں چلے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی تمام کوشش اور ہمت کو مذکورہ بالا اشغال اور اذکار واعمال میں صرف کر دے یہاں تک کہ بغیر سوچ اور خیال کے اس کے قلب میں ذکر جاری وساری رہے۔

Scanned with CamScanner

(199)

ء مرشد کنان شغل سلطاني ذکر وني
ء گوڈا کوڑي سُلطانُ الاذکار تي وِهجي

ذکر سُلطانی کا شغل اپنے مشائخ سے وہ لے
اور گھٹنے ٹیک کر مشغول وہ اس میں رہے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اب مُنتہی طالبِ سلوک کے لئے "سُلطانُ الاذکار" (ذکرِ سُلطانی) کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ طالب جب تمام لطائفِ ستہ اور مراقبہ کے اعمال واشغال سے فارغ ہو جائے تو اپنے شیخِ کامل سے ذکرِ سُلطانی کا طریقہ سیکھے اور "سُلطانُ الاذکار" کے اعمال واشغال میں گھٹنے ٹیک کر بیٹھ جائے اور جب تک اس کے فیوض و برکات سے پورا بہرہ (حصّہ) نہ حاصل کر لے اُتنے تک اس شُغل سے غافل اور فارغ نہ بیٹھے چُنانچہ اگلے بیت میں حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

Scanned with CamScanner

(200)

شغل پنجوئي ذڪر سلطاني سندو
جو آهي قلب لاءِ اڪسيري نسُخو

شغل پنجم ذکرِ سُلطانی ہے اے طالب سُنو
اپنے قلب و روح کو اس ذکر سے زندہ رکھو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو ذکرِ سُلطانی یعنی "سُلطان الاذکار" کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سلوکِ قادریہ و نقشبندیہ کا پانچواں شُغل ذکرِ سُلطانی ہے جس سے طالب اپنے قلب کا تصفیہ و تزکیہ کر کے اسے زندہ کر سکتا ہے اور یہ تو ہر طالبِ سلوک جانتا ہے کہ انسانی دل ذکرِ خُدا ہی سے زندہ رہ سکتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

زندگی زندہ دِلی کا نام ہے
مردہ دِل کیا خاک جیا کرتے ہیں

Scanned with CamScanner

(201)

۽ ترتيب ان جي هن طرح پڙهي پروڙيو
تہ منجهہ لطيفي نفسي جو ٻہ انگر دن ڪنان هيٺ آهي سو

یہ ہے بس ترتیب اِس کی خوب سمجھو جان لو
ناف کے نیچے لطیفۂ نَفس دُو اُنگل پہ ہو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ لطائف کی ترتیب کے لحاظ سے لطیفۂ نفسی کا مقام انسان کی ناف کے نیچے دو اُنگل کے فاصلہ پر ہے اور یہی وہ ظُلمانی و شہوانی مقام ہے جسے حضرت آدم بنوریؒ نے ناف کے نیچے اسی ظُلمتکدہ میں دفن کرنے کا طریقہ اور ترتیب بیان فرمائی ہے۔

Scanned with CamScanner

(202)

بند ڪري پساه ڪي ۽ اسم الله جلشانه سندو
ڪجي خيال سين سري ۾ خفي ڪنان مغز ڪي رساٽبو

اسم اللہ عزوجل حبسِ دم کے ساتھ لو
خیال میں سرّی خفی سے مغز تک پہنچائیو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ لطیفۂ نفسی کے تزکیہ و تصفیہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ طالب ذاکر جب لطیفۂ نفسی میں شُغل ذِکر شروع کرے تو پہلے حبسِ دم کرے اور پھر خیال یعنی اپنے تخیل کے ذریعے اسم جلالہ یعنی اسم "اللہُ" لطیفۂ سرّی میں کمائے اور پھر وہاں سے گُذار کر لطیفۂ خفی کے ذریعے مغز تک پہنچائے گا اسی ترتیب سے اگر حبسِ دم اور تخیل کے ذریعے اسم اللہُ کا ذکر سرّی اور خفی میں جاری کر کے مغز تک پہنچائے گا تو گویا اِس شُغلِ ذِکر میں اُسے کمال حاصل ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

(203)

مغز ڪنان اسم ڪي ان خيال سان موٽي هيٺ نيندو
مثال گهڙي پاڻي جي جئي تي تنهن ڪي پلٽائيندو

مغز سے پھر نیچے اس کو، خیال میں لے جائیو
مثلِ مشکِ آب اُس کو، جسم پر پلٹائیو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو حبسِ دم کے ساتھ اسم "اللہُ" کی اس روحانی مشق کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسم ذات اللہ کو طالبِ سلوک حبسِ دم کے ذریعہ جب لطیفۂ سرّی اور خفی سے گُذارتے ہوئے اپنے مغز یعنی اُمُّ الدِّماغ تک لے جائے گا تو پھر اسے واپس اپنے تخیل کی طاقت اور ہمت سے مغز سے نیچے لے آئے گا اور اِس انداز سے نیچے لائے گا جیسے کوئی آدمی پانی کی بھری ہوئی مشک اپنے سر پر پلٹتا ہے اور اس کا سارا بدن تربتر ہو جاتا ہے۔ یونہی اس انداز سے ذکر کرنے کے نتیجہ میں طالبِ سلوک کا جسم اور روح فیوض و برکات روحانی اور اسرارِ ربّانی سے گویا تربہ تر ہو جائے گا۔

Scanned with CamScanner

(204)

ء وجود سڃي ۾ اسم ذات جو انتظار ڪندو
ڪا مدت ان شغل ۾ جڏهن ڪندو سعيو

جسم میں تاثیرِ اسمِ ذات کے خواہاں رہو
اِس طرح سے کچھ سمے اِس شغل میں کوشش کرو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو مُطلع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حبسِ دم کے ذریعے ذکرِ اسم ذات جل جلالہ یعنی اسم "اللہُ" کے ذکر سے جب ذرا دم لو یا سانس لو تو اسم ذات کی تاثیرات لازمی کا بھی انتظار کرو تا کہ فیوضاتِ ربّانی اور موھبت الٰہیّہ کا نزول ہو اور یہ ناممکن ہے کہ ذکر اسم ذات میں اتنی محنت اور جد و جُہد کرنے کے بعد بھی ذاکر اس کی برکات و تجلیات سے محروم رہے؟ ہاں البتہ اُمید اور طلب کا دامن نہ چھوڑے اور مایوسی سے دور رہے۔

Scanned with CamScanner

(205)

تڏهن ذڪر سڃي جثي ۾ موجود ڪي گهيري ونندو
جئين وار وار سَنڌ سپ ڪو ذڪر پيو چوندو

گھیر لے گا ذکرِ حق موجود کے کل جسم کو
بال بال اور جوڑ جوڑ اس کا ہو ذاکر دوستو

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ حبسِ دم کے ساتھ ذکر اسم ذات اللہُ کے شاغل ذاکر کے بارے میں مزید توضیح فرماتے ہیں کہ ایسے ذاکر کے وجود کے بال بال، روئیں روئیں بلکہ بدن کے ایک ایک جوڑ سے ذکر اسم ذات اللہُ کی صدائیں سُننے میں آنے لگیں گی اور طالب ذکر خود محسوس کرے گا کہ اُس کے پورے وجود کو انوار و تجلیات اسم ذات اللہُ نے گھیر لیا ہے اور وہ محل انوار و تجلیات اور مہبط فیوضاتِ الٰہی بن چُکا ہے۔

Scanned with CamScanner

(206)

ء نهايت سلطاني ذڪر جي آهي ان طرحا
تہ مڙئي ماڻهو ء حيوان ء وحشي پڻ طيورا

انتہائے ذکرِ سلطانی ہے یہ، اے باصفا
کہ سبھی حیوانؔ وحشیؔ اور طیُورِؔ فضا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ذِکر سُلطانی یا سُلطانُ الاَذکار کو جب طالب سلوک انتہائے کمال کو پہنچاتا ہے تو تمام مخلوق یعنی آدمی، حیوان، وحشی اور پرندے غرض زمینی مخلوق اور فضائی مخلوق طالب ذکر کو ذِکر کرتے ہوئے سُنائی دیتے ہیں۔ گویا یہ سب مخلوق بھی اپنی اپنی بولیوں میں طالب کی ہمنوا اور ذاکر بن جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(207)

ء پٹ چُرٹ وٹن ء تن جو آوازا
ء چُرٹ سپ کنھن موجودات جو ء پانھٹن ء درختا

حرکتِ اشجار ہو یا اُن کے پتّوں کی صدا
حرکتِ اشیائے موجودات و جُملہ کوہ ہا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ صرف انسان حیوان پرندوں سے ہی ذکر کی آواز طالب ذکر کو سُنائی نہیں دیتی بلکہ درختوں کی سرسراہٹ کی آوازوں سے اور تمام موجودات کی حرکات و سکنات سے یہاں تک کہ پہاڑوں کی جُنبشوں کی آوازوں سے بھی طالبِ سلوک اور شاغلِ ذِکر کو اسم ذات اللہ کی صدائیں سُننے میں آتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

(208)

اچن ذاکر تنھنجي فھم ۾تہ ذکرکن ٿا
بلکہ کنان غلبي ذکر جي کنان کمالاتا

طالبِ حق کو یہ آوازیں لگیں ذِکرِ خُدا
بلکہ طالب خود بھی ہو اس ذِکر میں محو و فنا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ سُلطانُ الاذکار کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ذاکر اپنی مشغولیٔ ذِکر کے دوران انسانوں، حیوانوں، درختوں، پہاڑوں، اور فضائی پرندوں کا ذکر نہ صرف سُنتا ہے بلکہ اچھی طرح اسے سمجھتا بھی ہے اور اسی دوران وہ غلبۂ ذِکر کی برکت سے ذِکر کے کمالات کا خوب مشاہدہ کر رہا

Scanned with CamScanner

ہوتا ہے اور اسے کائنات کا ذرہ ذرہ ذِکرِ حق میں مشغول نظر آتا ہے اس مقام پر عارفِ شیراز حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

برگِ درختاں سبز در نظرِ ہوشیار

ہر ورق دفتر یست معرفت کردگار

ترجمہ: سرسبز درختوں کے پتّے ہر ہوشیار صاحبِ نظر کو بلکہ ہر ورق اہلِ ہوش حواس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت، پہچان اور عرفان کا دفتر نظر آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(209)

وجود سالڪ جو محو ٿي ڪنان حصول لطافتا
ٿئي لائق جذبي حق جو ، جو باري بي مثلا

محو ہو جائے لطافت سے وجود اس عبد کا
ذاتِ بے ہمتا میں لائق جذب کے ہو بے خطا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ سُلطانُ الاذکار کے ذاکر اور طالب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "سُلطانُ الاذکار" کے ذریعے سالک کا اپنا ظاہری کثیف وجود ختم ہو جاتا ہے اور وہ مقام فنا میں پہنچ کر ایک نیا روحانی جسم حاصل کر لیتا ہے۔ اب اسے ذاتِ باری ذاتِ بے مِثال کی جانب سے خُود ہی جذب و کشش کے ذریعے روحانی پیغام آنے لگتے ہیں اور اُس کے سارے تعلق اور ناتے محض ذاتِ بے ہمتا سے جُڑ جاتے ہیں اور اس ذکر کی برکت سے مخلوقات سے تمام تعلقات اور رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(210)

نہ چکي سُرکي شخص جو سو نہ لهي ساءِ
مَنْ لَمْ يَذقْ لَمْ يَدْرِ اهنج انهي آ(ه)

جس نے چکھی ہی نہیں وہ شخص کیا جانے مزا
"جو نہ چکھے وہ نہ جانے" خوب فرمایا گیا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے کبھی شراب پی یا چکھی نہ ہو اُسے شراب کے مزہ اور ذائقہ کا کوئی علم نہیں ہو سکتا جیسا کہ عربی کی اس مشہور مثال میں کہا گیا ہے کہ مَنْ لم یَذقْ لم یَدْرِ شَیئًا (جس نے چکھا ہی نہیں وہ کسی چیز کا مزہ کیا جانے)۔

Scanned with CamScanner

(211)

گڑ نہ سڃاپي ڳالهين جان جان گڑ نہ کا
شغل ڇهون نفي اثبات جو ونڊي ان طرحا

گڑ کا باتوں سے پتا چلتا نہیں جب تک نہ کھا
شغلِ ششم نفی و اثبات اس طرح ہے اے فتا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ سُلطانُ الاذکار کے رموزِ روحانی کی لذّات کو ایک مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کبھی گڑ نہ کھایا ہو اُسے باتوں اشاروں یا تقریروں سے نہیں سمجھایا جا سکتا کہ گڑ کا مزہ کیا ہوتا ہے یعنی گڑ میٹھا ہوتا ہے یا تُرش یا کسیلا ؟ لہذا جب تک طالبِ سلوک سُلطانُ الاذکار کے مراحل طے نہیں کرے گا اُسے تجلیاتِ اسمِ ذات اللہُ کے انوار و اسرار کے بارے میں بھلا کیا کہا اور سمجھایا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغلِ پنجم سُلطانُ الاذکار کی تفہیم کے اختتام پر شُغلِ ششم یعنی ذِکرِ نفی و اثبات کا بیان فرماتے ہوئے اُس کے طریق اور اشغال و اعمال بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(212)

حاصل ڪري حق ان جو پچائي تِها
جئين ٻہ آگر هيٺ ناف ڪنان بند ڪري پساها

خوب حاصل کر اسے اور خوب اسے پختہ بنا
حبسِ دَم کر ناف کے نیچے دو اُنگل پر ذرا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغلِ ششم نفی واثبات کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک جب اس شُغل (نفی واثبات) کو اپنے شیخ کامل سے حاصل کرے تو اُسے اچھی طرح حاصل کر کے اُس میں پختگی اور دوام بھی پیدا کرے۔ یعنی شُغلِ نفی واثبات میں دو اُنگل ناف کے نیچے حبسِ دم کر کے اُس پر ڈَٹ جائے اور جب تک مقامِ نفی واثبات سے مرشد فراغت کی اجازت عطا نہ فرمائے طالب اس شُغل میں ذرا بھر کوتاہی غفلت اور سُستی نہ کرے۔ طالب کے روحانی سفر کے لئے غفلت اور ناغہ مُہلک ہے۔

Scanned with CamScanner

(213)

ء حواس مڑئي خيالن ڪنان خيال جي ڪوڙا
بند ڪري سين قوت خيال حرف لا جي ڪا

دور کر حواسِ خمسہ سے خیال اور واہمہ
حبسِ دم کر قوّتِ تخئیل سے از حرفِ لَا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ شُغلِ ششم جو کہ نفی و اثبات پر مشتمل ہے، ایک مشکل اور اہم مرحلہ ہے طالبِ سلوک اسے یوں سمجھے کہ دُو اُنگل ناف کے نیچے لطیفۂ نفسی کا مقام مثلِ ظُلمت کدہ ہے اس مقامِ ظُلمانی و تختِ شیطانی کے مقام سے طالبِ سلوک کو اپنی سانس روکنی پڑے گی یعنی حبسِ دم کا شُغل اسی مقامِ کثیف و ظُلمانی سے شروع ہوتا ہے خیال رہے کہ اپنے دم یعنی سانس کو اپنے تخیل کی قوت کے ذریعے حرفِ لا، یعنی کلمہ توحید کے پہلے حرف سے، جو کہ حرفِ نفی ہے، طالبِ سلوک شُغلِ حبسِ دم کا آغاز کرے گا۔

Scanned with CamScanner

(214)

چڪي رساٹي مغز کا ۽ لفظ سندو اِلٰہ
آٹي کُلهي جئيٹي تي ۽ لفظ سندو الّا الله

کھینچ کر وہ مغز سے پہنچائے گا لفظِ اِلٰہ
بعد اِس کے دائیں کندھے پر وہ لائے الااللہ

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ذکرِ شُغلِ نفی و اثبات کا طریق کار بیان فرماتے ہیں کہ جب حرفِ لَا سے حبسِ دم کا آغاز کرے گا تو اُسے چاہیئے کہ لفظِ اِلٰہ کو جو لَا نفی کے بعد آتا ہے اپنے مغز سے کھینچ کر باہر لائے گا اور پھر لفظِ الا اللہ کو جو کہ کلمۂ اثبات ہے اپنے دائیں کندھے پر لا کر خیال ہی خیال میں دل پر ضرب مار کر حبسِ دم ہی کی حالت و کیفیت میں الا اللہ کے ذریعے ذاتِ حق کا اثبات کرے گا۔ اور اس طریقہ سے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پورا کرے گا اور ذکرِ نفی و اثبات جاری رہے گا۔

Scanned with CamScanner

(215)

كري شروع كلهي جيئٽي كان اهڙي ترتيبا
جئين لفظ الا روحي تائين لام به ٻئي سندا

دائیں کندھے سے ہو اس ترتیب کی پھر ابتدا
لفظِ الّا جیسے روحی تک بمع دو لام ھا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کلمہءِ طیب کے لفظِ نفی لَا کو مغز سے کھینچ کر ذکرِ نفی کا آغاز کرے گا تو پھر دائیں کندھے سے لفظِ اِثبات یعنی اِلَّا اللہ کو لفظِ اللہ کی دونوں لام سمیت لطیفۂ روحی تک پہنچائے گا یعنی لَااِلٰہَ کے شُغلِ نفی سے جب فارغ ہو تو کلمہ اِلَّا اللہ سے آغازِ شُغلِ ذِکرِ اِثبات کرے گا اور ذِکرِ اِثبات کو الا اللہ کی دو لاموں سے ملا کر ہی لطیفۂ روحی تک پہنچانا پڑے گا یعنی ایک لام "اِلَّا" والی اور دوسری لام "اللہ" والی جب دونوں لام ملا کر پڑھے گا تو لفظ "اِلَّا اللہ" بن جائے گا جس میں ذاتِ حق کا اثبات ہے ورنہ "اِلَّا" کو الگ اور اللہ کو الگ پڑھنے سے کلمہ اثبات صحیح طور پر ادا نہیں ہو سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(216)

اسم " الله" لنگهائي سري ڪنا
۽ "ه" سندي اسم الله آڻي هڻي قلب تي اي ترتيبا

اسم اللہ پھر وہ سرّی سے گذارے اے فتا
ھاءِ اللہ قلب پر دے مارے بے چون و چرا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب شُغلِ ذِکرِ اِثبات، حبسِ دم کے ساتھ شروع کرے تو الااللہ میں سے اگلی دو لاموں کو ملا کر (یعنی اِلّا کی لام کو اللہ کی لام سے ملا کر) لطیفۂ روحی تک لے جائے اور پھر اسمِ اللہ کو لطیفۂ سرّی سے گُذارتے ہوئے اسمِ اللہ کی "ہ" کو اللہ سے اس طرح ملا کر ذکر کرے کہ اسمِ اللہ کے "ہُ" کی ضرب ذاکر کے قلب پر پڑتی معلوم ہو۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ " لَااِلٰہ" میں ساری مخلوق کی نفی تھی یعنی کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اگلے ذِکر " اِلّااللہ" میں ذاتِ حق کا اثبات یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

Scanned with CamScanner

(217)

كٹي پڑهي ساهه هيڪڙو مرتبو سري جي ترتيبا
كين پنج كين ست كين نئون يا يارنهن پيرا

کھینچ کر دم پڑھ طریقِ سرّی سے اک مرتبہ
کچھ نے پانچ اور سات یا، نو گیارہ دفعہ بھی لکھا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر پہنچ کر طالبِ سلوک اونچی سانس لے کر یعنی کھینچ کر ایک ہی مرتبہ یعنی ایک ہی دم میں لطیفۂ سرّی کی ترتیب کے مطابق اسمِ "اللہُ" پڑھے۔ دوسرے مصرع میں فرماتے ہیں کہ کچھ مشائخ نے یہ ذکر (سُلطانُ الاذکار) سرّی کی ترتیب کے مطابق پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا نو مرتبہ یا گیارہ مرتبہ ایک ہی سانس میں خیال ہی خیال میں ادا کرنے کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ غالباً حضرت حافظُ المِلّتؒ کا مقصد یہ ہے کہ یہ تعداد طالبِ سلوک کی اپنی ہمت اور استعداد یا حوصلے پر مُنحصر ہے ورنہ ایک دفعہ تو اس طریقہ سے ذکرِ اسمِ اللہُ حبسِ دم کے ذریعے لازمی اور لابُدی ہے۔

Scanned with CamScanner

(218)

ان طرح رساڻين اڪويهن مرتبن تائين منجهہ هيڪڙي ساها
۽ جنهن وقت بند ڪرڻ ساهہ جي کا ٿئي عاجزا

اس طرح اک سانس میں پڑھ بیس اور اِک مرتبہ
اور جب عاجز ہو حبسِ دم سے سالکِ برملا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک اِس ذکر اور شغل کو حبس دم کے ذریعے ایک ہی سانس میں اکیس (21) مرتبہ تک پہنچائے گا تو یہی ذکرِ حبسِ علی الدوام کا کمال ہو گا۔ اس مقام پر پہنچ کر طالب کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اب وہ اس مقام سے باسلامت گذر گیا ہے اور اب وہ اس ذکر کا عامل کامل اور شاغل واصل سمجھا جائے گا۔ اور اس کے قلب پر بلکہ ایک ایک انگ پر ذکر حبس علی الدوام کے اثرات ظاہر ہونے لگیں گے۔ حضرت حافظُ الملتؒ طالبِ سلوک کو مزید ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر طالبِ سلوک حبسِ دم کے ذکر سے اکیس (21) عدد تک پہنچانے کے بعد تنگ اور عاجز ہو جائے تو پھر مندرجہ ذیل شعر پر عمل کرے۔

Scanned with CamScanner

(219)

تڏهين چڏي دم کي اِکي جي عددا
کنان ڦوٽي نڪ جي وقت چڏڻ پساها

طاق گنتی پر وہ اپنی سانس چھوڑے بے ریا
ناک کے سوراخ سے تب سانس چھوڑے بے خطا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ذکرِ حبسِ علی الدوام کو ایک ہی سانس میں اکیس (21) مرتبہ تک پہنچانے کے بعد اگر ذاکر اس عمل سے تھک کر عاجز ہو جائے تو پھر اپنی سانس کو ناک کے سوراخ سے نکالنا شروع کر دے تاکہ اسے راحت اور فرحت حاصل ہو سکے چنانچہ اس عمل سے طالب پر قبض اور گھٹن طاری نہیں ہو گی بلکہ فرحت وانبساط کے ساتھ اس عمل کو جاری رکھ سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(220)

ع چوي خيال سين محمد رسول الله
ع لحاظ معنٰي جو پڻ ڪري فڪر سين مضبوطا

خیال میں کر پھر محمد رسول اللہ بھی تو ادا
غور و فکر اِس کے معانی میں بھی کر اے پارسا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ذکر حبسِ دم کو اکیس (21) مرتبہ ایک ہی سانس میں ادا کرنے سے جب طالب عاجز و درماندہ ہو جائے تو ناک کے سوراخ سے سانس چھوڑ کر سکون حاصل کرے۔ اور پھر زبان نہ ہلاتے ہوئے خیال ہی خیال میں ذکر کلمہ طیبہ کا اگلا حِصّہ یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ ادا کرتے وقت اس کے معانی پر بھی اچھی طرح غور و فکر کرے یعنی کلمہ طیبہ کے معانی اور اسرار و رموز پر بھی خوب دھیان کرتا رہے تا کہ ذکر میں لذت، سرور، اور فرحت حاصل ہو۔

Scanned with CamScanner

جئين وقت چوڻ لاالہ جي چاڻي هن طرحا
تہ ڪونهي الله ڪو ٻيو ۽ وقت چوڻ الا الله

دھیان میں رکھے یہ معنٰی جب کہے وہ "لَا اِلٰہ"
کہ بجز اللہ نہیں معبود کوئی دوسرا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ناک کے نتھنے سے طالب اپنا سانس خارج کر کے جب سکون واطمینان حاصل کرے تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کہ کر کلمہ طیبہ پورا کرے اور پھر اس کے معانی پر بھی غور و فکر کرے۔ مثلاً جب وہ لَااِلٰہ کہے تو یہ سمجھے کہ خدا کی ذات یعنی ذات اللہ کے سوا فرش سے لیکر عرش تک نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی خالق ہے اور نہ کوئی مالک ہے اور اس پوری کائنات یا کون و مکان میں حضرت سیدنا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ ہی اس کے آخری نبی، آخری رسول، نائب اور خلیفہ ہیں اور تمام مخلوق کے لئے محض وہی ایک وسیلہ اور واسطہ ہیں جس کے ذریعے خدا مل سکتا۔

Scanned with CamScanner

(222)

جي جاڻي تہ مگر الله جلشانہ جو آهي بي مثلا
۽ وقت چوڻ محمد رسول الله جي جاڻي هن طرحا

جب وہ اِلَااللہ پڑھے جانے کہ ہے بس اک اِلٰہ
جس کی کوئی مثل ہے نہ اُس کا کوئی دوسرا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب "اِلَّااللہ" کہے تو یہ یقین رکھے اور جانے کہ اللہُ جلّشانہُ کی ذات بے مثل اور بے مثال ہے نہ اس کا کوئی شریک نہ ساجھی، اور نہ نظیر ہے اسی طرح جب وہ مُحَمَّدٌ رَّسُول اللہ کہے تو اس ایمان اور یقین کے ساتھ کہے کہ آنحضرت سرورِ کائنات ﷺ اللہ کے سچے رسول اور آخری پیغمبر ہیں۔ اب جو کمالات ظاہری و باطنی یا دینی اور دُنیاوی حاصل کرنے ہوں وہ اسی ذاتِ اقدس کے ذریعہ ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں گویا بقول شیخ سعدیؒ

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہر گز بہ منزل نہ خواہد رسید

(پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف جو بھی راستہ اختیار کرے گا وہ کبھی منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکے گا۔)

Scanned with CamScanner

(223)

ته حضرت مُحَمَّدُ رَسُولُ الله جو آهي ان جو رسولا
پيڇاڻان فارغ ٿيڻ شغل جي پڙهي هي دعا

پڑھ محمدؐ رسولُ اللہ باصدق و صفا
شغل سے جب ہووے فارغ تو پڑھے پھر یہ دعا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ " مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ " کہتے وقت یہ خیال کرے کہ حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُول اللہ کی ذات مقدس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرتبۂ رسالت پر فائز ہے اور آپؐ اللہ کے آخری رسولؐ اور نبیؐ ہیں۔ جب شغل حبس علی الدوام سے طالب کُلّی طور پر فارغ ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور خلوص نیت اور صدق دل سے یہ دعا کرے جو اگلے شعر میں بیان کی جارہی ہے۔

Scanned with CamScanner

اَللّٰھُمَّ اَنتَ مَقصودي ورضاک مطلوبي
گھرجي طالب کي تہ سمجھي هن مقدمي کي خاصي هن طرحا

تُو ہے مقصود اور تُو مطلوب اے میرے خُدا
چاہیئے طالب کو سمجھے اس حقیقت کو ذرا

تفہیم: اے اللہ تو ہی میرا مقصود ہے اور مجھے دین و دنیا میں اس جہان اور آخرت میں صرف تیری رضا اور خوشی مطلوب ہے، میرے یہ سارے اشغال و اعمال اور اوراد و اذکار بھی تیری رضا کے لئے ہیں۔ حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس بیت کے دوسرے مصرعہ میں مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ اس مقام پر طالبِ سلوک اس دُعا کے الفاظ کو مقدمہ یا پیش لفظ سمجھے اور کوشش کرے کہ ان دُعائیہ الفاظ کو اپنا مقصود بنالے۔ اور یہ کہ شغل حبسِ دوام میں اصل مقصود نفیِ ذات ہے، اگر طالب اپنی ذات اور تمام عالمِ ہست و بُود کی نفی کر کے اپنی ہستی کو مٹا کر آگے نہیں بڑھے گا، اسے مقصود حاصل نہیں ہو سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(225)

ۼ گھٹو ڪري هن ۾ سعيو نفي جو جيڪي آ
ۼ نفي ڪري تنهن وجود کي ۼ اثبات باقي کا

نفی کی بھرپور کوشش اس میں کرلے سالکا
یعنی اپنی نفی، اوراثبات "باقی" ذات کا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ مذکورہ بیت نمبر 223 کے دوسرے مصرعہ کی مزید تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مذکورہ دُعا کو حقیقی اور معنوی طور پر سمجھ کر پڑھے اور اس دُعا کے دوران اپنی ذات اور ہستی کو ذاتِ حقیقی میں مٹا کر محو کر دے، جب طالب کی اپنی ذات فنا ہو جائے گی تو باقی صرف ذاتِ حق رہ جائے گی۔ گویا اب طالبِ سلوک بقاباللہ کی سیڑھی پر قدم رکھ چکا ہے اور نفی و اثبات کے سبق کا آغاز کر دیا ہے یعنی اپنی ذات کی نفی اور ذاتِ حق کے اثبات کے شُغل میں راسخ قدم ہو چُکا ہے۔ طالبِ سلوک یہ دُعا انتہائی عاجزی اور خلوصِ دل سے پڑھے کیونکہ ان تمام اعمال واشغال اور اوراد واذکار کا اصل مقصد ہی حصولِ رضائے الٰہی ہے۔

Scanned with CamScanner

ع جي نہ پروڑيائين ان ۾ تہ منجھہ ٻين شغلن باقي کا
ع لھي نفي اثبات ۾ خاصي اي طرحا

نفی اور اثبات میں محنت سے گر کچھ نہ ملا
دُوسرے اشغال میں کیوں کر ملے گا مُدعا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں اگر شغل نفی اثبات میں طالبِ سلوک نے پوری ہمت، حوصلہ اور کوشش نہ دکھائی تو اسے باقی اشغال میں بھی کامیابی حاصل ہونا مشکل نظر آتا ہے کیونکہ سالک کے لئے سب سے مشکل مرحلہ شغل نفی واثبات کا طے کرنا ہے۔ جب تک طالب اپنی خودی اور ذات کو مٹا کر محو اور فنا نہیں کرے گا ذاتِ باقی تک کیسے پہنچ سکے گا۔ اس لئے طالبِ سلوک " بقاو فنا" کے مرحلہ میں خوب ہمت اور جدوجہد دکھائے تاکہ سلوک کے اگلے مراحل اس پر آسان ہو جائیں۔ اس بارے میں حضرت حافظُ الملتؒ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس قدر ہو سکے شغل نفی واثبات میں محنت کرے باقی مشاغل تو بہت آسان ہیں۔ طالبِ سلوک کا اصل مُدعا تو ذاتِ حقیقی تک رسائی حاصل کرنا ہے اور ذاتِ باری تک یہ رسائی محض شُغل نفی واثبات پر ہی مُنحصر ہے۔

Scanned with CamScanner

(227)

ءِ جي نہ پروڙيائين ان ماڳ ۾ تہ منجھہ ٻين شغلنءَ
مور نہ پروڙيندو ان کي جئين اي شغلا

نفی اور اثبات کو طالب نہ طے گر کر سکا
دوسرے اشغال میں دیکھے گا مشکل مرحلہ

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ مقام نفی واثبات کے شُغل کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کسی طالبِ سلوک نے اس مقام پر یعنی مقامِ نفی و اثبات میں کمال حاصل نہ کیا تو "ذِکر پاس انفاس"، "ذِکر لطائف ستہ"، "سُلطانُ الأذکار" اور دیگر تمام مراحلِ سلوک میں کمال حاصل نہیں کر سکے گا۔

Scanned with CamScanner

آهي تماميت ذڪر جي ۽ منجهه ان شغل لازم آه
جئين پيدا ڪري جذبو جو مهد لطافت آه

ہے کمالِ ذکر یہ لازم ہے بہرِ مشغلہ
جذبہ خود پیدا کرے، جو ہے لطافت کی جگہ

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ مقام (مقامِ نفی واثبات) شُغل ذِکر کا انجام، تکمیل اور تتمّہ ہے۔ گویا اس مقام کو طے کر لینے کے بعد طالبِ سلوک مقاماتِ سلوک میں کامل اور مکمل ہو جاتا ہے۔ اس لئے حضرت حافظُ الملتؒ فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک اس ذِکر کے شُغل کو اپنے لئے لازمی قرار دے تاکہ اس کی تکمیل ہو سکے، اور وہ دستار بندی اور خرقۂ خلافت کا اہل بن سکے۔ حضرت حافظُ الملتؒ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک کا قلب جو کہ لطافت کا مہد یا جھولا ہے جب تک اس میں فنا و بقا کے ذکر کا جذبہ پیدا نہیں ہو گا طالب کی تکمیل نہیں ہو سکے گی اس لئے طالبِ سلوک اس مہد (قلب) میں شُغل ذِکر نفی واثبات اس کثرت اور تسلسل سے کرے کہ مہدِ لطافت یعنی قلبِ طالب میں جذبہء دیدارِ الٰہی اور شوق سیرِ اِلی اللہ خود بخود پیدا ہو جائے اور طالبِ سلوک منزلِ مقصود کو جا پہنچے بلکہ ایسا جذبہ پیدا کرے کہ طالب کا وجود ہی باقی نہ رہے۔

Scanned with CamScanner

(229)

ء ڪشش برگزيدي ڪي حق جي طرفا
جي معشوق نہ گھري تہ عاشق ڪي اصلا

حق کی جانب سے کشش ہے برگزیدہ کا صلہ
ملتا ہے عاشق کو بھی معشوق سے ہی حوصلہ

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس مقامِ نفی واثبات کی تکمیل اور جذبہ و کشش کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک اس مقام پر پہنچتا ہے اور فنا کی سیڑھی سے گُذر کر بقا کے ایوان نور میں داخل ہوتا ہے تو ایسے طالبِ سلوک کو خود ذاتِ حق کی طرف سے مقامِ عروج اور ایوانِ بقا کی طرف کشش حاصل ہوتی ہے کیونکہ اگر معشوق یا محبوب کی رضا شامل نہ ہو تو عاشق یہ جُرات اور حوصلہ کر ہی نہیں سکتا کہ ایوانِ محبوب میں قدم رکھ سکے۔اس بارے میں کسی فارسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ

Scanned with CamScanner

عشق اول در دلِ معشوق پیدا می شود

تا نہ سوزد شمع پروانہ کے شیدا شود

(ترجمہ: عشق ہمیشہ پہلے معشوق کے دل میں پیدا ہوتا ہے پھر عاشق کی طرف رُخ کرتا ہے مثال کے طور پر اگر شمع یا چراغ میں آگ روشن نہ ہو تو پروانہ کیونکر جلنے کے لئے آئے گا۔)

Scanned with CamScanner

(230)

سعيو عاشق ويچاري جو ڪٿي نہ پهچا
اگر از جانب معشوق نبا شد ڪششي

سعی بے حاصل ہو اُس کی، آہ اُس کی نارسا
جانبِ محبوب سے جب تک کشش نہ ہو ذرا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک مقامِ نفی واثبات طے کرتا ہے تو ذاتِ بے مثل و بے مثال کی جانب سے طالب کو ایک خاص جذبہ اور کشش محسوس ہوتی ہے، عارفوں کی اصطلاح میں اِسے "جذبۂ عشق و محبت" کہا جاتا ہے، اگر ذاتِ حق کی جانب سے طالب کو کشش حاصل نہ ہو تو وہ محض مقامِ حیرت اور استعجاب میں ہی عمر گذار دیتا ہے اور ایک عاشق ناکام کی طرح عمر بھر صرف آہ آہ کرتا رہتا ہے۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب تک محبوب حقیقی کی طرف سے طالب سلوک کو جذب و کشش نہ ملے اس کی ساری سعی و محنت اور تمنا و آرزو بے ثمر اور ناحاصل رہے گی اور اس کے دل سے نکلنے والی آہ کو آہِ نارسا ہی کہا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

(231)

کوششِ عاشقِ بیچارہ بجائي نرسد
کہ نہ اڈي آسمان ڈانھن منجھائي جھنگلا

کوششِ عاشق سے مل سکتا نہیں ہے مُدعا
تِنکا صحرا سے نہیں اُڑ سکتا خود سُوئے سما

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس مقامِ جذب و کشش کو مزید مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ عاشقِ ناتواں کی زندگی بھر کی کوشش کبھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتی جب تک معشوق یعنی محبوب کی طرف سے التفات اور جذبۂ کشش حاصل نہ ہو جیسے جنگل کا کوئی معمولی سا تنکا بھی خود بخود اُڑ کر آسمان کی طرف پرواز نہیں کر سکتا جب تک کہ اُسے تیز و تند ہوا زمین سے اُٹھا کر آسماں کی طرف اُڑا نہ لے جائے۔

Scanned with CamScanner

(232)

جانسين واچوڑو نہ ڪٽي ان ڪڪ ڪا
ان مڪان ۾ سالڪ ڇڏي ٿو بار هستي ڪا(ن)

جب تلک اُس کو بگولا لے کے اونچا نہ چلا
سالک اِس منزل پہ آکر بارِ ہستی سے چُھٹا .

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ معشوق کی کشش یا جذبۂ محبت بھی جنگل کے بگولے یا تیز و تُند ہوا کی طرح عاشق کو اُڑا کر اپنے قدموں میں ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ سالک کو جب یہ مقام حاصل ہوتا ہے یعنی محبوب حقیقی کی جذب و کشش اُسے عالمِ بالا کی طرف بُلا لیتی ہے اور وہ مقامِ نفی سے گُذر کر مقامِ اثبات کا مکین ہو جاتا ہے تو وہ اپنی ہستی اپنی ذات اور اپنی انا سے آزاد ہو جاتا ہے۔ حضرت حافظُ الملتؒ نے فارسی کے شعر کا ایک مصرعہ بیت نمبر 229 میں استعمال

Scanned with CamScanner

کیا ہے اور دوسرا مصرعہ بیت نمبر 230 میں استعمال کیا ہے جبکہ پورا شعر اس طرح ہے۔

اگر از جانبِ معشوق نباشد کششے
کوششِ عاشق بیچارہ بہ جائے نہ رسد

ہو کشش جب تک نہ محبوب حقیقی سے ذرا
کوشش عاشق سے مل سکتا نہیں ہے مدعا

Scanned with CamScanner

جا هستي موهوم سنديس بنياد جنهن جو ناه
ءِ وجي سو مٹانهين کي جو قرب رب جو آه

ہستیٔ موہوم بے بُنیاد ہے اور بے بقا
قُربِ حق لے جاتا ہے اُس کو سوئے عرشِ عُلا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جب ذاکر مقامِ بقا میں پہونچتا ہے تو اس کی فانی اور معدوم ہَستی کو اللہ تعالیٰ اپنا قُرب عطا فرما کر اسے عرشِ عُلا کے مکینوں میں شامل کر لیتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اسے اس شُغل نفی و اثبات اور ذِکرِ اِلَّااللہ سے ہر روز بُلندی اور عُلو نصیب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قُربِ رَبّانی کے بُلند ترین مقام تک جا پہنچتا ہے اور اس جہاں کے تمام تعلقات ترک کر کے اپنے رب سے لو لگا لیتا ہے۔ بقول مولانا روم علیہ الرحمۃ

ہست ربُّ الناس را با جانِ ناس اِتصالے بے تکیّف بے قیاس

ترجمہ: بندہ جب اس مُقامِ قُرب پر پہنچتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بے مِثل ذات کو اُس کے ساتھ ایسا قُرب ہو جاتا ہے جس کی نہ تو کیفیت بیان کی جا سکتی ہے اور نہ وہ قُرب کسی انسان کے قیاس اور گُمان میں آ سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(234)

ء قبوليت انهي شغل جي طالع ڪري مددا
ٿئي پيدا وقت تہ جڏهين رساٽين اڪويهن ڪا

شُغل طالع کی مدد سے ہو یہ مقبولِ خدا
پہنچے گا اکیس دفعہ تک وہ وقت آ جائے گا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شُغل فنا و بقا یعنی شُغلِ نفی و اثبات کی قبولیت سے طالبِ سلوک کا طالع سعادت (یعنی ستارۂ خوش بختی) اُس کا مددگار بن جاتا ہے اور شُغلِ حبس علی الدوام اور منزلِ فنا و بقا طے کرنے کی برکات سے طالب پر ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ وہ حبسِ دم کو اکیس کے عدد تک پہونچا کر ہی دم لیتا ہے اور اس ذکر و شُغل میں اُسے روز افزوں ترقی اور دوام حاصل ہو جاتا ہے جو بہت بڑی سعادت اور مدارجِ سلوک میں رُتبۂ کمال ہے۔

Scanned with CamScanner

(235)

گھٹو ساھہ پنھنجو وڌائي ٿو عددا
توڙي ڪٽي دم مُڻان تہ فڪر نہ آ(ہ)

جبس دم کو بھی بڑھائے، مشق اور کسرت کرے
نامکمل سانس لینے سے وہ ہرگز نہ ڈرے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک جبسِ دم کی مشق کرتے کرتے اسکی تعداد کو بڑھا بھی سکتا ہے۔ اگر طالبِ سلوک کثرتِ جبسِ دم اور کثرتِ تعداد سے پوری سانس بند کرنے کی بجائے پونی سانس بھی بند کرنے لگے تو کوئی مضائقہ اور اس شُغلِ جبسِ دم میں کوئی نُقصان نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کسرت اور مشق سے پوری پوری سانس بھی اکیس عدد سے بڑھا سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(236)

جانسين جذبو پيدا نہ ٿئي تانسين تائين گهرجي
تہ ڏينهن رات اِن شغل سان مشغولي ڪري ڇهنپ ڪري

جب تلک پیدا نہ ہو جذبہ تو اُس کو چاہیئے
روز و شب مشغول اِس میں رہ کے خود کو رنگ لے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شُغل ذکرِ حبسِ دم کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تک طالبِ سلوک میں جذبۂ عشق الٰہی اور کششِ حُبِّ ذات پیدا نہ ہو وہ دن رات اس شغل میں پوری محنت سے مشغول رہے تاکہ شب و روز کی محنت شاقہ سے صِبغۃُ اللّٰہی رنگ میں رنگا جائے یہ وہ رنگ ہے جسے قُرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے " وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً" (اللہ تعالیٰ کے رنگ سے بہتر اور کونسا رنگ ہو سکتا ہے) کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ بے شک اللہ کی محبت اور قُرب کے رنگ سے زیادہ اچھا خوبصورت اور حسین دوسرا کوئی رنگ نہیں ہو سکتا۔

Scanned with CamScanner

ع پشيمان ٿي ڪري زاري ع بيقراري راتيان ڏينهن روئي
ع مشغولي ان شغل جي موران ڪيم ڇڏي

ہوکے نادم عاجزی سے روز و شب گریہ کرے
شغلِ مذکورہ کی مشغولی سے ہرگز نہ ہٹے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ شُغل حبسِ علیٰ دوام اور مقامِ فناوبقا کے دوران طالبِ سلوک دن رات رونے زاری کرنے اور قلبی بے چینی اور بے قراری میں گذارے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بندے کا رونا عاجزی کرنا اور وصالِ حق کے لئے بے قرار ہونا بہت پسند ہے ندامت کے آنسو انسان کا سب سے بڑا سرمایہ اور تحفہ ہے جو وہ خدا کی بارگاہ میں پیش کر سکتا ہے۔ مولانا رومؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

چوں خدا خواہد بہ مایاری کند۔ میل ما را جانبِ زاری کند

(جب خداوند قدوس اپنے بندے سے دوستی اور محبت کرنا چاہتا ہے تو اُسے گریہ و زاری میں لگا دیتا ہے۔)

Scanned with CamScanner

اس مضمون کو ماہر القادری مرحوم نے کس خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔

اُس دل پہ خدا کی رحمت ہو جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے
اک بار خطا ہو جاتی ہے سو بار ندامت ہوتی ہے

Scanned with CamScanner

(238)

جاڻ تہ مقصد ان جو اهوئي آهي
۽ اُپٽجڻ دروازو رحمت جو آهي انهي تي

مقصدِ طالب ہے زاری اور ندامت جان لے
بابِ رحمت اس سے کھُلتا ہے تُو یہ بھی مان لے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اِس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک کا اصل مقصود قُربِ الٰہی ہے اور قُربِ الٰہی کا دروازہ آہ وزاری گریہ اور ندامت کے بغیر کھُلنا محال ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اے طالبِ سلوک یہ حقیقت اچھی طرح جان لے کہ تمام اعمال واشغال نیز اوراد واذکار کا اصل مقصد بارگاہِ ربّ العزت میں عجز وزاری کا تحفہ پیش کرنا ہے اور یہ بھی سمجھ لے کہ بابِ رحمت کا کھُلنا بارگاہِ ربِّ العالمین میں گریہء وزاری کرنے اور تکمیلِ شُغل نفی و اثبات کے بغیر ناممکن ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے فَلۡيَضۡحَكُوا قَلِيلًا وَّلۡيَبۡكُوا كَثِيرًا (ہنسو کم سے کم اور آہ وزاری زیادہ سے زیادہ کرو)

Scanned with CamScanner

(239)

جي اپڻجي تہ سڳورو ٿئي نہ تہ ووءِ واءِ ڪري
ءِ سوا وڃائڻ وجود جي ءِ خطرن ان جي

در یہ کھل جائے تو برکت، ورنہ واویلا کرے
اپنی ہستی کو مٹانے سے ہی یہ مقصد ملے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ بابِ رحمت کے کھُلنے کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رحمت کا دروازہ کھُلنا ہی مقصودِ مجاہدات ہے۔ اگر اعمال و اشغال اذکار و اوراد اور آہ و زاری سے طالب پر رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو خوش قسمت اور سعادت مند سمجھے ورنہ ساری زندگی آہ آہ اور ہائے ہائے کرتے گُذر جائے گی پھر بھی مقصود حاصل نہیں ہو سکے گا۔ دوسرا مصرعہ آنے والے مضمون سے تعلق رکھتا ہے چُنانچہ مزید فرماتے ہیں کہ سعادت اور قُرب کا یہ دروازہ تب تک نہیں کھل سکتا جب تک طالب اپنی ہستی، وجود اور انا کو مٹا کر مقامِ فنا میں محو نہ ہو جائے جب ہستی اور وجود کے سارے خطرات اور اوہام مٹ جائیں گے تو بابِ رحمت اور قُربِ سُلطانی طالب سے دور نہیں۔

Scanned with CamScanner

(240)

ءِ ري ڇڏڻ ماسويٰ حق جي جذبو ڪين ٿئي
ڇو تہ هي هستي جا آهي ماڻهون کي

گر نہ چھوڑے ماسویٰ، جذبۂ حق کیوں ملے؟
کیونکہ یہ ہستی تو ہے انسان کی اس کے لئے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ مقامِ فنا وبقا کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک جب تک ماسویٰ اللہ کو ترک کر کے ذاتِ حقیقی میں فنائے کامل حاصل نہیں کرے گا تب تک اسے جذبہ حق سے کوئی بہرہ اور حصّہ یا ثمر نہیں ملے گا یہی جذبہ تو مقصود اہلِ سلوک ہے جسے جَذْبَۃٌ مِن جَذَبَاتِ اللہ کہتے ہیں اگر یہ جذبہ و کشش سالک کو خود ذاتِ حق کی جانب سے عطا نہ ہو تو اسکی محنت کسی کام نہیں آسکتی۔ پھر فرماتے ہیں کہ انسان کی ہستی وجود اور انا کی بُنیادیں پاتال تک گہری ہیں اور کیونکہ انسان کو وجود کی جو ہستی ملی ہوئی ہے اُس کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکنا بہت ہی مشکل مرحلہ ہے اس لئے جب تک طالبِ سلوک ترکِ ماسویٰ اللہ

Scanned with CamScanner

کی منزل طے نہیں کرے گا قُربِ حقیقی نہیں حاصل کر سکے گا۔ جیسا کہ کسی قدیم اردو شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

اگر کچھ مرتبہ چاہے مٹا دے اپنی ہستی کو
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گُلزار ہوتا ہے

مولانا رومؒ نے اس سے بھی زیادہ بلیغ انداز میں اس مسئلے کو بیان فرمایا ہے۔

تو در او گم شو وصال ایں است و بس
تو مباش اصلاً کمال ایں است و بست

(تو اپنی ہستی کو مٹا کر ذاتِ حقیقی میں گُم ہو جا یہی عین وصال ہے اور تو اپنے وجود کو درمیان میں نہ لا تو یہی کمالِ روحانیت ہے اور بس)

Scanned with CamScanner

كنان ابتدا حضرت آدم جي كنان مٹي
۽ پاڻي سا اسان جو پوکيا اڄ توڻي خيال ڪاڻي جو به آڻي

حضرتِ آدم سے یا اس سے بھی ماقبل اور پرے
پانی کی تخلیق سے لے کر جو گذرے مرحلے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ انسانی وجود اور ہستی کی بُنیاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تخلیقِ آدم کے زمانہ سے بلکہ اس سے بھی بہت پہلے عالمِ عماء و خفا کے ادوار سے بھی قبل حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے یا اس سے بھی قبل، عالمِ آب یا عماء سے انسان نے جو کچھ بھی بو یا یا تخلیق کیا، اگر ہم ان مدارج اور منازل کو خیال میں لائیں تو نتیجہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ محض خیال ہی خیال ہے۔ ہمارے لئے یہ سارے اَدوار اور عالم ایک گُمان ایک وہم اور خیال سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہیں شاید اسی نکتہ تخلیق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ نے فرمایا ہے کہ

جگ وہم خیال تے خوابے سب صورت نقش برآبے

(یعنی کائنات ایک وہم اور خواب و خیال کی مانند ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات نقش بر آب ہے)

Scanned with CamScanner

(242)

ء ان وڻ هستي خيال، اهڙي محڪم پاڙ ڪئي
جا تحت الثريٰ کان پار لنگهي هيٺ ٿي

شجرِ ہستیٔ خیال اب اس قدر مضبوط ہے
جسکی جڑ تحت الثریٰ سے بھی گذر آگے بڑھے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس تخلیقِ کائنات کی حقیقت مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہستی یا کائنات کا وجود شجرِ خیال سے زیادہ کچھ نہیں اور خیال کے اس درخت نے ایسی مضبوط جڑ پکڑ لی ہے کہ تحت الثریٰ سے بھی نیچے تک چلا گیا ہے گویا اس کی جڑیں پاتال سے بھی نیچے تک جا لگی ہیں اور ہستی کے فانی اور اس بے حقیقت وجود کی جڑوں کو بنیادوں سے اُکھیڑنا طالبِ سلوک کے لئے بہت ہی مشکل مرحلہ ہے مگر مقامِ بقا باللہ تک پہنچنے کے لئے اس مرحلۂ فنا کو طے کرنا بھی راہِ سلوک میں ایک لازمی امر ہے۔

Scanned with CamScanner

ڏارون ۽ پن ان جا آسمان کان لنگهي
مهد ٽيا جانسين پاڙ ان وڻ جي موران کين پٽي

اس کے پتے اور تنے افلاک سے اوپر گئے
جب تلک اُکھڑے نہ بیخ و بُن سے یہ کیونکر ہلے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہستیٔ موہوم اور اُس کے وجود کی شاخوں نے آسمان سے گُذر کر اپنا مہد یا جھولا تیار کر رکھا ہے جہاں خیال ہی خیال میں یہ شاخیں جھولتی رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس ہستیٔ موہوم اور فانی و خیالی وجود کی بیخ کنی کرنا اور اُسے جڑوں سے اُکھیڑنا یا اسکی بلند و بالا خیالی شاخوں کو قطع کرنا (کانٹ چھانٹ کرنا) طالبِ سلوک کے لئے مشکل ترین مرحلہ ہے۔ اسکی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طالبِ سلوک کے لئے مقام نفی و اثبات میں اسکی جڑوں کو کھود کر نکالنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس فانی وجود کو، اس ہستیٔ موہوم کو جب تک فنا کر کے بقا باللہ کی حویلی کی طرف قدم نہیں بڑھائے گا، طالب سلوک بقا باللہ کے مقام تک ہر گز نہیں پہنچ سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(244)

تانسين ڪماليت اِن جي هرگز هٿ نہ اچي
۽ ٻهاري سين لا جي واٽ کي جيسين نہ ٻهاري

تب تلک تم کو کمالِ آدمیّت کیوں ملے؟
لَا کی جھاڑو سے نہ جب تک راہ اُس کی جھاڑ لے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ہستیٔ موھوم کی بیخ کنی اور وجودِ خیالی کو محو و فنا کرنے کی حقیقت کو مزید تشریح کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ جب تک طالبِ سلوک کلمہءِ طیبہ کے پہلے لفظ "لَا" کی جھاڑو سے مقام بقا بااللہ کے راستے کو صاف نہیں کرے گا وہ بقا کی حویلی یعنی مقام "اِلَّااللہ" میں قدم نہیں رکھ سکے گا۔ گویا بقول حضرت حافظُ الملتؒ مقامِ فنا سے مقامِ بقا تک کا راستہ شیطانی اوہام و سواس اور شکوک و شُبہات کے کانٹوں سے بھرا پڑا ہے جب تک اس راہ کے یہ سارے کانٹے اور خس و خاشاک صاف نہیں کرے گا بقا کی حویلی میں یا ایوانِ بقا بااللہ میں قدم نہیں رکھ سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(245)

حويلي ۾ الا الله جي تانسين کين اچي
ء ان مقام ۾ طالب کي گهرجي ٿو ان پر

صحنِ الااللہ میں تب تک نہ کوئی آسکے
اس جگہ پر پہنچے جب طالب اسے یہ چاہیئے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اِلّاَاللہ کی حویلی میں داخل ہونے کے لئے تب تک تک کوئی نہیں آسکتا جب تک مندرجہ ذیل ابیات کے معانی کو عمل میں نہیں لائے گا

Scanned with CamScanner

(246)

تہ ڈوئي پشيماني ۽ حيراني گھٹو ۽ هو مضطر
تہ آهي اها دولت موڙي ۽ بخت مندي

دھوئے پانی سے ندامت کے وہ دل کو خوب تر
اصل دولت ہے یہی خوش بختی کا ہے یہ ثمر

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ طالبِ سلوک کو مقامِ بقاباللہ کی حویلی یا "لِی مع اللہ وَقت" کے خلوت کدہ میں داخلے کا طریق بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر مقامِ بقاباللہ اور لِی مع اللہ (قُربِ حق) کی حویلی میں داخلہ چاہتے ہو تو اپنے وجود کی فنائے کُلی حاصل کرو جس کا تفصیلی ذکر اوپر کے اشعار میں ہو چُکا ہے۔ اُس کے بعد گریہ وزاری کی پونجی اور پشیمانی یعنی ندامت اور حیرانی کا سرمایہ اپنے پلے میں باندھ کر اس حویلی کے دروازے پر جا بیٹھو۔ دوسرے لفظوں میں مقیم آستانۂ یار بن جاؤ۔ جب یہ کیفیات طالبِ سلوک پر طاری ہو جائیں گی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ طالبِ سلوک پر سعادت اور نیک بختی کے دروازے کھل گئے ہیں

Scanned with CamScanner

کیونکہ شوقِ دیدارِ الٰہی اور حصولِ قُربِ ذات کے لئے طالب میں حیرانی و پشیمانی اور گریہ ء وزاری سب سے اہم اسباب ہیں۔ مولانا رومؒ نے اس مقام پر کیا ہی خوب فرمایا ہے

زیرکی بفروش و حیرانی بخر　　زیرکی ظن است حیرانی نظر

(ہوشیاری اور عقلمندی بیچ کر حیرانی لے لو کیونکہ ہماری ہوشیاریوں عقلمندیوں اور چالاکیوں کی بُنیاد محض گمان پر ہے اور حیرانی، نظر یعنی نگاہ ہے، اور حیرانی وہم نہیں بلکہ حقیقت ہی حقیقت اور عشق ہی عشق ہے)

Scanned with CamScanner

(247)

جي ڏينهان ڏينهن شوق ۽ طلب جي وک وجي وڌندي
موجب هن بيت جي گهرجي عمل ڪيو

دن بہ دن گر شوق و ہمّت کا قدم بڑھتا رہے
شعرِ سالک کے مطابق عمل کرنا چاہیئے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس مقام میں یعنی بقا کی حویلی کے اندر پہنچ کر طالبِ سلوک کے اندر شوق حوصلہ ہمت اور آرزو بڑھنے لگتی ہے اور طالبِ سلوک کا قدم اس راہ میں روز بروز آگے بڑھنے لگتا ہے۔ اور جب ناقہ ءِ شوق تھکنے کا نام ہی نہ لے تو پھر بقول حضرت حافظ الملتؒ طالبِ سلوک کو آگے آنے والے فارسی شعر پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ وہ شوق کی اس منزل کو طے کر کے منزلِ مقصود تک پہنچ جائے۔

Scanned with CamScanner

(248)

جو فارسي واري هن باب ۾ چيو
دست از طالب ندارم تا کامِ من برآید

فارسی والے نے خوب اس باب میں نکتے کہے
تو بھی ان پر غور کر کچھ تو بھی ان پر سوچ لے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ نے منزلِ شوق کو طے کرنے کے لئے ایک فارسی شعر کے ذریعے سمجھایا ہے کہ فارسی شاعر نے کیا ہی خوب نکتہ بیان کیا ہے۔

دست از طالب ندارم تا کام من برآید
باجان رسد بہ جانان یا جان زتن برآید

ترجمہ: یعنی میں اپنی کوشش اور شوقِ دیدار کو تب تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ محبوبِ حقیقی کا وصال میسر آجائے یا پھر جان ہی قربان ہو جائے۔ گویا طالبِ سلوک کی انتہا منزل یہ ہونی چاہیئے کہ یا تو مقصودِ حقیقی کی بارگاہ تک جا پہنچے یا پھر اس سفر میں اپنی جان حوالے کر بیٹھے۔

Scanned with CamScanner

(249)

یا جان رسد بہ جانان یا جان زتن برآید
جان بہ جانان دہ وگرنہ از تو بستاند اجل

مطلب ملے نہ جب تک کچھ نہ دہن سے نکلے
یا دیکھوں اس کا جلوہ یا جان تن سے نکلے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ مقامِ فنا و بقا اور وصول الی الحق کو مزید وضاحت سے بیان فرماتے ہوئے ایک اور فارسی شعر کا حوالہ دیتے ہیں کہ

جان بہ جانان دہ و گرنہ از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش حافظ آں نکو یا ایں نکو

(اے عاشق صادق اپنی جان عزیز اپنے محبوبِ حقیقی کے قدموں میں قربان کر دے ورنہ اجل تیری تاک میں بیٹھی ہے کسی نہ کسی دن تیری یہ تیری جان عزیز اجل کے ہتھے چڑھ کر ختم ہو جائے گی) گویا

Scanned with CamScanner

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں
کمر باندھے ہوئے چلنے کو ہاں سب یار بیٹھے ہیں

مطلب یہ کہ اگر اس جان کو تو نے خوشی خوشی اپنے محبوب کے قدموں پر نچھاور نہ کیا تو اسے ویسے بھی بہت جلد اجل کے ہاتھوں ختم ہو جانا ہے۔

Scanned with CamScanner

خود تو منصف باش حافظ آن نکو يا اين نکو
جانسين جيرو طلب جو مچ نہ ٻاري

جان دے محبوب کو ورنہ اجل لے جائے گا
تو ہی کر انصاف حافظ یہ بھلا یا وہ بھلا

تفہیم: حضرت حافظؒ الملت علیہ الرحمۃ دوسرے فارسی شعر کے پہلے مصرعے میں طالبِ سلوک اور مُشتاقِ دیدار کو راہِ محبوب میں خوشی خوشی جان قُربان کرنے کا مشورہ دیا تھا اب دوسرے مصرعہ میں ایک فیصلہ کن نکتہ بیان کرتے ہوئے طالبِ سلوک سے سوال کرتے ہیں کہ اے طالبِ حق! اب تو خود انصاف کر کہ اس بے مایہ اور فانی جان کو خوشی خوشی راہِ محبوب میں قربان کرنا بہتر ہے یا یہ بہتر ہے کہ اجل جو ہر ہستی اور جان کی تاک میں بیٹھی ہے اسے خود اُچک کر لے جائے اور تو حسرت سے اپنے ہاتھ ملتا رہ جائے؟

(قارئین کرام! خاکسار مترجم نے سندھی ترجمہ و تشریح میں اس دوسرے فارسی شعر کے بارے میں لکھا تھا کہ میں نے دیوانِ حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ کے کئی

Scanned with CamScanner

نُسخے دیکھے مگر یہ شعر ان کے کسی دیوان میں نہیں ملا اور نہ ہی کسی تذکرہ میں حافظ نام کے کسی شاعر کے دیوان میں کہیں ملا۔ ممکن ہے حافظ تخلص کا کوئی اور فارسی شاعر بھی گذرا ہو جو میری نظر سے نہیں گذرا۔ بہر حال اپنے ذوقِ شعری اور موجودہ مطالعہ کی بنا پر میں اسے حضرت حافظُ الملّتؒ کا فارسی شعر محسوب کرتا ہوں کیونکہ حضرت حافظُ الملتؒ کا فارسی ادب کا ذوق بھی بہت اعلیٰ وارفع تھا تاہم اگر کوئی صاحبِ علم و فضل اس شعر کی گتھی سلجھا سکیں تو مجھے مُطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اُسے شامل کر دیا جائے)

اس شعر 249 کا دوسرا مصرعہ اگلے سندھی شعر 150 سے متعلق ہے چنانچہ حضرت حافظُ الملتؒ مقام فنا و بقا کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فنا کے مشکل راستے میں آنے والے خار و خس کو صاف کرنے کے لئے طالبِ سلوک کو اپنے جگر کا الاؤ جلانا اور روشن کرنا پڑے گا تاکہ ہستیٔ موہوم کے راستے میں آنے والے تمام خار و خس اور کیل کانٹے جل کر راکھ ہو جائیں اور ذاتِ باقی کے انوار و تجلیات ظاہر و باہر نظر آنے لگیں اور ہر سو جلوۂ یار نظر آئے۔

Scanned with CamScanner

(251)

تانسين ڪنڌا ڪڪ هستي جا ڪونڪو ساڙي
جڏهن ٿي اها ڳالهه اهڙي طرح جو ندا ڪري ٿي

جب تلک روشن الاؤ، وہ جگر کا نہ کرے
جان لے! خاشاکِ ہستی کو نہ یوں آتش لگے

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب تک طالبِ سلوکِ حق عاشقِ ذاتِ الٰہی اپنی خیالی فانی اور موہوم ہستی کے خار و خس اور جملہ سامانِ ہستی کو جلا کر راکھ اور خاک نہیں کرے گا اس کے لئے جلوۂ محبوب اور وصالِ یار ناممکن ہے۔ جب طالب کی انا، ہستی اور ذات محو و فنا ہو کر مٹ جائے گی تو اسے خود بقا کی حویلی سے ملاقات اور وصال کی صدائیں آنے لگیں گی اور اسے عالمِ بالا کی کشش اوپر کھینچنے لگے گی۔ گویا جذبۂ حق اُسے خود شجرِ موسیٰ علیہ السلام کی طرح آواز دے گا اِنّی اَنَا اللہ۔

Scanned with CamScanner

(252)

تڏهن ڪنان جذبن حق جي ڇڪي تنهن ڪي
ڪم ڪار تنهنجو ات سيوئي پٽجي!

جب یہ منزل بھی ہو طے پھر یار خود جلوہ کرے
کھینچ لے خلوت کدہ میں اور قربِ خاص دے

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فنائے کُلی حاصل ہونے کے بعد طالبِ سلوک کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اب اُسے "جَذْبۃ مِّن جَذباتِ اللہِ" (اللہ کی کششوں میں سے ایک خاص کشش) عالمِ بالا کی طرف کھینچنے لگے گی اور اب اس کی روح جان اور جملہ لطائف کے تمام روحانی امور میں کشائش اور فتح باب اسے نظر آنے لگے گی۔ لیکن یہ بات پیشِ نظر رہے کہ اس کے سارے کام یعنی ظاہری اعمال واشغالِ سلوک، ذکر اذکار، اوراد اور تمام ظاہر امور تلپٹ ہو کر رہ جائیں گے گویا اب وہ اس مقام پر پہنچ چُکا ہے جہاں اُسے ظاہری اعمال واشغال اور اوراد واذکار اور مشق ہائے لطائف یا مجاہدات میں سے کسی چیز میں بھی دل نہیں لگے گا وہ اِس عالم اور اس کے ظاہری و باطنی اعمال واشغال سے بلند و پاک ہو

Scanned with CamScanner

جائے گا۔ اسے اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جو بزرگ اور صوفیاء مزامیر اور تالیوں کے بغیر حال اور وجد میں نہیں آ سکتے جب ان کا کام تمام ہو جاتا ہے یعنی ان کے ذوق و شوق کا تعلق عالمِ بالا سے مضبوط ہو جاتا ہے تو پھر وہ آلاتِ مزامیر کے محتاج نہیں رہتے بلکہ بقول حضرت شیخ سعدیؒ کہ بر آواز دَولاب رقص کنند (وہ کنوئیں کے رہٹ کی آواز پر بھی رقص کرنے لگتے ہیں)۔

Scanned with CamScanner

اي يار بهادر! اي شغل سوئي آهي
جنهن کي ڇڏيو نہ آهي مشائخن طريقت جي

اے مرے یارِ بہادُر، شغل یہ تو ہے وُہی
جو طریقت کے مشائخ نے نہیں چھوڑا کبھی

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شغل فنا و بقا اور حبس دم علی الدوام کے مختلف مراحل مراتب اور درجات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ اے راہِ سلوک میں چُست و چالاک اور تمام خطرات نفس و شیطان کو جوانمردی کے ساتھ پیچھے دھکیلنے والے میرے بہادر دوست! یہ محفل یعنی شغل فنا ؤ بقا اور ذکر حبس علی الدوام تو وہ مبارک و مسعود اور راہِ سلوک میں لازمی شغل ہے جسے مشائخ طریقت علیہم الرحمۃ میں سے کسی نے بھی کبھی ترک نہیں کیا کیونکہ اس شغل کے بغیر تو منازل سلوک طے کرنا ممکن ہی نہیں۔ واضح ہو کہ اس بیت میں حضرت حافظُ الملتؒ نے یار بہادر کا لفظ استعمال فرما کر توجہ طلب بات بیان فرمائی ہے "یار بہادر" سے مراد یا تو شُغل نفی واثبات اور بقاو فنا میں یا پھر ذکر حبسِ علی الدوام میں

Scanned with CamScanner

جو سالک بھی ہمت، جُراءت اور حوصلہ سے کام لے گا اُسے یار بہادر کہا گیا ہے یا پھر حضرت حافظ اُلملتؒ کے قریبی ساتھی فُقرا اور پیر بھائیوں میں سے بہادر نام کا کوئی فقیر تھا جسے مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر کہا گیا ہے۔ اُسے کمال ذکر پر تحریص دلائی گئی ہے واللہ اَعلم بالصواب۔

Scanned with CamScanner

جي كامل مكمل سي
پٽ پڃاڻان صبح ۽ سانجهي جي

جو تھے کامل اور مکمل خالص و مُخلص ولی
اختتامِ صبح پر اور شام سے کچھ بعد بھی

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اُسی یار بہادر کو یاد دلاتے ہیں کہ ہمارے مشائخ اور دیگر سلاسل کے مشائخ میں سے جو بھی کامل مکمل اور مخلص ولی اللہ تھے وہ سب کے سب صبح طلوع ہونے پر اور شام ہونے کے کچھ دیر بعد اس مبارک اور مقدس شغل کا تکرار اپنے اوپر لازمی جانتے تھے اور ان دونوں اوقات میں وہ ذکر حبس علی الدوام اور ذکر شغل نفی واثبات کو اپنا ورد وظیفہ اور دائمی شغل سمجھتے تھے گویا ایک کامل اور مکمل ولی اللہ کے لئے بھی یہ شغل بطور سبق جاری رکھنا مشائخ کرام کے نزدیک بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(255)

تکرار کندا هئا ان شغل سڳوري کي

۽ حضرت مرشد اسان جي "رحمت کريس خدا" منجهه آخري عمر جي

کرتے تھے تکرار اس شغلِ مقدس کا سبھی
آخری ایام میں، رحمت ہو اُن پر، مرشدی

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس نکتۂ ولایت اور شغل مبارک کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرح بُزرگان اسلاف اور ہمارے مشائخ عظام علیہ الرحمۃ اس مبارک اور مقدس شغل کو عمر بھر جاری رکھتے تھے اپنی عمر مبارک کے آخری ایام میں ہمارے پیر و مرشد احسن المشائخ سیدی حضرت حسن شاہ جیلانی (صاحبِ خیمہ سوئی شریف، سندھ) علیہ الرحمۃ الباری بھی اس شغل اور ذکر کو اس طرح اس انداز اور اس طریق خاص سے ادا فرماتے تھے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل شعر میں بیان کی گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

(256)

پڄاڻان صبح جي مونن تي رکي مٿي کا
ويهي طرح مراقبہ جي، مٿي چادر هئا وجهندا

رکھ کے گھٹنوں پر سرِ اقدس کو جوں ہی دن چڑھا
ہو مراقب بیٹھتے تھے ڈھانپ کر اوپر رِدا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ صبح کے بعد اپنے پیر و مرشد احسن المشائخ حضرت سید حسن شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کے طریقہ ذکر کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت اپنا سر اقدس دونوں زانوؤں (گھٹنوں) کے بیچ میں رکھ کر بیٹھتے تھے اور شغل حبس علی الدوام اور نفی و اثبات، مراقبے میں بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ آخر عمر میں وصال مبارک تک آپ کا یہی معمول رہا۔

Scanned with CamScanner

ع مشغولي كندا هئا ان شغل سين تائين اشراقا
ع اثر ان شغل سگوري جا آهن عظيما

کرتے تھے یہ شغل تا اِشراق وہ حَسَن مُجتبیٰ
ہیں عظیم اِس شغل کے اثرات وبرکات اے فتا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے پیر و مرشد احسن المشائخ حضرت سید حسن المجتبیٰ شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کے شغل ذکر حبس علی الدوام اور نفی واثبات کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیدی و مولائی مرشدی حضرت احسن المشائخ مراقبہ میں بیٹھ کر اور سر مبارک دونوں زانوؤں میں رکھ کر اپنے اوپر چادر مبارک ڈال دیتے اور پھر یہ شُغل مبارک نماز صبح کے بعد سے اشراق تک جاری رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس بابرکت اور مقدس شغل کے بہت ہی عظیم اثرات ہیں اور اِن کی لذت طاقت اور عروج وہی جان سکتے ہیں جو ذکر کے اس مرحلہ سے گزرے ہوں۔

لذتِ مئے نہ شناسی بخُدا تانہ چشی!

(ارے ملامت کرنے والے خدا کی قسم تو شراب کی لذت نہیں جان سکتا جب تک تھوڑی سے چکھ نہ لے۔)

Scanned with CamScanner

(258)

مشغولي ۾ مراقبي ان جي نفس سرڪش کا
ڪري مطيع فرمان جو واري ونگايا

نفسِ سرکش کیلئے اس طرح ہے شُغلِ مراقبہ
تابع فرماں بنا دیتا ہے کج رَو کو خدا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس شغل ذکر اور اس طریق مراقبہ کی فضیلت اور برکات وتاثیرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مراقبہ کی صورت میں ذکر کی یہ مشغولیت طالب سلوک کے نفس سرکش کو اس کا مطیع فرمانبردار اور تابع بنادیتی ہے حالانکہ سرکش نفس کو مطیع اور مُنقاد بنانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ حضرت حافظُ الملتؒ اس حقیقت کو ایک مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مراقبہ کی شکل میں یہ شغل نفس کو ایسے مطیع بنادیتا ہے جیسے کوئی لڑاکا گائے دودھ دیتے وقت مالک یا مالکن کو لاتیں مار کر دودھ گرادیتی ہے تو ایسی سرکش گائے کو

Scanned with CamScanner

دونوں ٹانگوں کی پنڈلیوں میں ایک چھوٹی سی مضبوط رسی جولان کی طرح باندھ دیتے ہیں اور وہ دونوں پنڈلیاں مضبوط بندھی ہونے کی وجہ سے ادھر اُدھر ہل جُل نہیں سکتی اور آرام سے دودھ دوہنے دیتی ہے بالکل اسی طرح اِس شُغل اور مراقبہ سے بھی طالب سلوک کا نفس سرکش بندھ کر فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(259)

ء جثو خاڪي،جو ڪثيف آهي ڪارو ڪورونيارا
سو ڪرڻ هميشگي ان شغل جي ٿئي لطيفا

جسم خاکی جو کثافت کا ہے اک کوہِ سیاہ
ہو لطیف اور پاک اِس شغلِ دوامی سے سدا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اس شغل ذکر اور مراقبہ کی مزید برکات اور تاثیرات بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالب سلوک کا جسم خاکی جو نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں کی وجہ سے میلا اور کثیف ہو جاتا ہے اور سیاہ پہاڑی کی شکل میں جو گناہوں اور غفلتوں کے سیاہ دھبوں کی وجہ سے بدل جاتا ہے اس شغل ذکر اور مراقبہ کی برکت اور تاثیر سے وہ پاک صاف شفاف اور اُجلا ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس ذکر اور مراقبہ کو کبھی کبھار نہیں بلکہ دوامی اور مستقل طور پر اپنا وظیفہ اور شغل بنالے۔

Scanned with CamScanner

(260)

جئين ٹئي قلب روشن تئين چٹي كارايا
ء چٹي طالب ان وقت نامرادي ء پريشاني كا

جونہی دل روشن ہوا، جائے سیاہی چھٹ چھٹا
نامرادی اور پریشانی سے طالب ہو رِہا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شغل ذکرِ حبس دم اور شغل فنا و بقا کی تاثیرات اور برکات کو مزید واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شغل ذکر حبسِ دم اور فنا و بقا کے مراقبہ کی برکات اور تاثیرات سے طالب سلوک کا قلب تجلیاتِ نورانی سے روشن اور منور ہو جاتا ہے اور اس کی میل سیاہی اور کثافت بالکل نابود اور مفقود ہو جاتی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس موقع و محل اور مقام شغل میں پہنچ کر طالب سلوک نفس، خواہش، وساوس اور شیطانی خیالات کی پریشانی اور دینی و دنیوی نامرادیوں سے بھی کُلّی طور پر نجات حاصل کر لیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(261)

محبوب حقيقي پرتوو سڻي پنهنجي نور ڪنا
شعلو پنهجي مشعل عشق جو چمڪائيس منجهه قلبا

ڈالے محبوبِ حقیقی پَرتوِ نورِ ھُدیٰ
شعلہ اپنے عشق کا چمکائے اُس دل میں خدا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ شغل نفی واثبات اور ذکر حبسِ علی الدوام کے حوالے سے اپنے پیرومرشد کے طریق مراقبہ وشُغل ذکر کی مزید برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک اپنے گھٹنوں کے اندر منہ ڈال کر اور اپنے سر کو چادر سے ڈھانپ کر مراقبہ کی حالت میں قلبی ذکر کرتا ہے تو اس پر محبوب حقیقی کی جانب سے نور کی تجلیات کا وُرود اور نزول شروع ہو جاتا ہے اور سالک کے دل پر محبوبِ حقیقی اپنے عشق و محبت کی شُعلہ افشانی فرما کر اسے ذوق و شوق اور وجد و حال کی نعمت سے مالا مال کر دیتا ہے اسے حضورِ حق اور قُربِ وصال بھی کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(262)

اِت گھرجي طالب کي تہ پنھنجي ھمت ۽ طلبا
وڌ ڪري ڏھ حصا اڳين طلب ڪنا(ن)

چاہیئے طالب کو اپنی ہمت اپنا حوصلہ
کر دے زائد اور بڑھائے پہلے سے بھی دس گنا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک اس شغل ذکر اور خلوت و مراقبہ کی برکات سے تجلیاتِ حق اور نورِ ربانی کے عالم میں جا پہنچے تو اسے فارغ نہیں بیٹھنا چاہیئے بلکہ اس شُغل ذکر یعنی حبس علیٰ الدوام اور مراقبہ میں اپنا تفکر و تدبُّر پہلے سے بھی دس (10) گنا زیادہ بڑھادے جیسا کہ حق تعالیٰ عزّوجل خود فرماتا ہے کہ "لَئِن شَکَرتُم لَاَزِیدَنَّکُم (اگر تم میری نعمتوں پر شکر ادا کروگے تو میں ضرور یہ نعمتیں اور بڑھادوں گا)۔

Scanned with CamScanner

(263)

تہ مدد ٹئي تنهن کي ترقي منجهہ ترقيا
تہ جان رسي وڃي مقصود کي طلبي ٹو جنهن کا

تا اُسے حق سے ترقی پر ترقی ہو عطا
پائے اُس مقصود کو جسکی طلب میں ہے سدا

تفہیم : حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب طالبِ سلوک شُغل حبس دم علی الدوام، شُغل نفی واثبات اور ذکر و فکر بحالتِ مراقبہ میں قدم بڑھائے گا اور اسے گھٹانے کی بجائے بڑھانا شروع کرے گا تو اسے ترقی پر ترقی حاصل ہوتی جائے گی۔ اب وہ اپنی منزلِ مقصود (قُربِ الٰہی اور وصالِ حق) کو دیکھتے ہی دیکھتے حاصل کرلے گا اور جس محبوبِ حقیقی کی طلب اور وصال کے لئے طالبِ سلوک نے یہ سارے اعمال واشغال یہ مجاہدات اور یہ ذکر و فکر اور مراقبات شروع کئے تھے اب وہ محبوب و مطلوب اور طالب کا مقصود اس کے سامنے جلوہ گر ہوگا۔ یہ منازل طے کرنے میں طالب سلوک کو اپنے محبوب حقیقی کی طرف سے

Scanned with CamScanner

غیبی مدد حاصل ہو گی گویا یہ ذٰلکَ فَضل اللہ یُؤتِیہ مَن یَّشاء (یہ فضل و موھبتِ الٰہی ہے وہ جسے چاہتا ہے اُسے عطا فرما دیتا ہے) کا معاملہ ہے۔

ع تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

Scanned with CamScanner

(264)

۽ سڀڪا مشڪل تنهن جي اِت ٿئي آسانا
جئين سڀ مشائخن کي مقدمو ولايت اهوئي آ

مشکلیں آسان ہوں سب یاں پہنچ کر دائما
سب مشائخ کی ولایت کا یہی ہے مقدما

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہی وہ منزلِ آخر اور مُنتہائے مقصود ہے جہاں پر پہنچ کر ہر طالبِ سلوک کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہر سلسلۂ روحانی کے تمام مشائخ کرام نے اس مقام کو "مقدمۂ ولایت" کہا ہے یعنی جس طرح ہر کتاب کے تمام مضامین و احوال کی تفصیل مجمل طور پر کتاب کے مقدمہ میں آ جاتی ہے (جیسا کہ سورۃ فاتحہ قرآن مجید کا مقدمہ ہے) اسی طرح کمالات ولایت کا مقدمہ بھی یہی مقام ہے۔ یعنی شُغلِ ذکرِ، حبسِ دم علیٰ الدوام، شُغلِ نفی و اثبات اور صبح کی نماز کے بعد گھٹنوں میں منہ ڈال کر سر پر ردائے فُقراء اوڑھ کر مراقبہ کی شکل میں بیٹھ کر شُغل ذکر و فکر میں مشغول ہو جانا یہی سب کچھ

Scanned with CamScanner

مقدمہ ولایت ہے۔ جس طالب سلوک نے اس شُغل و عمل پر مداومت کی اور اس سے روحانی طور پر لطف اندوز ہوا گویا اس نے ولایت کے تمام مقامات طے کر لئے۔

Scanned with CamScanner

(265)

مڙئي شغل ۽ فڪر ان تي ٿين تماما
پورو ٿيو هي نسخو ساڻ قادر جي ڪرما

ختم ہوں اشغال اور افکار سب اِس پر سدا
لطف سے تیرے ہوا پورا یہ نُسخہ قادرا

تفہیم: حضرت حافظُ الملت علیہ الرحمۃ اپنے رسالۂ سلوک کا تتمہ اور خاتمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گذشتہ اشعار میں، میں نے تمام اعمال واشغال اوراذکار وافکار بیان کر دیئے ہیں جیسے ذکرِ قادریہ کی تسبیحات، لطائفِ ستہ کے اعمال و اشغال مراقبات اور مجاہدات کا طریق کار اوراب آخر میں سُلطانُ الاذکار، حبس علیٰ الدوام اور مراقبہءِ سُلطانی پر اس کا خاتمہ کیا ہے۔اس آخری مراقبہ میں ذکر حق یادالٰہی اور وصال ذات کی لذت اور ذوق وشوق جب طالبِ سلوک کو حاصل ہونے لگے تو وہ سمجھ لے کہ سلوک طریقت اور منازل ولایت کو طے کر کے اب وہ اپنی منزل مقصود کو جا پہنچا ہے۔اس آخری شعر میں حضرت حافظُ الملتؒ ساتھ ساتھ یہ بھی

Scanned with CamScanner

اشارہ فرماتے ہیں کہ قادر کریم کے لطف و کرم سے رسالۂ سلوک کا خاتمہ اس منزل پر جاکر ختم ہوا جو ولایت کی انتہا ہے۔ اس شعر میں حضرت حافظ ملتؒ نے غوثِ اعظم میراں محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام (عبدالقادر) کی رعایت سے اپنے آخری بیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ "قادر کے لطف و کرم سے یہ رسالہء سلوک اختتام پذیر ہوا"۔

اس شعر سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ سے روحانی تعلق اور واسطہ رکھتے تھے اور آپ کے سلسلۂ قادریہ میں، سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی ہمت بھی شامل ہے جو حضرت شیخ المشائخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک واسطہ سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے جا ملتا ہے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تَمَّ بِعَونِ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَحُسنِ تَوفِیقِہٖ

Scanned with CamScanner

یہ کتاب بھرچونڈی شریف کی خانقاہ کے بانی اور جنیدِ وقت حافظُ الملت حضرت حافظ محمد صدیق قادریؒ قدس سرہٗ کی بابرکت تحریر ہے جو طالبانِ راہِ سلوک کے لیے مینارۂ روشنی ہے۔ اس عظیم روحانی درگاہ کے سجادہ نشین اور حافظُ الملت اکیڈمی کے سرپرست سائیں پیر عبدالخالق قادری صاحب کی فرمائش پر رسالۂ سلوک کے سندھی اشعار کا منظوم اردو ترجمہ اور نثری تفہیم، اکیڈمی کے صدر سائیں میر حسان الحسیدری سہروردی صاحب نے لکھی ہے۔ میر صاحب سرائیکی، سندھی اور اردو زبانوں میں لکھنے کے علاوہ عربی اور فارسی زبان وادب کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ سرائیکی ادب اور تاریخ پر ان کا کام 1971 میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کی جانب سے تاریخِ ادبیات پاکستان کی چودھویں جلد میں شائع ہوا۔ 1957 سے 1962 کے زمانے میں ملتان سے خانقاہِ غوث العالم حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ سے شائع ہونے والے علمی ماہنامے "آستانۂ زکریا" کے مدیر اعلیٰ رہے۔ بعد ازاں ہفت روزہ "طوفان" ملتان کے مدیرِ اعلیٰ رہے۔ اسی دور میں میر صاحب نے ملتانی، بہاولپوری، دیرے والی کہلائے والی زبان کے لیے پہلی بار متفقہ طور پر سرائیکی کا نام دے کر "سرائیکی اکیڈمی" قائم کی۔ سرائیکی اور سندھی زبانوں کی صوفیانہ شاعری، بالخصوص خواجہ فرید کی شاعری پر انہوں نے گراں قدر کام کیا ہے۔ خانقاہِ عالیہ بھرچونڈی شریف کے ساتھ ان کی روحانی عقیدت کے سبب "حافظُ الملت اکیڈمی" کا قیام عمل میں آیا اور اس اکیڈمی نے ان کی رہنمائی اور حضرت پیر عبدالخالق قادری صاحب کی سرپرستی میں اعلیٰ علمی سیمینار اور کانفرنسوں کے انعقاد کے ساتھ ساتھ تمام اہم کتب کی اشاعت میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے جن میں سے روحانیت اور معرفت کے موتیوں سے معمور ایک علمی خزانہ آپ کے سامنے ہے۔

پروفیسر محمد اسماعیل سومرو

حافظُ الملت اکیڈمی

خانقاہ عالیہ بھرچونڈی شریف ڈہرکی (سندھ)

Scanned with CamScanner